

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_190158

UNIVERSAL
LIBRARY

این بیان سحرآوان من بشعر حکم

دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفين امام الکاملين والاکبر الصادق
مخدوم بنده نواز حضرت

صدرالدين ابوالفتح سيد محمد حسيني کيسودراز چشتي

قدس الله سره العزيز

المستشبه

انيس العشاق

بلسله مطبوعات کتب خايز خستين گلبرگه نعل

به انتظام و توجه خاص جناب معلى القابو لغوشه يار جنگ بهادر ام قباهم
و به تصحيح و به اهتمام

مولوى حافظ سيد عطا حسين صاحب ام اى سى اى

ناظم و طيفه ياب سر رشته تعميرات سرکار عالی
در عهد آفرين برقي پريس رحيم آباد دکن طبع شد
شوال المکرم ۱۳۸۵

تفقه
۵۴۰



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی خلق الإنسان وعلمه البیان والصلوة والسلام
 علی سیدنا محمد رسولہ النبی الامی الذی انزل علیہ القرآن ویوتی
 جوامع الکلم والایات والبرہان وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ
 المہادیین المہدیین فی کل وقت وآن۔

سلسلہ علیچشتیہ میں حضرت سلطان العاشقین المقربین سید محمد حسینی گیسو دراز قدس
 اللہ سرہ العیز زسے پہلے یعنی حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت
 مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی بزرگ نے تصنیف وتالیف کی تھا
 توجہ نہیں کی اور کوئی کتاب یا رسالہ نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ
 حضرت چراغ دہلی کے مریدوں اور خلفائے شروع کیا جنہیں مقدم حضرت مخدوم
 سید محمد حسینی گیسو دراز میں جنہوں نے چھوٹی بڑی کتابیں بکثرت تصنیف وتالیف
 کیں۔ دیوے کے کبار کوئی کام بغیر اشارت وحکم غیبی نہیں کیا کرتے حضرت مخدوم کی تصنیف
 وتالیف کا کام بھی اسی قبیل کا تھا چنانچہ خود فرماتے ہیں ”ہر کس کہ دران حضرت سلوک
 کہ دہجیزے مخصوص شدما بسجن مخصوص خداے ماراد ولت بیان اسرار خویش داد
 ہر چند میخواہم کہ نظیر من از سخن ساقط شود نشد“۔ اسرار الاسرار کے دیباچہ میں فرماتے
 ہیں ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَخْيٌ يُوحَىٰ نعت محمد رسول اللہ است

ہر کہ اتباع او کند و انہما مش در سنت او بود و رفتن بر طریقہ او باشد از جامع الکلم
و لمعہ از گفتار او کہ نور الہدیٰ است و بیان سر القرب والدنیٰ است نصیب گیر و کن
میں عام طور پر زبان زد ہے کہ حضرت مخدوم کی تصنیف و تالیف کی تعداد او کی
عمر کے سنین کے مطابق ایک سو پانچ ہے۔ واللہ اعلم لوگوں کا یہ خیال کس حد تک
صحیح ہے انکے مرید اور سوانح نگار حضرت محمد سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی
میں جس کو حضرت مخدوم کے حالات میں تصنیف کیا ہے انکی اکتیس کتابوں کے
نام لکھے ہیں۔ ان میں بعض اہم کتابیں مثلاً تفسیر۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تعرف
شرح عربی آداب المریدین۔ شرح غزنی فقہ اکبر اب باکل مفقود ہیں اسدہری کو علم
ہے کہ ان بے بہا کتابوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی نسخہ اب دنیا میں موجود
ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے او کی تلاش میں ہوں مگر اونکا کہیں پتہ نہیں ملا
اون کی تصانیف میں جو کتابیں اب موجود ہیں انکے نسخے بھی معدودے چند
ہی باقی رہ گئے ہیں۔

حضرت مخدوم کی تصانیف کی اہمیت اور ان میں سے بہتوں کے بالکل
مفقود ہو جانے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال پہلے مجھے خیال آیا کہ جو کتابیں تہذیب
زمانہ سے اب تک بچ گئی ہیں اگر وہ فراہم کیا جائیں اور بتدیج طبع کرادی جائیں تو تلف
اور مفقود ہونے سے بچ جائیں گی ورنہ بہت جلد وہ بھی ناپید ہو جائیں گی۔ اس زمانہ
میں فارسی زبان کی کساد بازاری ہے اور اس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے
اور سمجھنے والے اور انکی جانب توجہ کرنے والے بہت کم رہ گئے ہیں اس کے علاوہ
مقصوف جو مکارم اخلاق سکھانے والا اور سنت نبوی اور عبادت خالصاً مخلصاً
لوجہ اللہ اور محبت و عرفان الہی کے متعلق کلام پاک اور حدیث نبوی کی تفسیر اور
شرح کرنے والا علم ہے لوگوں کو اس کی جانب سے عموماً صرف ذہول ہی نہیں

بلکہ باوجود قطعی ناواقفیت اور بے بہرہ گی کے اس سے انکار اور دشمنی پیدا ہو گئی ہو
ان اسباب کے پیش نظریہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم کی کتابوں کی وجہ بیشتر
فارسی زبان اور چند عربی میں ہیں (فراہمی تصحیح اور طباعت میں محنت سناقت
اور مصارف کثیرہ برداشت کرنے سے حاصل کیا ہو گا۔ بجاے خود اعتراض
بالکل واجبی تھا اگر ہمارے پیش نظریہ خیال تھا کہ حضرت مخدوم کی بے ہمت تصنیف کو
جود تبرہ زمانہ سے اب تک خال خال بھی ہوئی ہیں آئندہ مفقود ہونے سے بچا
کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ طبع کرادی جائیں۔ اس کے علاوہ اگر ان میں سے
کسی ایک کو ایک شخص نے بھی مطالعہ کیا اور اس سے اس کے دل میں داعیہ حق و
اتباع سنت نبوی کا شوق و ولولہ پیدا ہو جائے تو ہمارا مدعا پورا ہو جائے گا۔ میں نے
اپنا خیال چند ذی علم صوفی مشرب دوستوں کے سامنے پیش کیا۔ ان سب بزرگوں
نے تائید کی۔ چنانچہ میرے ذی علم متقی صوفی مشرب دوست مولانا معشوق حسین علی
صاحب قادری المحاطب نواب معشوق یار جنگ بہادر کی (جو اس وقت
ضلع گلبرگہ شریف کے اول تعلقہ دار یعنی ڈسٹرکٹ کلکٹر تھے) اعانت اور تائید
سے حضرت مخدوم کی نہایت بلند پایہ عظیم المرتبت اور نادر الوجود اور تصوف
و معارف و حقائق کی جامع کتاب جس کے مثل فارسی زبان میں کوئی تصنیف
نہیں ہوئی یعنی اسماء الاسرار کو ۱۳۵۲ھ میں نے طبع کر کر شائع کرنے
کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں اد نہیں کے مشورہ اور تائید
سے کتاب مستطاب خاتمہ جس سے زیادہ جامع مبسوط اور مکمل اور بہتر کتاب
مسائل آداب المریدین میں نہ عربی میں تصنیف ہوئی اور نہ فارسی میں نے
طبع اور شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی زمانہ میں نواب معشوق یار جنگ بہادر
ہی کے مشورہ اور تائید سے ہمارے برگزیدہ صفات عالم باعمل کرم فرما مولانا

حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی و دینیات گلبرگہ کالج نے حضرت مخدوم کے ملفوظات مسمیٰ بہ جو مع الکلم کو طبع کر کر شائع کیا۔

تقریباً چار سال ہوئے ہمارے صوفی مشرب جامع فضائل علم دوست کرم فرما مولانا غلام غوث خاں صاحب المحاطب بہ نواب غوث یا جنگیہا کا تقرر صوبہ گلبرگہ شریف کی صوبہ داری (کشمیری) پر ہوا اور روضہ بزرگ اور روضہ خور داد اور ان کے ملحقات اور جاگیرات کا انتظام اور نگرانی بھی حسب فرمان خمصری اوہیں کے متعلق کر دی گئی۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ دونوں روضوں کی جاگیروں کا انتظام بہتر ہو گیا اور دونوں روضوں اور ان کے ملحقات میں نہایت مفید اور بکار آمد اور خوش منظر تعمیرات اور ترقیاں جلد جلد مل میں لائی گئیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ان مادی کاموں کے علاوہ دو نہایت مفید اور بکار آمد علمی کام بھی انجام دیئے گئے ان میں ایک مفید ترین کام روضتین سے متعلق مدرسہ کا قیام جس میں مجاور اور اس آبادی کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم دی جا رہی ہے اور دوسرا کام روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ موسوم بہ ”کتب خانہ روضتین“ کا قیام ہے۔ روضہ بزرگ اور روضہ خور داد میں دستبرد زمانہ سے کچھ کتابیں اب تک بھی ہوئی تھیں دونوں صاحبان سجادہ کی رضامندی اور اجازت سے صوبہ دار صاحب نے یہ سب کتابیں اس کتاب خانہ میں منتقل کر دیں اور ان کے علاوہ دوسری بہت سی کتابیں خصوصاً حضرت مخدوم اور ان کی فرزندوں کی تصانیف مختلف ذرائع سے

حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے مقبرہ کو روضہ بزرگ اور ان کے نبیرہ اور خلیفہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی المشہور بہ سید قبول اللہ حسینی کے مقبرہ کو روضہ خور داد اور دونوں کو مجموعی طور پر اختصاراً روضتین کہتے ہیں۔

حاصل کر کے اس میں داخل کیں۔ نواب معشوق یار جنگ بہادر نے بھی اپنی سب کتابیں اس کتب خانہ کو دیدیں۔ یہ کتب خانہ مستحکم بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اس میں معتدبہ کتابیں جمع ہو چکی ہیں اور ہوتی جا رہی ہیں اور شائقین علم کے لئے وہ مکمل دیا گیا ہے اور ان کو مستفید کر رہا ہے نواب غوث یار جنگ بہادر نے حضرت مخدوم اور ان کے فرزندوں کی تصانیف کو بتدیج طبع کرا دینے کی ضرورت کو بھی محسوس کیا تاکہ وہ مفقود ہونے سے بچ جائیں اور طبع ہو کر ملک میں شائع ہو جائیں چنانچہ انکی توجہ اور حسن انتظام سے گذشتہ تین سال میں حضرت مخدوم کی تصانیف سے ترجمہ اداب المریدین اور خطاۃ القدس اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کا ایک مجموعہ مسمیٰ بہ مجموعہ یازدہ رسائل طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں اور اب اون کا دیوان مسمیٰ بہ انیس العشاق جو کتب خانہ روضتین کی شائقوں کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب جن کا نام نامی پہلے آچکا ہے اور جو مدرسہ اور کتب خانہ روضتین کے اعزازی مہتمم ہیں ان کتابوں کی طباعت اور اشاعت میں بے حد دلچسپی لیتے آئے ہیں اور اپنے مفید مشوروں اور دوسرے طریقوں سے مجھے مسلسل مدد دیتے آ رہے ہیں جزاۃ اللہ عنا خیر الجزاء

حضرت مخدوم کی ان کتابوں کی طرح جن کے خال خال نسخے موجود ہیں اس دیوان کے نسخے بھی بہت کم باقی رہ گئے ہیں گذشتہ بارہ سال کی جستجو میں اس کے صرف تین نسخے میری نظر سے گذرے ۱۹۳۲ء کا لکھا ہوا ایک نسخہ قصبہ چنولی (ضلع گلبرگہ شریف) کے ایک مشائخ صاحب نے نواب معشوق یار جنگ بہادر کو گلبرگہ میں بہت اصرار کے ساتھ تحفہ دیا تھا مگر تھوڑے دنوں کے بعد واپس لے گئے نواب معشوق یار جنگ بہادر سے لے کر میں نے اس کی نقسل

کری تھی اور کتب خانہ آصفیہ کے ایک جدید النسخہ ۳۲۵ء کے لکھے ہوئے نسخہ سے مقابلہ کر لیا تھا۔ دونوں نسخے چونکہ بہت غلط لکھے ہوئے تھے اس لئے میرے نقل کردہ نسخہ میں مقابلہ اور تصحیح کے بعد بھی بہتری غلطیاں رہ گئیں۔ دو سال ہوئے ایک نسخہ جس کی کتابت اوائل دسویں صدی کے معلوم ہوتی ہے اتفاقاً چند روز کے لئے میرے پاس آیا اس سے مقابلہ کر کے اپنی نقل کردہ کتاب کی تصحیح شروع کی لیکن وہ کتاب بہت جلد واپس طلب کرنی گئی اور تصحیح کا کام ناتمام رہ گیا حسن اتفاق سے وہی کتاب حال میں جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں خریدی گئی اور ہمارے فاضل اور ادیب دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب پنی ایچ۔ ڈی نے جن کو حضرت مخدوم کی کتابوں اور انکی اشاعت سے بہت دلچسپی ہے مجھے اپنی نقل کردہ کتاب کا اس سے مقابلہ اور تصحیح کرنے کا موقع دیا اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پوری کتاب کا مقابلہ کر کے جس قدر ممکن ہو سکا تصحیح کر لی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے جامعہ عثمانیہ کی کتاب میں بھی گو کتابت کی بہت غلطیاں ہیں تاہم میرے نسخہ کی بہت بڑی حد تک تصحیح ہوئی اور کتاب اس قابل ہو گئی کہ طبائے کے لئے مطبع کو دیدی جائے اور دیدی گئی طباعت میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں نسخوں میں سے ایک یا دو میں کوئی لفظ بدانتہا صحیح تھا اور بقیہ دو یا ایک میں بدانتہا غلط لکھا ہوا تھا طباعت میں جو صحیح لفظ تھا وہی قائم رکھا گیا لیکن جہاں جہاں لفظوں میں اختلاف تھا لیکن وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے صحیح تصور کئے جا سکتے تھے ان میں میں نے اپنی جانب سے تصرف کرنے کی جرات نہیں کی بلکہ متن میں نواب معشوق یار جنگ بہادر کی کتاب کے الفاظ قائم رکھے اور عاشق پر نیا نیا ن کی علامت دے کر کتب خانہ آصفیہ اور جامعہ عثمانیہ

یا دونوں کتابوں کے الفاظ لکھ دیئے۔ چند جگہ جہاں الفاظ مشکوک رہ گئے اور تینوں منقول غنیمتوں میں کسی سے بھی تصحیح نہیں ہو سکی وہاں استفہام کی علامت م دیدی گئی ہے۔

حضرت مخدوم کے ملفوظ مسمی جوامع الکلم میں او کی متعدد غزلیں منقول ہیں جس زمانہ میں ان کے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی ان ملفوظات کو قلمبند کر رہے تھے حضرت مخدوم جب کبھی کوئی غزل کہتے اسی روز یا ایک دو روز کے بعد اپنے فرزند کو دیدیتے اور وہ اس کو اس روز کے ملفوظ میں شریک کر لیتے یہ سب غزلیں اس دیوان میں موجود ہیں۔ جن جن تاریخوں میں یہ غزلیں کہی گئیں یا ملفوظ میں درج کی گئیں ان کے دیوان کے صفحوں کے فٹ نوٹ میں دو تاریخیں لکھ دی ہیں۔

اس دیوان کے مرتب اور جامع حضرت مخدوم کے ایک برگزیدہ اور ممتاز مرید میں جنہوں نے دیباچہ بھی لکھا ہے مگر کمال ادب سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کے فرزند خورشید اصغر حسینی قدس سرہ نے انہیں طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے اور اوراق کا ایک مجموعہ جنہیں حضرت مخدوم کی غزلیں لکھی ہوئی تھیں انہیں دیا اور فرمایا اس کو ترتیب دے کر دیوان مرتب کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں انہوں نے یہ دیوان مرتب اور مدون کیا اور اس کا نام انیس العشاق رکھا۔ مرتب علیہ الرحمہ نے ترتیب اور تکمیل کی تاریخ بھی دیباچہ میں نہیں لکھی ہے مگر او کی تحریر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام حضرت مخدوم کے زمانہ حیات میں انجام دیا گیا۔

حضرت مخدوم کو شعر گوئی سے چنداں دلچسپی نہیں تھی چنانچہ اسما والا سما کے دیباچہ میں جہاں اسکی تالیف کا باعث بیان فرمایا ہے لکھتے ہیں۔ ”چند

کہے بلکہ زیادت از ہے بر بنجہ کہ وج اتم پاک را گنجے یا شد و عرضے کہ موت
را عرضے بود مبتلا بودم تقدیر آسمانی و خواست ربانی صحنے را بنام ماثبتے کرد
و باغ لطیف و سبک شد گراں سنگی بباد و ہوا رفت بنجاصیت طبیعت میل
بر غزئے و شعرے شد گفتم لا حول و لا قوت الا باللہ چہ کار من است و الشعراء
یلتبھنہم العافون نعت کار من شود و ضرورت نظر مایل بر سمر شد در خاطر
افتاد اگر کویم بارے اسرار اسرار... ” اس سے ظاہر ہے کہ شعرونی سے
انکو زیادہ دلچسپی نہیں تھی اور اسکی جانب زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے بلکہ جب کبھی
مضامین کی آمد ہوتی یا غلبہ حال سے مجبور ہو جاتے تو بمقتضائے ”خاصیت طبیعت“
غزل کہہ دیتے اسی لئے انہوں نے اپنی غزلوں کے جمع کئے جانے کا کبھی خیال
نہیں کیا انکی بہت سی ایسی رباعیاں اور غزلوں کے اشعار انکی تصانیف میں پائے
جاتے ہیں جو اس دیوان میں نہیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف
وہی غزلیں اور رباعیاں جمع کی گئیں جو حضرت تیدا صغریٰ جینی کے پاس محفوظ رہ
گئی تھیں۔ حروف تاجز - خ - ذ - س - ص - ض - ط - ظ - ع - غ - ف - ق
ک - گ اور ل کے ردیفوں کی کوئی غزل اس میں موجود نہیں ہے یہ دیوان
جلد (۲۲۷) غزلوں اور (۲۶) اشعار کی ایک مثنوی اور رباعیوں کا مجموعہ
ہے۔

شعرا کے عام طریقہ کے خلاف حضرت مخدوم نے اپنا کوئی خاص تخلص
بھی معین نہیں کیا القاب اور کنیت کے ساتھ انکا پورا نام صدر الدین
ابو الفتح محمد حسینی گیسو دراز تھا۔ ان میں جو مناسب معلوم ہو غزلوں کے مقطعوں
میں لائے ہیں اور ایک غزل کے مقطع میں یہ سب الفاظ جمع کر دئے ہیں
اے ابو الفتح محمد صدر دین گیسو دراز مختصر کن چند نالی قصہ خود گرد آؤ

حضرت سعدی کے بعد سے شعرا یہ التزام رکھتے آئے ہیں کہ اپنا تخلص غزل کے آخر شعر میں لاتے ہیں۔ حضرت مخدوم نے یہ التزام بھی نہیں رکھا۔

حضرت مخدوم کے سوانح نگاروں کی کتابوں اور خود ان کی تصنیفوں سے معلوم نہیں ہوتا کہ فن شاعری میں انہوں نے کسی کی شاگردی کی یا اپنی غزلوں کو کسی بزرگ کو دکھا کر اون سے اصلاح لی۔ مبداء فیاض نے انکو نہایت غیر معمولی ذہن و ذکا اور ہر علم و فن کے ساتھ مناسبت اور موزونیت تامہ رکھنے والی طبیعت و دیعت کی بھی شاعری کے ساتھ بھی انکو طبعی مناسبت تھی اس لئے جب مضامین کی آمد ہوتی تھی غزل کہہ دیا کرتے تھے لیکن شعر گوئی سے چونکہ زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس لئے تبادرتو یہی ہوتا ہے کہ شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے اور اپنے کلام میں اصلاح لینے کی جانب ہمتو جب نہیں ہو مہوں گے۔ سولہ سال کی عمر سے انسی سال کی عمر تک وہ دہلی میں رہے۔ جب وہ پانچ سال کے تھے حضرت امیر خسرو کی رحلت ہو چکی تھی اور اون کے بعد زمانہ دراز تک دہلی میں کوئی نامور شاعر نہیں رہا۔ دہلی پہنچتے ہی حضرت مخدوم مرید ہو کر تحصیل علوم ظاہری اور مجاہدہ باطنی میں ہر تہ مصروف ہو گئے۔ اس لئے دہلی میں فن شاعری میں کسی کی شاگردی کرنے کی کوئی صورت نہ تھی ہاں ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ ۸۲۰ھ میں جب سلطان محمد تغلق نے دہلی کے باشندوں کو بجزیر دولت آباد بھیجا اس وقت وہیہا کہ میر غلام علی آزاد قدس سرہ نے روضۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ اس حادثہ جمعے کشیر میدان و معتقدان سلطان المشائخ از سکندری بدولت بادشہ یفا در دند آمدن امیر حسن دہلوی و سید یوسف پدر حضرت سید محمد گیسو دراز و خواجہ عمر شیخ زین الدین قدس اللہ اسرار ہم درین شہرام خود صریح نوشتہ اند۔ حضرت مخدوم کی ولادت ۸۲۰ھ میں ہوئی دولت آباد آنے کے وقت وہ سات سال کے تھے ۸۳۰ھ میں جب وہ دولت آباد سے دہلی واپس گئے ان کی عمر سولہ سال کی تھی حضرت امیر حسن دہلوی دوسرے بزرگوں کے ساتھ جب ۸۳۰ھ میں دولت آباد آئے آخر عمر تک وہیہا رہے اور ۸۳۰ھ میں جب ان کا انتقال ہوا اسی نواح میں خلد آباد کے حصار

کے باہر دفن کئے گئے۔ حضرت مخدوم کے والد حضرت سلطان المشائخ کے مرید اور حضرت امیر حسن دہلوی کے پیر بھائی تھے۔ دونوں بزرگوں میں باہم نہایت محبت اور ارتباط تھا دولت آباد کی غریب لوطی میں باہم صحبتیں راکرتی تھیں اس لئے ایک حد تک یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ۱۲۳۵ھ سے ۱۲۳۶ھ تک حضرت مخدوم اپنے والد کی زندگی میں اون کے ہمراہ اور ان کے بعد بطور خود حضرت امیر حسن دہلوی کی صحبت میں عافراور ان کی فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت حسن سعدی اور خسرو کے قریق بہ ہم پلہ شاعر تھے حضرت مخدوم کو شاعری کے ساتھ فطرتاً قوی مناسبت تھی اس کو محسوس کر کے حضرت حسن نے ضرورت و توجہ کی ہوگی ان سے غزلیں لکھوائی ہوگی اور ان میں اصلاح دی ہوگی اور حضرت مخدوم اون کے فیض صحبت سے شاعری کے تمام اقسام و اصناف اور اس کے قوانین و رموز و نکات پر بہت جلد عادی ہو گئے ہونگے میرے اس قیاس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ گو حضرت مخدوم شیخ احمد جام اور شیخ سعدی اور امیر خسرو قدس اللہ سرار ہم کے معتقدین اور سعدی کو غزل کا امام مانتے ہیں مگر ان کا کلام تقریباً تمام تر حضرت حسن دہلوی کے طرز پر ہے الفاظ اور کلام کی صفائی اور لطافت اور مضامین کی بلندی اور طرز ادب میں حضرت مخدوم کے اشعار ان کے اشعار کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتے ہیں۔

حضرت سعدی کا درجہ اولیاء ارشد میں بہت رفیع اور ممتاز ہے اور غزل گوئی کے وہ لفظاً و معنیاً بلا شک شبہ امام ہیں۔ حضرت مخدوم کو اون سے بہت عقیدت تھی۔ اون کی متعدد غزلوں کے طرز پر انہوں نے غزلیں لکھی ہیں ایک غزل کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے جانب نہایت لطیف طریقہ پر شاعرانہ تخیل کا اظہار کیا ہے۔

نظر کردن بخوبان دین سعدی است محمد اہل دین را مقتدا میست

اگر سعدی ست مستے چشم بازے سفیر اللہ محمد رہنما یست

حضرت احمد جام قدس سرہ کی ایک غزل نہایت مشہور اور اظہار حقیقت کے اعتبار سے

نہایت بلند پایہ ہے۔ اس کا مطلع ہے ۛ

منزل عشق از مکانے دیگر است مرد معنی را نشانے دیگر است

یہی وہ غزل ہے جسے قوالوں نے حضرت قطب اللہ قطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ
سرو العزیز کی ایک مجلس سماع میں گایا اور اس کے اس شہرہ آفاق شعر ۛ

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زباں از غیب جان دیگر است

کو سنکران پر ایسی سخت اور قوی حالت طاری ہوئی کہ بالآخر اپنی جان عزیز کو جانِ فرس کے حوالہ
کر دیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس غزل کے طرز پر اور اسی بحر اور ردیف قافیہ میں حضرت
مخدوم کی یہی ایک غزل اس دیوان میں ہے اس کا مطلع اور ایک شعر یہ ہے ۛ

مرد معنی از جہان دیگر است گو ہر لعلش ز کان دیگر است

کشتگان غمرہ معشوق را ہر زباں از لطف جان دیگر است

حضرت احمد جام اور حضرت مخدوم کے ان دونوں شعروں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں الٹ نظر
اور صاحبِ فوق تسلیم دیکھیں اور لطف اندوز ہوں۔

حضرت امیر حسن علاء سبزی کی ایک غزل کا ایک عجیب غریب اور حقیقت سے سرسبز شعر

جس کا مضمون نہایت ہی لطیف پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے یہ ہے۔ ۛ

دوش دیوانہ چہ خوش میگفت ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

حضرت مخدوم کو یہ شعر اس قدر پسند آیا کہ اس غزل کے طرز پر ایک غزل کہی اور اس کے ایک شعر میں
حسن کے شعر کے مصرعہ ثانی کو علیٰ حالہ قائم رکھا ۛ

عشق بر خط وخال مذہب دین است ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

مصرعہ ثانیہ ایک حدیث کا لفظ بلفظ ترجمہ ہے لا ایمان لمن لا محبت لہ اور

اس کی ایک ہم معنی حدیث قریب قریب توازن کی حد تک پہنچی ہوئی ہے لا یومن احدکم حتی
اکون احب الیہ من ولادہ ووالدہ والناس اجمعین ۔

ہر علم و فن کے لئے اس کے خاص اصطلاحات ہیں جب تک ان کے مفہوم سے بخوبی واقف نہ ہوں اس علم و فن کے مضامین کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتے اسی طرح صوفی شعرا نے بہت سے الفاظ کے لئے جن کو عام شعرا اپنے کلام میں ان کے لغوی معنی اور عام بول چال کے مفہوم میں لے کر اصطلاحی معنی مقرر کر لئے ہیں جب تک یہ اصطلاحی معنی معلوم نہ ہوں ان کے کلام کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آسکتے اس لئے بعض بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ان الفاظ کے اصطلاحی معنی تفصیل سے بیان کر دیے ہیں حضرت مخدوم کے فرزند اکبر حضرت اکبر حسینی قدس سرہ نے تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں علاوہ حقائق اور معارف کے حضرت مخدوم کے چند نہایت دقیق اشعار کی اور کتاب اسماء الاسرار کے چند سطور کی شرحیں لکھی ہیں یہ کتاب انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی اجازت اور ایام سے لکھی اور ان کے ملاحظہ میں بھی گزران دی تھی اس کے باب ہفتم کے آخر میں چند الفاظ کے اصطلاحی معنی بھی دیے ہیں اور بعد ازاں سے دیکھیں کہ کون سے معنی میں جو جہنہ نقل کئے جاتے ہیں۔

”بدانکہ میخانہ و میکدہ و خم خانہ باطن عارف کامل را گویند کہ دروازہ معارف دقایق الہی باشد و تیرام دروہانی را گویند کہ صفات ذمیہ نفسانہ او تبدیل یافتہ باشد و تیرا بچہ واردات قلبی را گویند کہ بدولت سالک فرود آید و پیر خرابات معنی باطن و عارف کامل را گویند و کافر کے را گویند کہ کبریا و مدت باشد و محاربت ذوقی را گویند کہ ازل سالک بے آید و در خوش وقت سازد و ساغر و پیما شے را گویند کہ از مشاہدہ فیضی ادراک معنی الہی کنند و زنا علامت کینگی و کجی در دین و متابعت راہ یقین و کلیسا و کنشت عالم یقین و عالم شہود را گویند و یار و دلدار و خم حقیقت روحی و تجلی صفات را گویند غم و ہوا و بوی فیض باطن را گویند کہ نسبت سالک واقع شود و مہر گاہ کہ لب و دامن گویند حیات خواہند چشم و ابر و صفت کلام الہام فیضی را گویند کہ بر سالک وارد میشود و قلاش و قلندر ال ترک را گویند یعنی انہا یکہ از لذات و مرادات و ہوائے نفس سستہ باشند و شہود و شاہد اہل جذبہ و اہل ذوق را گویند و خمار و بادہ فروکش مرشد کامل را گویند ساتی و

مضطرب ترغیب کنندہ فیض رسانندہ و اہل معنی را گویند عیسیٰ دم مرشد کمال را گویند۔ دختر بمعنی نفس مطمئنہ را گویند۔ انچہ اصطلاحات محققان است جزوے بہ نظر ایشان معلوم بود و در محل نوشتہ کہ طالبے را دریں اصطلاح واضح شود۔

مضمون بالا بہت مختصر ہے اور اس میں معدودے چند ہی اصطلاحات بیان کئے گئے ہیں اس لئے چند دوسرے اصطلاحی الفاظ کے مفہوم اور معنی کو علامہ محمد افضل الہادی کی شرح دیوان حافظ سے انتخاب کئے گئے ہیں۔

معاشق شیفۂ جمال و جلال الہی را گویند بعد از طلبِ جدام معشوق حق را گویند بعد از طلبِ بجانہ بجد تمام ازاں روئے کہ مستحق دوستی وے است جمال انہا رکمال معشوق است جہت ترغیب و طلبِ عاشقِ جلال انہا رکمال استغنائے معشوق است از عشقِ عاشق شکل و وجود و ہستی حق را گویند شامل اتم مزاجِ جاہلیات و جلاہیات را گویند عشوہ اند جذبہ را گویند مکر عز و زودادن معشوق را گویند مرعاشق را گاہ بطریقِ لطف و گاہ بطریقِ قہر بے بضاعتی عاشق مر او را ظاہر شود قربت است در اج الہی را گویند چشم ظہور صفاتِ قہری را گویند پچنہ کہ نہ صلح قبول اعمال و عبادات را گویند پردہ موانعے را گویند کہ میان عاشق و معشوق بود از لوازم طریق نہ از جہت عاشق و نہ از جہت معشوق بود حجاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوقہ باز دارد و بنوعی از انواعِ ممانعہ عاشق نقاب موانعے را گویند کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق کہ عاشق را منور از استعدادِ تجلی ندادہ باشد تا راج سلب اختیار سالک را گویند در جمیع احوال و اعمال ظاہری و باطنی۔ آشنائی تعلق و قیقۃ الوہیت بود کہ با ہمہ مخلوقات پیوستہ است چوں تعلقِ غالیقت بمخلوقات بیگانگی استغنائے عالم الوہیت را گویند گیسو طریقِ طلب را گویند ویدہ اطلاع الہی را گویند بر جمیع احوال سالک از خیر و شر چہتم مست ستر الہی را گویند مر تقصیرے را کہ از سالک در وجود آید چلیبہ عالم باطنی

راگویند ناقوس مقام تفرقہ راگویند۔ بت مقصود و مطلوب راگویند ر وے مراتب
تجلیات راگویند خط سیاہ عالم غیب راگویند لب کلام مشوق راگویند لب شیریں
کلام بے واسطہ راگویند دست صفت قدرت راگویند باز و صفت مشیت راگویند
ساعد صفت قوت راگویند انگشت صفت احاطت راگویند وصال مقام وحدت را
گویند فراق غیبت راگویند از مقام وحدت بجزاں التفات بغیر راگویند دیوانگی مغلوبی
عاشق راگویند بندگی مقام تکلیف راگویند خواب فناے اختیاری راگویند در افعال
بشریت بیداری عالم صحو راگویند زلف اشارت بہ موجودات و تعینات و نیز اشارت
تجلی جلالی در مراتب تنزلات و ظہورات و درازی زلف اشارت بعدم انحصار آنہا
کو تاہ کر دن زلف رخ قدرے از قیود گرہ زد دن بر زلف محکم کردن تعینات۔ رخ
اشارت بہ ذات الہی است باعتبار ظہور کثرت اسمائی و صفاتی از وے خط اشارت
بہ تعینات عالم ارواح کہ اقرب مراتب وجود است نقطہ خال اشارت بوحث حقیقت
اصطلاحات ابھی بہت باقی رہ گئے۔ طوالت کے خیال سے یہاں ختم کرتا ہوں۔
ذیل میں دیوان انیس العشاق سے سرسری طور پر چند اشعار نقل کئے جاتے
ہیں تاکہ اہل نظر دیکھیں کہ حضرت مخدوم کا کلام کس قدر بلند پایہ اور اکابر شعرا کے کلام
کے ہم پلہ ہے اور ان میں حقائق و معارف کس لطیف طریقہ پر بیان کئے گئے ہیں۔

گریکے نفسے شود میسر بایار عزیز عمر آں است

وردر سراں نفس بر آید جان و دل و تن گوزیان است

عشق بازی خطر کہ بر جان است عشق بازی تمام ایمان است

تسکے غنجد بہ نیم جہم مجنوں دو جہاں اگرچہ بغر وخت

جزاں دگر ندام حاصل ازین جہان من ایمان میان سینہ جاناں میان جان است

جحفہ اگر غنیت دیگر را وجود سرچہ باشد انتہا راز چنیت

مَرّ روح القدس دادہ است پندے
 کہ شوبالقلب قالب جنگلی روح
 سہ آنکھ حجاب عشق مت ند
 بر لوح وجود ہر چہ دیدند
 اے کہ می پر سی چہ را دیوانہ
 عشق بازی اختیار مانہ بود
 سہاشق نہ بود بشرع ماخوذ
 فراق آں قبا پوش وکلہ دار
 معشوق بہ پیش او خود آمد
 چوں من تو دو صد نہر ارداری
 خور ویاں از جمال اللہ نشانے شد
 سہ صافی ندارم تا کنم غسل
 ز آب دیگاں کردیم وضوے
 محمد ناکہ در صدر حیات است
 بگور من اگر وقتے ییائی
 بوالفتح بنوش بادہ خوش باش
 اگر تو پند گوی نیک خواہی
 آے محمد ترا میسر نیست
 سہ جوانی عشق در پیری فراغت
 میخسرو نئے گرا جانے است
 دے باوے اگر گرد میر
 تبسم کرد عالم نام او شد
 کہ شوبالقلب قالب جنگلی روح
 بیہوش ز بادہ است اند
 جز نقش نگار پاک شستند
 زلف خود را گوچرا دیوانہ کرد
 سر کر او اسہند بر سر می نہند
 عشق آمد و مار وار او شد
 قمیص ہستی مارادوتا کرد
 در عشق کیلکہ یک قدم زد
 من جز تو کسے دگر ندارم
 ابراگرثرالغوانی نیت فرمتے جز بنام
 تیمم بر در خار کردیم
 نمازے جانب آں یار کردیم
 کشادہ بین ازیں اسرار باہم
 بے اسرار مزوج است تراہم
 از غیر خدا وے حذر کن
 مزید در دمار کن دعائے
 راہ حق بے عنایت پیرے
 تو گوی مشک بودہ سیر گشتہ
 ہاں ساعت شمار از زندگانی
 تو آں دم را شمار از زندگانی
 ز یک چشمک دو صد گونہ بلاے

اب میں اس مقالہ کو اپنے بادشاہ ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی امیر المؤمنین امام المسلمین
 عدل گستر علم پرور سلطان العلوم میر عثمان علی بنجاں بہادر خلد اللہ ملک ہم و سلطنت ہم و متع اللہ
 کاتہ المسلمین بطول عمر ہم و بقاء ہم کے ازاد و عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہوں۔
 وَأَخِرُّدَعَوَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خاکسار

حیدر آباد دکن

۴۱ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ

سید عطا حین

دیوان

حضرت قدوة السالکین زبدة العارفین
مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر الصادق خواجہ بندہ نواز

سید محمد حسین گیسو راز

قدس اللہ سرہ العزیز

انیس المسیمہ العشق

بِسْمِ اللَّهِ الْحَمْدُ الْحَمْدُ

حمد بے حد و شکر بے عدد خالقے را کہ غنچہ دہان از گلبرگ زبان کمال قدرت
خویش خندان گردانید و تحریک و ترجمان کنونات سراپرو بران مکتوبات ضما کر د
فضلا را از فضل عمیم و کرم جسم قوت انشا قدرت الما بخشید تا در بیضا صفا فضل
فصاحت و شرح لطائف علم و بلاغت نکتہ موہوم و سر مکتوم ظاہر گردانید
و د لَکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ نَظُم

ہیں

آدم از وے شد و بموقف عرض بر دہ شریف جاعل فی الارض
یافتہ از ورش خلیل صفا گشتہ مخصوص الذی دقتا

وصلوات طیبات بر گل بوستان اوتیت جامع الکلم و سر و گلستان علم الانسان
ما لم یعلم شہباز ولایت بلاغ و شہسوار فضائے آیت تازغ سید کونین
مقصود تقلین ہای ہویت ہمیم معرفت او معروف است و طاووس ملائکہ پر
بال عنایت او مخصوص نظم

بلال جیش لبیل و ام او اویس مین بند نام او

از احسان او کعبہ رفتح باب ز فیض کفش بابتہ مز م آب

بہلان ایق اسلام بنوای محمدی بلند آوازند کھر عنقہ و سینا حقیر اسلم بنا لھم

ہوم و شان معابد اصنام کہ مخالفِ این آئینک اند تَعَسَّاءَ لَہُمُ دَاخِلَ اَعْمَالِہُمُ
 ہر کرا منثورِ اخلاص است در دیوانِ عشق بر سرش طغرایِ اجرِ غیرِ ممنون می کشند
 بعد تو حمید احد و تحمید احمد مدحِ شیخ خود کہ غواص دریاے معرفت و سیاحِ صحرائِ وحد
 پیشوائے متوطنانِ ذر و دُخاک رہ نمائے ساکنانِ قُبۃِ افلاک بادشاہے کہ دنیا و آخرت
 ذر و از ساحتِ آستانہٴ اوست و دیباچہٴ ملک و ملکوت نقشے از بوستانِ ادجنابا
 اسلام جائے حن انفا حسنۃ از طیب طار قدم او یافتہ است و ملکیت
 فارغیض انہا مبارکۃ از سین سجادہ او انعام داشتہ نظم

صبح از روشش و تا کرد و قیامِ آساں شب ز زلفش پارہ کردہ جاہنگامِ کتاب
 خداوندے لم یسبح بملکہ الاد و ادماد اسرافلک الذ اسراعی سلطان العاشقین
 رحمۃ للعالمین لمجا العارفین نجا الواصلین شیخ صدر المملکۃ والدین ابوالفتح یوسف اصفہانی
 سر فرزند عاشقان سرور سید محمد کیسودراز

سرور عاشقان فرسودراز

نماند بعضیاں کسی در گرو کہ وار و چنیں سید پیش رو
 ابقاہ اللہ تمکناً علی سریر السرد من یفقم یوم النشور ہادامت الشمس
 باز غتہ و الطلم طالعۃ

عرض میدار و جامعِ این خزینہ و مولفِ این سفینہ کہ روزی مخدومِ زاد و و شیخ
 بر جادہ در دریای نبوت سر و بشتاں فتوت جگر گوشہٴ حضرت نبوی شمع و دوامِ مصطفوی
 پیشوائِ اہل علم و تحقیق مقتدایِ اہل فکر و تدقیق بانیِ مبانیِ دین و ملت قاصدِ بیخِ کفر و بخت
 مردانِ دینی سید محمد اصفہر حسینی کہ در ایامِ دولت او عتقد فضل منظم است و
 و بنا جہل منہدم

شرف ذات او ہمیں نہ بس است کہ رسولِ خداے رانبدہ است
 بندہ را طلبِ فرمود بر موجبِ فرمانِ بشتاقم و سعادتِ خدمت در یافتہ ام اشارت کرد

بجو اہر منظوم کہ از سوسن زبان مخدوم جہانیاں سرور سید محمد گیسو دراز بر عالمیاں شمار
 گشتہ چون گل در اوراق فراہم می باید آورد تا لیلبلان سخن ساز و طوطیان شعر پر د از حسن آفتاب
 طائر ہم بخوائے این ترانہ متمرغم گردند۔ سر بر زمین اطاعت سودم اما بجز دو مطالعہ سمند
 جولان نا طبقہ بر جانند و غراب خیال عقل پر بر انداخت از آنکہ در سر روضے مراہل ظاہر
 را نظریے و اہل باطن را فکرے و ہم بلغا را عبرتے و فصحا را زہرے تھے تواند بود پس بر حکم
 اشارت فراند نظم و قصائد شعر گرد آورده مجموعہ ساختہ انیس عشاق
 نام نمادہ آمد تا اسم بر وفق مسمی باشد اللہم اجعل محبوبانی قلوب المومنین بحق
 شیخی و جدی و رسول رب العالمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

توحيد ونعت ومناقب صحابة كرام رضوان الله عنهم

وَعَنْ حَدِّ وَرِسْمِ الْمَثَالِ	تَعَالَى اللَّهُ عَنْ قِيلٍ وَقَالَ
وَلَكِنْ لَيْسَ يَوْصَفُ بِالْتِّقَالِ	قَرِيبٌ ذَاتُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
بَلَا وَصْفٍ لَتَتَفَرَّقَ وَالْفَصَالِ	بَعِيدٌ ذَاتُهُ أَيْضاً وَلَكِنْ
وَلَا يَوْجَدُ مَكَانَ عِنْدَ خَالِ	تَنْزَهُ عَنْ مَكَانٍ حَالٍ مِنْهُ
حَمِيدٌ أَحْمَدٌ حَسَنُ الْخِصَالِ	صَلَوَةٌ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ
شَرِيفٌ شَاقِقٌ أَهْلُ الْإِضَالِ	كَثَرَهُمْ رَاحِمٌ بَرُّ رُوحٍ
ذَلِيلٌ خَاضِعٌ ذِي الْإِبْتِدَالِ	عَلَى أَصْحَابِهِ تَسْلِيمٌ عَبْدٌ
أَبُو بَكْرٍ أَمَامُ الْحَقِّ وَالْإِلِ	صَدِّقٌ صَادِقٌ صَدِيقٌ مُنَدِّ
وَذَا مَسْتَنْطِقٌ مِنْ ذِي الْجَلَالِ	أَبُو حَفْصٍ هُوَ الْفَارُوقُ حَقًّا
أَشَدُّ الْحَيِّ أَعْبَدُ بِاللَّيَالِ	وَذُو النُّورَيْنِ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَا
وَلِي الْمُؤْمِنِينَ أَعْلَى الْكِمَالِ	وَرَابِعُهُمْ عَلِيٌّ زَوْجُ زَهْرٍ
وَذَا شَيْخِ الشُّيُوخِ بَلَا أَخْتَمِ	هُوَ الْهَادِي هُوَ الدَّاعِي هُوَ السَّائِي

هو الغر الميام لاهل زهد

لما الخفة بلا وهما الزوال

قَبْلَهُ

وَالِى

يَتَرَى

مناجات باری تبارک و تعالیٰ

اے خداوندے کہ ازبوش جہاں را وجود
ای خداوندے کہ ازبوش ہم عالم بہ بود
اے خداوندے کہ اورا شد ظهور از بودا
بودا موجود شد از بود و ازنا بود بود
ای خداوندے کہ اودرات عالم محیط
عالم و آدم ہم ازوے یافتہ یکیک شہود
ای خداوندے کہ آدم شد مثال ات تو
چوں محمد نمود برآمد و دوش از چوب عود
ای خداوندے کہ خود را خود بخود نفاذ کرد
شخص او مرات شد نسبت در گفت و شنود
ای خداوندے کہ جودت نیست جز عین خود
عین تو در عین احمد خوشتن را دانمود
ای خداوندے کہ غیرے را ز عبت بگرفت
از ہمہ رسم و خیال و وہم اورا بر زدود
ای خداوندے کہ عین با عین عین است
ای ابو الفتح او بیا مدین مارا و رر بود

ای منرفہ ذات توا ز مثل و از امثال ما

وی مبرا و صف تو از گفت تر سا و یہود

فی مناقب حضرت شیخ نصیر الدین محمد قدس اللہ سرہ العزیز

دل و جانم فدای آں جواں باد
کہ از وی جان غمگینے شود شاد
مبارک طلعتے میمون صبا ہے
کہ آید یار میخورده زدہ باد
غلام و چاکر میگوں بے شو
بشوا ز بندگی ای خواجہ آزاد
نشستہ بودہ ام مخمور و غمگین
رسید آں یار من مارا بفریاد
چہ بینیم ناگہاں از و در آمد
بخندہ شست در بر بوسہ داد
برفت اندوہ و غم جملہ بہ یکبار
نہراں آفریں بر جان عاشق
درآمد روح و راحت گشتہ دل شاد
اگر شنید بکنج خسانہ در دل
فدای یار سازد بود و بنیاد
و گرد در خانقاہ مسجد آید
خیال جدیداے صبت در یاد
بجا آرد بے ذکر داوراد

م محزون

مشاخ را کند خدمت تو وضع بوسد پای ہرزما دو عباد
 نخواہد جز مزید عشق و در ف بخوید جز وصال یار نوثاد
 خوشی و خرمی خواہد ہمہ کس محمد در دو غنم یزداد یزداد
 شد است بر سینہ صدر این مصور
 نصیر الحق اورا کرد ارشاد

رولیف الف

چشم اور بخور میدار دمر لعل او تخمور میدار دمر
 حبد او کہ خانہا ویراں کند ہم ہداں معمور میدار دمر
 رہنمونی وصل ہم معشوق کرد بخت بد میں دور میدار دمر
 حسن او عالم گرفت است ہم از ا عاشق و مشہور میدار دمر
 خواہم از جور تو نام پیش خلق عز تو مستور میدار دمر
 من نخواہم دل بہ دل بندے دہم
 حسن تو مجبور میدار دمر

در روئے خو برویاں ستر نہاںست پیدا در چشم مست و غلطاں عین عنایت پیدا
 جام سفال و شیشہ پر کن چہ درد و صافت مقصود است مستی ہر دو ہماںست پیدا
 در صحن بارغ و بتان در لال و گلستان ہر ولایت قد گلگون نوبر جواںست پیدا
 در حسن گلبنایاں میں از جیب تابداں در شکل سرو قد ایں طرز فلاںست پیدا
 مردم تبا کہ دیدم زخمی نبود لسیکن قرگاں و ابرو اش تیر کماںست پیدا

بیار خواستم کہ نہاں عشق بازے
 ابو الفتح روستائی کو از زباںست پیدا

دوستاں می دہند پند مرا دشمنان طعنہا ز بند مرا
پیر گشتی و عشق می بازے احتمال از سراسر است چند مرا
من مخلوق عشق باز استم کے بود پسند سوؤ مند مرا
من کہ آزاد سرفراز ستم زلف او گشت پای بند مرا
خان و مان دلم پریشان شد جدا و در بلا فکند مرا
گریہ و آ و چہیت ہر نفسے دوستے کر دور و مند مرا
سوزش شمع رخ فروزدید گر بسوزند چوں سپند مرا
آتش عشق آبرویم ریخت خاک بادا وجود بند مرا
تا بہ عشق گرم تر بجند چوں کبا بے بران نہند مرا

پرو بالت مگر محمد سوخت

بیخ و بنیا و عشق کسند مرا

من سوختہ دل مرا جگر یا من ریختہ تن مرا خطر یا
از دست تو اے جوان خود کام در سینہ مرا بے حجب را
گشتی نہ بروز و آہ شب ہا بدخت رقیب بست در آ
ثابت قدمے نہ تو ای یار بگر بدش فسادہ سرا
بوسہ زد مش بغصہ کا زید دہم شدہ پراز شکر یا
دارم جو سے کہ اند کے تو بخرامی و من کسند نظر یا
دیدم سگ و پاسبان آن کو ورنی ہمہ شب کسند گذر یا

بہ خرام بہ میں تو مرواں را

مانند دوست و کسرا

دار و دل من ز من خطر یا از جان و تنم بے جزا

لحہ حضرت سید محمد گویا: ۱۰ این غزل را تا تاریخ ۲۹ رمضان ۱۰۲۸ ہجری قمری در روز و شبہ رقم فرمودند لہ روز پنجشنبہ پنجم ذی الحجۃ
رقم فرمودند لہ روز و شبہ پنجم محرم ۱۰۲۸ ہجری قمری رقم فرمودند

باری کہ نہ سادہ ام بریں تن
من دانم و دل کجا دگر با
از کورہ دل شرارہ برخواست
ہفت در کہ ازاں پراز سفر با
از دیدن خوب توبہ جاشا
من دارم بہر طرف نظر با
بے روی کسے است آن جان مرد
در کونیش کردہ ام بسی گذر با
وقتے بخلط بجفت این کیفیت
افروختہ مہر و سوختہ جگر با
آں جعد و سریں کہ دید بایست
پڑ حسرت و دست در کمر با
بوالفتح نہ پخت حنّام ترماند
کر دہ است اگرچہ بس ہنر با
بایں کہ خراب و زار و خستہ است
دارد دل من ازین جگر با
دل تنگی است جان مارا
باخانہ گیسوے تو یارا
ہر کس بہ تعلق گرفتار
مارا پس جعد تو سوار
شفقتا لکے دوسہ ہنر با
از لعل حیات بخش مارا
مانی کہ ہی چہرہ باز نہ است
جیرا نہست ز نقش تو نگار
من منکر عشق را چہ گویم
گاویت و خہرست و نگار
فریاد دست تست ہر بار
ای استمگر کار روزگار
سر و چو تو دلفریب و زیبا
در باغ نیست و در صفا
از فضل خدا مراست مشوق
ز و دیدم صورت خدا

دل نر

پیش عشق بخت آں جان مرد

استاد

دل کجا

ز آن روئے بدیدہ ام

ز آن سر و قبا پوش و مدوی

بوالفتح عراست شرمسار

لعل میگوں خراب کرد مرا
زلف شگبوں ز تاب برد مرا
غرض ما خوشی و مستی بس
نیست گر صاف دہ تو در مرا
ہر کسے را خدا نصیب کرد
آفریدہ است بہر درد مرا

سہ روز دوشنبہ ہم ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۰ ہجری قمری

یک کرشمہ کہ آں بستم کرد از دل و جان و تن ببر و مرا

تو محمد چرا ضعیف شدی

غم آں کہ سرین بخورد مرا

عشق بازی سزد جوئے را کو بیازد ببقد جانے را

ہر کہ از جور یار می نالد او ندارد ز عاشقی نشانے را

غزو اش وعدہ کرد خو زیزی آب او سید ہر زیانے را

ہر کہ خوبے ندید و عشق نباخت کو رد دل داں ندید ہست جہانے را

عمر گرچہ ہزار سالہ شود نیست آں در حجاب زمانے را

خوبدیاں نسرانغ و خلوت مست در برگرفتہ جوئے را

اے محمد تو عشق باز نہ

من نہ بینم دم ہرود نے فغانے را

ما تم اسیر تو نگا را دریاب ز لطف خویش مارا

گذار بدرد و غم ہمیم سپار بدست ہجر مارا

یعنی کہ روا بود شد من از سحر و جفائ کشی گذارا

رنجورم از اں دو چشم پیا اکنوں ز کہ جویمے شفا را

عمر انچہ در ازیا فستم ز اں جعد نشد خلاص مارا

بوا افتخ غمی است ز تو چہی یاری نہ کند کہے وفارا

تو منکر عشق را چہ گوئی

خاریست و خریست و نگارا

نشان تہ خانہ خمسار مارا بہ از صد مخزن اسرار مارا

مبارکباد اے جمع خرابات شہودہ ذوق من مستی شمارا

ندید جانے را

پیشی
کادیت

نشان تہ

تو خالی ذوق دوستی را چو گوئی ستوری یا خری یا سنگِ خارا
تو ی سلطان شهر خبر ویاں و لیکن هیچ نہ نوازی گدارا
شمارا جنت الفروسیاوی منم خود مستعد درد و بلارا
محمد مرد عشقش جز تو کس نیست

که نوشی و سبدم جامِ جفارا

نمی بازند خواب جز جفا نباشد عاشقان را جز وفا
گراز مرغی شکست است بالِ پیر کجا باشد حوائی آن هوا
کشیده دامن او از ناز میرفت ز هر سومرداں گفتد دعا
اگر تو ز عشقش را سبب بازی ضرورت بر خوری از دے دغا
کجا بروئے او افتاد چشم از و دیدم هر رنج و بلا
مرا شاید نمی بخشد کنایه مرا مطرب نمی سازد نوا
بدرد و درد و حیران ساختن من اگر چه وصل تو ندید صفا
زور و عشق در مانے بستم برائے آن نیستم تا کجا
همه کس یک زباں مارا بفرو که درد عشق را نبود و دوا
زلطف و دوستی دشنام فرای بر آید تا زجاں من و عسا

محمد گرد و غمِ بازی

ز رنج عشقی یابی بس شفا

اگر زلف تو می کشم بستم لعل لب تو کند کرم
از لعل تو قطره چکید در جوش از آن شدند خم
از سینه و دل گذشت یارب پر گشت از آن بے شکم
و اندک نمیم از تو غافل بر باد رخت ز نیم دم

لائے درد

لعل تو کند بے کرم

از حاصل عشق نقد این شد
بستیم گره بدر و غم
در کوچه شادان گذر کن
می باز دران گذر و رم
وزن خنجر و پنجم جوہم
گر بت امیر با علم
ابروے تو ہم یکے بلا ہے
بہر چہ زود است ورنہ غم
میخواند مردان دین را
نفراندا و از ان قدم
بروند گمان مگر کہ قبلہ است
در سجدہ شدند بانف و غم

نغمین

بوالفتح حدیث عشق بر خواں

در کار بدار ہم تسلیم

ساقی بخواب آلودہ ام غرقاب کن پائے
شاید زمستی گم گنم ہر آشت نایک گنہ را
گر بر منے عاشق شدی بنیاد وین را کن خرا
وانگاہ آبادان بکن معمورہ ہنچانہ را
عاشق غزائے گشتہ ام شد خاطر موصی صفت
اکنوں نمادہ است چارہ مسکن کنم ویزا
یارب چہ چیز است آن عدو دعوی خدائی میکند
در خانہ مسجد ساختہ است در کعبہ تجانہ را
شب با ہم با محرمے گویم حدیث زلف تو
شب با باں میرسد پائیں نشد آسانہ را
در خواب دیدم گویا جعد تو بر خود می کشم
بودم پریشان خاطرے باشد چنیں دیوانہ را
مرغ ہوا اندر قفس افتادہ بے دانہ
بے دانہ کا قنادہ بے مغز و آن آں ازارا
ای صدر پائیں گیر تا سر حجب در آشا کند
شاید خلاصی میدہد چپا رہ بت خانہ را

تو باش
ن شاید خلاصی ہم دہد چپا رہ
پروانہ را
ن میسوزد

بوالفتح میسوزی ہی از غیرت شمع رخاں

کاس شادمان ماہ رو سوزند ہر پروانہ را

زوفونے دوشکا لے دل را
بر دجاں از تن چو کہ از کمر را
آں یکے شاہے قبا پوش و کلاؤ
با وجودم کرد سپیرا ہن دوتا
آمدہ ہم جاں خدمتے آوردہ ام
او دہد دشنام جائے مرحبا

کلاؤ دار
آدم

ای اہل یک لمحہ صبرے بکن تا بہ بنیم روئے آن فضل خدا
بت پرستے مشرکے بچوں منے کیرت مطلق کہ مقید لا ولا
شاد باش اے مجلس روحانیاں گر تما شائش شدم ہر مست
مردماں مے را پیالہ می کشد من بویے گشتہ ام مست و فنا
خوب را دیدن ندانم ہر کسے اہل دل را شد محمد مقتدا

بیٹو اے عشق باز اں نہاں

عشق باز کسے کہ نہ در احفا

ما درم عشق باز ادا مرا شیر اندوہ و درد ادا مرا
مسک پروردہ بلا غمسم ہم بر آں خاطر است شاد مرا
اوستا دو معلّم مشفق سبق تسلیم یاد ادا مرا
دوستانم یکے بگویند م ما درم از پی چہ زاد مرا
لاجرم خاطرے شکستہ شوم شیشہ مے زد دست قمارا
دل بوافتح ہم بریں آسود

راضیسم ہر چہ دوست ادا مرا

اے عکس رخت بردہ سرخ قمر ما انگندہ لب لعل تو خون جگر ما
رنگ لب تو آرزوئے جان و دل است درج و مہبت حقہ لعل و گہر ما
گرشتہ کنی دل ز جسم زلف پریشا چوں سر و رواں گر گذری از نظر ما
پروانہ صفت جان بدہم خرم و خندا آنشب کہ تو چوں شمع در آئی ز بر ما
روشن شودت سوز دل عاشق مکیں روزیکہ بہ عشق تو نہ باشد اثر ما
نافل مشوا ز سوز دل سوختہ یارب اندیشہ کن از مالہ زار و سحر ما
یاد آوری از دین گریاں محمد گر باشدت اے دوست گذار بھر ما

دویف ب

ہر کسی را در ازل شد قسمت رخ و طرب نام من عاشق نہاد و در مندی شد لقب
 عالمے را استعاذہ باشد از رخ و بلا عاشقان را خود نباشد جز ہمیں قسمت طلب
 سرور اما سر فرازی همچو طوبی شد بلند راست وعدہ نیست لیکن غلطی ناز و سبب
 آرزوے داشتیم در سر کہ عمرے یک دبا بوسہ از ذوق مستی یک دو گانے ہم طلب
 لاف احیاء امانت چشم و لعلش میکیند مردان گویند آ منا وے من رعب
 عشق آمد نکستہ توحید را تعلیم کرد من ہم از تعلیم او کردم ہمہ مستی طلب

ای محمد ہر بلاے کز رہش آمد ترا

گردے از تو بر آید رفتی از شرط ادب

اے خدا یا خانہ خباں خراب زانکہ بنیاد مرا داد و نداد آب
 خوش بود خمرے کہ باشد پر خما مستی محل لبش باشد شراب
 خواستم گراز بابت بوسہ یک دو ذوقی را بزن فلجواب

بر لبش بروم گماں آب لیک چوں قریب او شدم دیدم سزا
 لعل سگونے کہ ہم اسچو بہت ہم شراب و ہم حریف و ہم کباب
 بی تو از زندہ با غم کی نفس می سرور بمانگی کہ صد عتاب

ز آتش مجراں تو من سوختم سوختم بس سوختم رفتم ز آب
 بر سریں و حجب تو دوستی زوم مردان را شد گراں بلکہ عتاب
 وعدہ کشتن کہ دینہ کردہ گفتہ اندا نخرای جاں مٹی تباب

لعل با آب و دہن آمیختہ است شکرے حل گشتہ است اندر گلاب
 ای محمد عشق را مداح باش مدح او میگوبہ ہر فصلے و باب

لعل سگونے کہ ہم اسچو بہت
 لعل سگونے ز بل مجرب است

ز تباب

کردہ

زخواب ہر چہ می آید ہر محب جفا و جور ایشاں محض مطلوب
 سرشت شاں ہم از جن نہ گشت ہمہ ہنجار ایشاں است مرغوب
 وفائے کن بوعده یا خلائی کہ از محبوب باشد جملہ محبوب
 نظر بر چشم تمت فرض عین است از و اغماض باشد اکبر المحب
 اشارت بوسہ شد آنکہ چہ باز است کریماں ناز کے دارند محبوب
 توکان رحمتی خوش وقت واصل تو عین مہر و مہیچہ پارہ محبوب
 مبارکباد مجنوں را کہ لیلیٰ ز عقل و ہوش اورا کرد مشاوب
 خوش آں مرغی کہ در دام تو افتاد بطعم درد و غم گشت است مربوب

مربوب

بدست خویش کشتن وعدہ کردی

محمد راجز این خود حیثیت مطلوب

چشم پیالہ است کز و میکلہ شراب لعل تو نقل ماست ہاں تنک کباب
 ما بوسہ خواستیم تو دو شے ہی زنی این بہرک نباشد مارا اگر جواب
 تو خندہ و زنا ب زنی نعم سازا آہنگ کردہ کہ کنی جان ما خراب
 برگور با چو بگذری اے دوست گہاں یک خندہ بزن کہ برستم من از عذاب
 لعل تو شہد خالص واصل تو عین مے جعد تو مشک غبر و خوش تو چوں گلاب
 مسکین عشق را فی چو کا ندراں تا دیر می بہ بیند رویت کن شتاب
 از غمہ اشک پر س کہ خونی است یا نہ او وا نگہ بہ چشم خویش بہ بین و بکن عتاب
 ترسم کہ خلق باز پریشاں شود چو من بیرون میاز خانہ بدادہ بجعد تاب

مربوب

مربوب

بوالفتح را گوی بخرد و مسند میج

الحق کہ نیست بہتر از پیش در خطاب

رویتا

بارگرت بردر خستار نیست رو کہ ترا رحمت حق یاز نیست
 بار اگر بردر خستار نیست خانہ خراب است بہ نجات نیست
 مردنہ تا ہمہ دل غول نہ مرد صفا نیست کہ خوا نخواست نیست
 ہر کہ نہ مے خوردنہ مستی چشید مرد خدا محرم اسرار نیست
 ہر کہ شیبہ بامہ روئے سخت روشنیش عالم انوار نیست
 شہر گوشت منزل ویرانہ گو
 چونکہ درو خانہ خستار نیست

شہر کے منزل ویرانہ

مرا این ہر دو دیدہ جو سبار است مگر سر و کنار جوی بار است
 بیک غمزدہ دو صد دل بجا شد پس آنکہ تیر نیست این و الفقار است
 ز شکل حبد او پر سی چگونہ است یکے دامنے کسند حلقہ دار است
 خیال لعل او سر مست کردہ است چہ بادہ است آنکو قطرہ مست کار است
 چو عشق آمد برون خود رفت نیست ملامت در و مندی شرط کار است
 جمال و جلوہ عاشق نہ بیند کہ در کوئی جواب نہ سنگار است
 بحق الحق البواستح آنچہ گوید
 محکم بچو احمد حق گذار است

تیر

تیر

چسبند

چو کارہ عاشقان رسم و تائیت بلائے سخت بس خوف خدائیت
 اگر کیا شوی با عشق و بادہ دوائی شد ہمہ یک تن نہائیت
 امید وصل و ترس ہجر رخاست یکے شد با من و ما کی نہائیت
 بزن دستے یکے تحفہ برآور بکن رقصے نوائے خود تائیت

یکے شد با من و ما کی نہائیت

ترا بیکانگان مقصود و مرضی گناہ آشنایاں آشنائیت
صباح الخیر روئے مہر افروز مسار الخیر جد شب نہائیت
ترا در سر مو اتے باد شہابی مرا ہم افتخار من گدائیت
وضوے عاشقان از آبِ خون است پتے را سجدہ و ردعویِ خدائیت

محمد عاشقی بہبودہ کارے است

و لے آفت درین عالم دوہائیت

ایں فصل بہار بوستاں است ایں گاہ نوای لب بلان است
ہنگام کنار و بوسہ اینست ایام وصال و لببران است
ایں دور شراب وقت باقی است ایں روز حضور و کستان است
ایں مرغ ز جفت خویش یاد آرد ایں شرط نشان آشنان است
گر یک نفسے شود میسر بایا عزیر عمر آن است
ور در سراں نفس بر آید جان و دل و تن گوزیان است
از ساقی سادہ عمل میگوں یک بوسہ حیات جاودان است
یک بوسہ اگر شود اشارت از لعل لبش ہاں جہان است
بوافتح شدی تو پیر بسیکن میل تو سوئے بتاں ہان است
ایں شیفگی مہنوز برجاست این نعرہ و سوز ہچنان است
گفتی شدہ ام صبور بہبات ہم جان و سر تو کایں گمان است

ایں شیوہ تست بیونالی

بوافتح اسیر جاودان است

اے محمد عاشقی کار تو نیست زانکہ درد و رنج و غم باز تو نیست
کیست کو عاشق نشد بروئے تو وانگہے و رکوئے تو غوار تو نیست

باشد
ت

رسم ماحفظ و فساداری بود جز ہمیں جو رجوع کار تو نیست
بر جمین جان ہر بیدیل بہ میں باشد ہی ہم داغ افکار تو نیست
آں رقیب بد گہر گوید مرا باز گرد از در برو بار تو نیست

ای محمد آہ و نالہ از کجاست

در دمندی چکس یار تو نیست

در دیدہ بجائے خواب آب است دیدہ پے دیدش شتاب است
گر نمیت شراب و ذوق سستی نزد دل من جہاں خراب است
معمشوق چشم جا بے دید بر عاشق بیدل ایر غلاب است
گر ترک مراد ف خطا شد بازوش قوی ہین عواب است
گلگون مراد چشم نمون شد آں قطرہ کہ میچکد گلاب است
دشنام دہ و بزنی قفاست جانان سہرت ترا ثواب است

بولفتح تراست نام عاشق

ہم سید مبتلا خطاب است

قدح ساقی چو مالالہ کر دست بسوئے من ز لطف اقبال کر دست
سوار مست من در یک قلابے چو من موراں دو صد پال کر دست
ز دور او میرسد تیغے کشیدہ دل و جان پیش اتقبال کر دست
بشارت میدہ طایر بخونم کہ ریز دیار نیکی کو فال کر دست
خطاب عشق شد او را سلم کہ بذل نفس و جاہ د مال کر دست
خیال عس او درو ہم کن نیست زبان عاقلان را لال کر دست
پریشان کردہ ز نفسین خود دید محمد راقب ابدال کر دست
جمیل من جہاں اللہ رویش جہاں او حدیث اجمال کر دست

رخش مُرخ و سپید است تہلارا کہ ایں شیوہ چندیں سال کرد است
 ابو لغھا ترا نامے بلند است
 مگر سروے ترا پا مال کرد است

مرا ناجاں بود در تن محال است کہ گویم جز تو سے را ہم جہاں است
 اگر ساقی تو خواہی بود مارا بدو بادا کہ مے خوردن جلال است
 و گریارے بدست خویش میدا ترا نقوی دریں صورت و بال است
 نہاں شد عشق بازی را نشانے مگر کہ ترکے جاہ و بذل مال است
 نخواہم پردہ بروے تو ہرگز صیانت لیک از عین الجہاں است
 بتا باطل عمر و عشق بازی کمال اندر کمال اندر کمال است
 ترا ہر روز بر سرے وقوفت

مرا ہر دم نزول ارشمال است

بروے خوب دیدن اعتباریت بزلف یار بستن کار و باریت
 نظر بروے خواب نیست منہی سخن در بوسہ و جزیکہ کناریت
 قد و بالاے او سرو درست است سریں و جہد بر کہ شستہ ماریت
 ہوا در نفس عاشق حاشر لشد بلاے او خیال و صلح یاریت
 درون نشیہ رنگ آمیزیست مگر بر لوح دل نقش نگاریت
 جہاں در ذوق مستی و تمتع دل مسکین گرفتار نگاریت
 مسلمانان مرا فرایندہ یار ازاں بدخے خود میں شہسواریت
 تومی نازی جہاں و جاہ و خوبی مرا در فقر و خواری افتخاریت

محمد پیر شد در عشق بازی

کہ او را عشق بازی اعتباریت

عشق بازی خط کہ بر جان است
سرمین زیر پاے یار من است
جان من خاک راہ جانان است
یار مارا دگر مشتائے نیت
روی او عین روی احسان است
مردمان دید و اندر چشم
باصرہ گشتہ عین انسان است
قد او بس بلند دراز
وصف اور اندھماکان است

رہن

امحی محمد ترا مبارک باد

دل و جان دین تو ہاں است

مبارک فتنے باشد کہ بعد از و بمانے بہت
نماری آگہ از عالم چہ دانی درد و سوز من
چہ پر لذت وصال است آنکہ بعد از او سائے بہت
چہ لذت دارد آں حلو کہ خوانند کشتی خوار
ز صاحب حال او داند کہ اورانیز جائے بہت
مرا گوی بیار من وے بگزار خود خور
خوشی دل را خورند یار کجی و ہم ملائے بہت
مرنج از من نگارینا کہ بے از رحمت بود
اطاعت را نہم گردن لے و شریطے محالے بہت
اشارت بوسہ کر دم چہ افتد دروان تو
ز لعل شکرین تو یکے بوسہ سوائے بہت
زنگی دان تو کہ شکر بارمی ناسند
نشانے من نمی بنیم و لیکن قبل و قالے بہت
میان عاشقان تو مرا اجر جائے بہت
مرا بردار فرمودی مرا دشنام دادی

آہ

آہ

مسلم دعوی عشقت نہا شد جز محمد را

کہ ترک جاہ خود کرد و بتاے ہم مذللے بہت

آں یار یار نیست کہ از وی فکار نیست
ہر تیر و غمزہ کہ ظرف چشم او کشود
آں بادہ بادہ نیست کہ در وی خمار نیست
افتادہ تاملت با حبد او مرا
جانے غزنیہ نیست کہ او اسکار نیست
اندو گیس چہرانی گریہ زہر چیت
ہموارہ جان پریشان دل را قہر نیست
آن را کہ دوست دارم او در کناہ نیست

بولفتح را چہ پر سی حاش پگوند گشتہ جز در دمند کیس زار و زار نیست
او پیر گشت و در ہر جفا ابے بنمود امروز جز بکاسے و آہے بکار نیست

۳
تلمذ دہم ہر طرف و

بسیار دل چپیدہ و ہم ہر طرف دید

حاصل بجز نگاہ و دور و دنگار نیست

شہر نہا شد کہ در و خانہ خوار نیست گبر نہا شد کہ برش رشتہ زار نیست
بادہ نہ نوشتہ مگر آن سونستہ و زمبند بدن مخمور نہا شد کہ جگر خوار نیست
ہمیت اگر علم بدستار و نگہ شد ذلیلش و دستار کو حریف آن زار نیست
درو کہ در ماں نمود سوز بہار و کشد بہتر و خوشتر بود کو رخ اغیار نیست
دل کہ در و چاشنی سوز دل افروز نیست دل و اگل است و خرم دار نیست
من ہمہ شب خفتہ ام یار مرا در کنار فارغی از وسے و یاد در غم بزار نیست
خواجہ بوالفتح را گو کہ سلام علیک نومہ آسودہ کبست ز حمت بیدار نیست
صبح قیامت و مید لفسخ بصور آدہ صبح کجا نفع کرد و در جہنم بزار نیست

سید کیو در از شد سخن تو بلند

کوئہ کن چوں کسے محرم اسرار نیست

شراب لعل میں شیریں شرابیت لباش میں عجب نکمیں کہا بیت
چہ جائے طعنہ عاشق مبتلا را کہ بنہویشے و سرمستے خرابیت
سوائے بوسہ کردم او بند و دوش چہ بس مرغوب و شیریں ترجوابیت
چو ترک غمزہ تیرے بر خطا کرد نزد بدل خطائے باصوابیت
زبانش را بجوشیدم لعا بش شکر دانے تلاءے یا گلابیت

چو حرف عشق خواندم گشت مرقوم

محمد را کتاب عشق بابیت

معتوقہ من ز نسل آدم نیست حوری ست پریت یا خود انہم نیست
روح القدس است روح رحمت نور متمشیل است مجسم نیست
در وصف چگونگی و چونی جز نقطہ سر اسلم اعظم نیست
خال و لب او شب بہت و روز دیدی شب روز را فراہم نیست
شادی ز پسِ غم است غم از پسِ ہر یک زد و گردا و باہم نیست
مارا ہمہ غم است و شادی نیست اورا ہمہ غم می است غم نیست

اں بوالفتح شاد باش و خرم
معتوقہ من ز نسل آدم نیست

کمت جدا و دام ہوا نیست دو گوشہ ابرو اں کنج بلا نیست
رخ تاباش شمع شہر افروز لب خنداش چن میخان چاہیت
کنار غرق دریا سے محبت نشہ درد و غم چو آتش شامیت
چہ پندم میدی ای خواجہ زائد بے خوب مارا ابتلا نیست
نظر کردن بخواب دین سعدی محمد ازل دل را مقتدا نیست

اگر سعدیت محسوسم بآنے
سفر اللہ محمد رہ نہایت

امروز ماہ من بطریقہ درآمدہ است گوئی کہ آفتاب ز مشرق برآمدہ است
سلطان خوبرویاں و سالار و لبلاں حن و فریب و نہک چاکر آمدہ است
از جیش میسر صبرے نمی شود آئندہ نازنین است خلقش برآمدہ است
خوب از کس نہ بیند خوش نعمت نشنود از ما و رازل ہمہ کور و گرآمدہ است
بحران کسے نخواہد ناگہ گرافندش باورد سوز بودن مشکل ترآمدہ است
انکار و رد عشق و محبت کسے نہ کرد لاکہ زادہ بود کسے از خراآمدہ است

۱۔ بروز دوشنبہ بہت و ختم ذی قعدہ ۱۰۲۲ ہجری قمریہ شد
۲۔ بروز دوشنبہ ہمہ ذی الحجہ ۱۰۲۲ ہجری قمریہ درآوردند

یاراں عشق باز یکے تحفہ بشنود
اسرار درد عشق ابوالفتح را پیرس
سیس تنے بنقرہ وزرور برآمدہ است
کو کہنہ درمندا است عاشق سرآمدہ است

مرغ و لہم بدام محبت اسیر شد
باز او ہوا لکیر و زفتہ برآمدہ است

شراب عشق را لعل تو پہا نیست
سر زلفت کہ دام صید دلہا است
لب لب و سیہ خاے براں لب
تو در عیش و خوشی احسنت انصاف
ترا با من ہمیں عکس و عداوت
بلالے من دریں پیری و گزینہ است
بہر کہ پردہ ہی سرت و حیرت
جہاں گشتہ دیوانہ پریشانست
دریں صورت جمال کفر و ایمانست
مرا گوئی کہ دردت جلے دربانست
مرا دل بہ نفس اسی یار غایبانست
مگر کہ دل گرفتار جواںانست

محمد بیر شد عیش ہمیں است
ہمیں باکو و کان گئے و چوکانست

گرداۓ حق ترافراغ است
جز دلہر دیا حکایت او
وہ دیدن سوئے غنیا
جز بر در تو سرے ندانم
مرغ دل من بدام شخصے است
ہم سر و لب بند پامال است
گرداۓ حق ترافراغ است
ہم کبک بدان خرام زاع است

بو الفتح بنقد وقت خوشتر باش
گرداۓ حق ترافراغ است

کف پایت ملے باجلالت
لب لعلت شراب بے ملالت

سہ - بروز یکشنبہ بہت دسوم ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۵ ہجری
کے - ۱۰ - جمادہ اولہ ۱۰۸۵ ہجری

حکایت امرو شب احسن الوجہ نباشد جز وجودت را مثال
 جہاں تا بود خواب نیست بودند نہ بودہ است بیج خوبے کمال
 نباشد سرو زان حسن رفتار نباشد قامتے براعت الدت
 بسے خور و پری دیوانہ تو بسے انس و ملک ہم و خیالت
 وے بے توحیاتے عاشق اللہ زمانے بے توبودن وہ خجالت
 ترا علی کہ روے یار نہ نمود مخواس عیش کہ ہست میں جہالت

شبے با ماہ روے خوش غنودم

محمد بودہ ام و رزوق و حالت

مرا با عشق بازی عشق بازیست نہ با حیراں و وصلت کار ساریست
 جہاں عشق مارا مبتلا کرد چہ باشد وصل حیراں ایچ بازیست
 اگر بارود دریاں ہست کایے حقیقت داں کہ این عشق مجاز ہست
 ز عاشق گریہ و عجز و اسف ز معشوقہ تکبر و سرفرازیست
 فدائے یک نظر ہر دو جہاں باد بر آں غمزدہ کہ غمازی غازیست
 کنار و بوسہ عاشق را ہونہست و گر ہست عشق نیست این دیر گذار
 لب تو با ہم آلودہ گشت نگار نیست غم جانم نازیست
 حدیث عشق عاشق را چہ نسبت چہ عقل بوعلی و فخر رازیست

محمد عشق کلپا کب از است

محمد عشق بازی بے نیازیست

میگوں لب مرا صفا نیست آں بایر عزیز را وفا نیست

گر تین زند حلال را است و رد دم بزخم مرا روا نیست

ای ترک ز غمزدہ تیر کرش سینہ مرف ہست ترا خطا نیست

۱۔ حضرت اکبر یعنی این غزل را در جوامع الکلم در ملاحظہ روزہ شنبہ بہشت و پنجم ربیع الاول سنہ ۹۷۷ شریک کردند۔

عشق آمد و قفلِ خفت بر بست درد آمد و طایر سو اُمیت
فریادِ ازاں جوان خود کام میگویی نیک راجز اُمیت
من عاشق و مبتلائے یوم ہر چہ ساز و بجز جفا میت
تو وعدہ بکن خلافِ یسار کایں وعدہ بجز براے نہ میت
آں بہ سیر ہن وجہ و دربر در عالم دوستی دو تا میت
بوالفتح اگر تو عشق بازی

در نزد حریف جز وفا میت

لب میگوں او پیمانہ ماست شکال جعد بندِ بخانہ ماست
شکستہ خاطرے دارم چراغے کنوزِ غیب در ویرانہ ماست
خیال زلف و رشب آتار یک بہ تہائی ہر افسانہ ماست
سرافرازی چمی بازی برین جعد فراہم زلف تو از شانہ ماست
نہ باشد سرور ہر گز گل و بار مے با بار و گل در خانہ ماست
اگر عشاق را دانی نوائے کمالِ نغمہ در سر خانہ ماست
بہر جا کہ لطیف و خوب طبع است

محمد عاشق و دیوانہ ماست

دل و دین در خیال آن جوانے است کز تو تاراج شد ہر جا کہ طبع است
ز گردش چشم او این دینہ آمد کہ ہر لحظہ شغلے نا توانے است
درون خانہ خیمہ سار بہشیں کہ از اندوہ و غمہ الا مانے است
اگرچہ غمزدہ اش ترکیت خویرز لب میگویش اثر شیرین مانے است
کہ از ہر کہ رویت تیز بیند کہ نہ کان ناوک اندا بر کمانے است
ہلال ابرواں دیدم بشائے کہ قرص بدر نزدش نیم مانے است

میگوئے لک نیک

یقیناًں ہر دلب برہم نہاہ شدہ بے شک گمانے درگاہ است
 لب و دندان و آں رخسار و گوہی میدہرکز حق نشانے است
 محمد پند و بوفستج خود را خدا را در نہاں پیدا جانے است
 عجب دارم ازین مردم کہ گویند کہ در چشم تباں سر نہاںے است
 بحق الحق و یدیم آشکارا
 کہ مردم چشم من عین فلاںے است

گر گرفتہ درو

مرا با این جہاں کا رے نامدہ است خراب است تہ فخر خمار نامدہ است
 ہمہ عالم گرفتہ است در و اندوہ جوانے مست و میخوارے نامدہ است
 ازین وحشت کہ رہ جاغم گرفتت دلم را مونس دیا رے نامدہ است
 نہ بینی خبر و باں را و نساے بجز یارے جفا کا رے نامدہ است
 درخت خوش وے از بیخ افتا دریں گلبن بجز خارے نامدہ است
 نمی کارند جز خار مغیلا بجز خار خشک با رے نامدہ است
 زمینی شاد می و در و در چنگ ربانے شکستہ را تارے نامدہ است
 جہاںے خفتہ اند و خوا غفلت دے ہتیار و بیدارے نامدہ است
 دکان و دعوت و ارشاد بر بند ضرورت شد خریدارے نامدہ است
 بجز وضع و دروغ و اقرار نیست بلے دنیا و دین و اے نامدہ است
 درین ظلمت سرا روشن چنین شد محمد ایسیج رہ کا رے نامدہ است
 ابو الفی ازین عالم سفر کن و میدہ است صبح اسما رے نامدہ است

اشک

تا دینے

الا کیسو درازا طول و عرضے

جہاں را نامدہ است آ رے نامدہ است

و ان تنگ اورانے کشادہ است کہ ہر لفظے شکر پائے قنادہ است

بے پیر فلک را بود تلو سید
ز گیتی چون تو فرزندے نزادہ است
شکال جبدا و مشکل بلائے
کہ پائے دل کسے زو کم کشادہ است
خوشم از دل ترا کیس دوست دار
خوشم از چشم کو عین و داد است
زبان من چہ بس شیریں زبانت
ہمیشہ نام تو در گرفت و یاد است
بگو دشنام یا فرا شنائے
کہ عاشق را ازین خوش تعبیا است
پناہ کو میرینی چون نگمیدم
کہ تمکیہ او ست بر فے اعماد است
بخیل مروت دے راستم من
بلند است او کہ بائے الیاد است
ابوالفتح اتوزد عشق می باز
بگرداں مہرہ بر تو اعترف است

محمد راز تو نے آرزوے

مگر بینی کہ سبر و نہادہ است

مارا نظرے براں جواں است
کو چشم دل است و عین جان است
لعل لب او دے مکیم
از آب حیوۃ خوش نشان است
شیریں سخنے است آن جواں
گوئی شکریت پر وہاں است
از شہد و شکر کہ بادہ سازند
از لعل لبش ہمیں چکاں است

فلطین چشم او نظر کن

مخمرے مست نا توان است

ہر کرا جانش نیست جاناں نیست
ہر کہ بادہ نخورد مستاں نیست
عشق بازی چو خوب و خوش گزشت
لیکن ای یار ہل و آساں نیست
عشق بر خال و غنڈہ بے دین است
ہر کرا عشق نیست ایماں نیست
دریا بد جسم عشق کسے
آکہ بیرون ز غوش و خوشیاں نیست
کو کہ تن را سپرد پر چو گلاں
جز کہ مشتاق زخم چکاں نیست

ت
تراجمی دوست دارد

خط

نیکیاں رحمت خدا بستند
صل او ختم سلیمے واں
نیت کس را بریں سبیل سبیل
برہمن و شش پیش جان آدم
ایں سرین لبند و جعد دراز
جعد او بر سرین چو ابدائے است
درد و درد و بہ ترا ہمہ درد
گر چہ پیری ز عشق توبہ مکن
ای خوشاں مرد آنکہ گردی کرد
آنکہ بے منقبش تو اں اسود

آنکہ او پست نیت جانست

سیاہ لبناں

غیر وہاں

ای محمد بدر عشق ہمیر
وصل احباب کار آسان نیست

بے درد و سوز عشق ترا اغیار نیست
با درد و سوز ہست دلم را موانست
از لذت وصال نصیبے اگر رسید
مرد قمار باز کہ جان و جسم باخت
کشمیر و یا چگل کہ سخوباں نشان دہند
تا چند بھو کس و کسے مر نہ ازے
گر بوسہ دہی ز جہالت چہ کم شود
برجن خویش شیش منازای جوان من
دروصف جعد او چہ زباں را کنم دراز

جز کہ بیاں

باب رحمت کشا و دربان نیت
بر سبیل است فلان مہبان نیت
آنکہ او پست نیت سبیل نیت
چکنم دوست را چو نیت
جز کہ ما بر سیاہ و کہسان نیت
طور را بر شدہ پریشان نیت
ہیچ گونہ امید دربان نیت
منکر عشق جز کہ ناواں نیت
آخر الا مرزاں پشیمان نیت
جز میں روے خوبے بان نیت

بواج پیرگشتی و شرعے منی کنی
جز عشق روئے خوب تر هیچ کار نیست

سرو را ہر بار سرافراز چیت	چنگ را این ساز و این آواز چیت
گرنہ خواہم بوسہ از تو بدو	بر خیال و ہم چندین از چیت
ایں جہاں را سر بسر دیدم گوں	سفر و بی ماند است در باز چیت
گزر مہری و وفا بوسے زدی	خوب کردی و انگھے ایک از چیت
جز خدا اگر نیست دیگر را وجود	سرچہ باشد استتار از چیت
عشق گر عین وجود ما بود	عاشق و معشوق را نبا از چیت
گزر ابا یا ر خود شد اتحاد	آں تویی و این منی را از چیت

لب بلبے دم تنک تر بس بک
قل محمد لایحوز و جا از چیت

ہر کہ آمد دید چہ مت مست رفت	ہر کہ دید آن مست را ز رفت
دل کہ بت رویاں ز من برودہ نہ	بر مثال ناوکے از شست رفت
ہر کجا سروے بہ بتانی برست	پیش بالایت چو آمد پست رفت
دل مرا صید و گیسویش شدہ است	مرغ جانم از قفس بر جبت رفت

شب خیال صل او آمد رواں
ہر چہ جز تو بود و از دل شست رفت

دولت عشق را زوائے نیست	وصل معشوق را ملائے نیست
عشق را شبہ و اینظیر مداں	عشق را صورت و مثاے نیست
عشق ہم خویش خویش را زادت	پدر و مادر عم و خاے نیست
عشق را ذرۃ الیتیمی داں	صدف و بحر در خلائے نیست

م عشق نامور

ہر دو لب حلقہ است
خط وسطا
تا توہین راہزن

عشق را عیب عین عینی نیست
عشق را نامور ز امرے نبود
از لبش بوسہ بنخواستہم من
ہر دو لب حلقہ و خط وسطا
آنکہ از غلشتن بدر شدہ است
دعوی وصل از دمجانے نیست
منم آن عاشق کہ بے غرضم
حاصل عشق ہستہر بہاتے
عشق از وصل و ہجر بیرون ہست
عشق مرغے است از نفس بریہا
آب اندر سحاب نزالہ بہ بست
عشق را بادوئی و بابے نیست
عشق را حرمے جلائے نیست
وہ چہ خواہم کہ جز خیالے نیست
قاب تو کس جڑا میں الے نیست
عشق را فصل و اتصالے نیست
عشق را فصل و اتصالے نیست
جز کہ او صورت و شکالے نیست
صورت فعل و انفعالے نیست

الحی سخن ز عشق گوے

عشق در رسم قبل و قالے نیست

مرد معنی از جہانے دیگر ہست
زاوہل شکرانہ سردارم بہ عشق
یار مارا روے چون ماہ تمام
جد گویم کار سربازیت عشق
عشق حاصل نیست از تسلیم کس
بر سر کمرنگ زلفش سریت
کے توان گشتن بگرو زلف و روے
آنکہ در راہ یقین سر سودہ اند
کشنگان غمزدہ معشوق را
گوہر لعلش ز کان دیگر است
تا نگوی کیس فلاںے دیگر است
بر رخ زیباشانے دیگر است
عشق باز از نشانے دیگر است
ایں سخن را ہم بیانے دیگر است
چوں ہی منیم جوانے دیگر است
زانکہ شانراپا سبانے دیگر است
ہر سرے صاحبقرانے دیگر است
ہر زماں از لطف جانے دیگر است

عالمے رادل بشد از غمزه
این چنیں تیر از کمانے دیگر است
با گرو ہے شد محمد خوب دید
کمان غزیراں را نشانے دیگر است

این باز و کرشمات کہ آموخت
صد پارہ دے شد و کہ اندوخت
من سوخته ام نہ مہر شمع
این آتش غم و گر کہ افروخت
تن چوں نے خشک شد نہ جہراں
دل ز آتش درد خوشین سوخت
لیکن نہ خورد نہ نیم جو ہم
مجنون و جہاں اگر یہ بفرخت
باحن و نمک بد است مخلوق
آں شیوہ و شکل را کہ اندوخت
ایں دوش زدن بنا ز و غمزه
لب خندہ کرونہ کہ آموخت

جانے کہ ز عشق باز باشد

بوالفتح گلے است یا کہ کیموخت

شراب عشق در میخانہ نیست
کہ اور اجامے و پیمانہ نیست
بود جائے یکے جعدے دراز
کہ اور عاشق دیوانہ نیست
سرود عشق را چوں قول عشاق
نوائے نیست ہم فرغانہ نیست
در یغ آید کہ خوبے شستہ باز
چرا مرغ دلہ را دانہ نیست
ضرورت میثوم رسوا بہر سو
جہاں چارہ و مگر بہانہ نیست
بود شمعے کہ در عالم برافروخت
کہ بہر سو حقن پروانہ نیست
زہے جعدے کہ دار و شہسوارم
کڑاں افسانہ خالی خانہ نیست
دوسہ قطرہ ز لعل او یکید است
خمنے نہ بود کز و میخانہ نیست
مرا دیدہ شدہ زان چشم غلط
کز و در ہر طرف متانہ نیست
کسے از جور یار خویش نالہ
مگر حیرت غم مردانہ نیست

تن چو یک خشک شد
نہ جہراں

نہ
بر

نہ
باز

محکمہ آب آں کیسوندار و
کہ تار موی اور اشنائے نیست

ما سیم خرابی و خرابات
خوش شسته شرابها نوشیم
سد تقویٰ و زہد را فروشیم
نوشیم چو دامن بادہ گرم
در حالت بے خودی وستی
جز و صف بست ہر آنچہ باشد
جز قامت او کہ چوں الفت
وستے بمیان او نہسایم
دیدیم کہ گلستان و گلخن
بر خواجہ مے فروش زرقم
خندیدہ سخن گفت با من
آں سجدے نیست در کشاوہ
این شاد مے بنام نوش است
تقویٰ و صلاح و کفر و ایمان

لائی

ما سیم شراب و یار و طاعت
لا فیم ز یک و گرز تر بات
یک جہ خوریم از نعمات
لابد کہ بلا قسم از کرامات
گوئیم اگر چہ صد دلالت
از ہر دہنہ کہ بہت خرافات
قد و گیریت عین الایات
چیزے بمیان نہ بود بہیات
پس گلخنیاں شدند سادات
گفتم قدحے ہوئے باات
دستار فروش و این بیات
تا ای تو پنجمس اوقات
می بایدت باخت اعتیارات
یکجا نہ شوند خالق و لات

بوالفتح محمدی توائخسر
بر شاد او سلام و صلوات

تو

یکدم بیا و در برشیں از دل شنایا خواست
زاں چشمست او نگہ لطیدہ مردم ہر طرف
ای شمع رخسار کش تراکز تو جہاں روشن شدہ
بہر فرید حسن تواز جہاں دعا با خاست
واں غمرہ را بنگرکز و ہر سو بلا با خاست
وے لعل میگونش چو گل از توصفا با خاست

انگور بتانش بہ میں باب حکایت میکند
 ہر دم ہم آہمیختہ از سرو ما خواست
 تو مہرہ بازی میکنی و انہم مقامی بیشہ
 اکنوں نمادہ معتد از تو دعا خواست
 سر در کنار او بندہ با آنکہ آہنگے میزند
 تا گوشتانی را ز من نوا خواست

بوالفتح گر عاشق شدی میوزا کنون مبہم
 از سینہ عاشق ہمیں درد و بلا خواست

قربان آں کماغم کو عین ابروان است
 سرکشہ آں لبانم کو صاف مے چکان است
 چشمش چہ شوخ دیدہ است ہر لحظہ ہر طرف
 مردم خراب کردہ است او فتنہ جہان است
 من گلبنے نہ دیدم بے رنج زخم خالے
 کبکے چنین نہ باشد سروے مگر رواں است
 سیلاب چشم عاشق غرقاب آب طوفان
 کوہ سرین جود ی آسجا قر جان است
 مینوش بادہ ہر دم بر سینہ شاہ شہان
 زندیق و ملحدے شو دنیا ہمہ چنان است
 جزایں دگر نہ دارم حاصل ازین جہان من
 ایماں میان سینہ جاناں میان جان است

درد و مرا حیا لے لب بر لبش نہاوم
 بوالفتح را پیرسی گوید ہاں گمان است

مست و خراب نیم شب سینہ کشان رسد
 جامہ بکشدادہ ترخوے جہاں برآمدست
 سرو بار آمدہ است سیب و انار بار او
 ہر کہ بدید در روش از تہ پاسر آمدست
 بر سر کہ سرین او داروے دلبری طلب
 مہر گیسو راں زمیں ہر طرفے برآمدست
 ہر کہ نہ دیدے او بسیج ندید و نہاں
 ہر کہ نیافت عشق او کوے و ہم کرا آمدست
 طعن چہ میکنی فلاں سید و درمند نیست
 ہر چہ گویم گو کیس سخنم و را آمدست
 عشق بازی و ہوا جمع نمی شود ہستا
 ہر کہ ہوا طلب کند کو ز خرے برآمدست

گر تو محمد منی منکر عشق ما مشو

مرد کہ عشق باز نیست بندہ بدست خرامدہ

جائے کشیدہ ایم کہ گاہے صفا نداشت
 دِل چتر ریشے دروں سینہ دِل سمینہ پر شدہ است
 یارے گزیدہ ایم کہ وقتے وفا نداشت
 ای نادر گو کہ ترازو خوب چشم بند
 دروے برآمدہ است کہ یکدم دوا نداشت
 از جو ریگر تو بنالی روا . لود
 تکلیف لایطاق خدا ہم روانداشت
 خوش باش ای عزیز کہ از درد و غم منال
 معشوق نہ بود کہ جو رجفا نداشت
 از تکیہ سرنیت کہ کو ہے است قایم
 این عالم فناست وقتے بقا نداشت
 بجارہ لولی کہ سر و پاش بہنہ است
 جزایں دگر وجودے پیش التجا نداشت
 وقتے کلاہ بر سر و در بر بقا نداشت

بوالفتح را خطاست تمنائے وصل شاہ
 بیچارہ مفلکے کہ جزایں ابتلا نداشت

عاشق را شراب بہود است
 ہر کہ جاں را بدست یار سپر
 عاشق از لعل یار آلود است
 از پے وصل یار ہر چہ کشید
 فارغے بے نیاز و آسود است
 ہر کہ عاشق نشد قبول نیافت
 صدق و الٰہ کذب جملہ محمود است
 جو محبوب و طاعت عشاق
 مردک خوار و زار و آلود است
 ترک من مست نفس می جید
 دین دیرینہ رسم مہود است
 ای محمد تو طلب شدہ

یوے امر و ترا چو محبوب است

عالم حسن را بقائے نیست
 طالب وصل مرد بے شرم است
 شاہد شوق را وفا ئے نیست
 درد آشام را چہ لذت و ذوق
 کہ از تلخ تر گدائے نیست
 زادر پیر مست بے تدبیر
 جام فخر را صفا ئے نیست
 کو دک طفل را رانائے نیست

شخص طائوس و جان روبہ را جز وجود و گر بلائے نیست
 چنگ لشکرتہ را رباب ساز مطرب کہنہ را نوئے نیست
 ہر کہ ما پختہ سوخت خنام ہماند بار دیگر و را پڑا ہے نیست
 آئینہ گشت ہیچو تیغائے مصقلہ ضائع است جلالتے
 پارسائی و عاشقی مہیات عاشقی جز کثر از خوانی نیست
 ہر کہ باد و ساخت و زار ہمرد درد اوراد گردوائے نیست
 زینہاراں تو نرد عشق مبار شیوہ آن سجزو غائے نیست
 شارب خمر را خمار بلاست جز خموشی دگردوائے نیست
 گر ہمیری بدرد عشق بمیر مرغ جاں را جز این ہوائے نیست

اے محمد ترا خدائے بہت

جز خدا یم و گر خدائے نیست

ہر کہ با خواں بدخوا آشناست غرق در دریاے رنج و ابتلاست
 سرو من من راست میگویم ترا مبتلائے غمزدہ در عین بلاست
 بیدے گزنا لدا از تنگی دل دار معدوش کہ دروش دوست
 پاکبازانے کہ می بازند عشق در جمال حق نظر دارند راست
 حلیہ بسوح و قدوس است عشق من کجا و عشق بازی از کجاست
 دوش می گفتند متی می گریست گاہ متی را نمی بینم بقاست
 عشق را اگر صورت و معنی بے صورت او آدم و معنی حواست
 ای ابوالفتح محمد عشق باز جملہ محبوب اند عاشق را تقاست

در مندی گر کند فریاد و شور

قول لا آمن ظلم کوید رواست

شراب عشق را پیمانہ نیست
حدیث و درو را افسانہ نیست
عجب باشد اگر شمعے برافروخت
کہ گرد او یکے پروانہ نیست
ز شہر خوشیتن و از یار و ورم
خراب از خاطر و ویرانہ نیست
کے کو قد موزون ترا دید
عجب جائے استایں لعل لب نیست
سراے خور و یانم گذر شد
کہ بے او بیچ خم خجائے نیست
تعالیٰ اللہ چو تو ہجائے نیست

محمد درد مینوشی مخور غم
دریں مقتل بیچ تو مردانہ نیست

میان جان من جز تو دگر نیست
زہے ذوقے کہ کس را زیں خبر نیست
بجز عارف کہ بیند روئے خواں
چہ بیند آکہ را نور بصیر نیست
عجائب خلوتے دارم میر
من دان یا بہت و کس دگر نیست
حدیث قد و حید آں جوان و
چہ گویم قصہ او مختصر نیست
گرا و در بر ترا با سے بہ خشد
ترا مردن بجز کہ پیش در نیست
بتک مست من گفتم کہ نقلست
بجز دل بیچ شے ہضر نیست
نبا شد عاشقان را بیچ محرم
کہ تن را از وصال دل خبر نیست
نصیحت گوئے ناواں را چہ گویم
کہ مولانا بجز کہ کور و کر نیست

محمد عاشقی و پار سالی
محال است عاشق لند او بنیر نیست

ہر کہ دل را بزلف یار نہ بست
از بد و نیک ہر دو کون ز رست
ہر کہ از لعل یار جائے خورد
ہر نفسے ہجو من بود سر مست
ہر کہ بند شکال حب شد شے شد
گرہ عقد عقل را بہ گست

از سر صدق ہر کہ زوق دے دست زافات رنج وقتہ پست
گشت در باغ و گلبنے کردم چوں تو سروے در اں طرف کم است
ہر کہ جاں را بہ عشق جانان داد
ہیچو بوالفتح با فراغ نشست

رویف حا

نظر بر نیکو اں نیک است ممدوح
نہ باشد منکرش جز زشت و مقبوح
اما نے سید ہر لعل لب او
مرا کہ غمزا کش کردہ است مجروح
بشوخی بر لبست دستے زد ستم
نبودہ است جگر گمان و وہم مسخ
تو اے زائد گو عشاق را پسند
کہ بدین می شود آں شخص منصوص
چرا مجنوں خوشا نیست فارغ از غم
مگر لیلی عمر کسی گشت منکوح
غریق عشق را با کہ نہ باشد
ز طوفان بلا و فست نہ نوح
مرا روح القدس دست پند
کہ شویا قلب و قالب جلگی روح
جمال ماہ و مہر حسن حورا
بہ پیش بت رنج من جملہ مقبوح
محمد راہ راحت بہ بستند
در درد و بلا کردند مفتوح

رویف دال

مرا سودا از زلفش کرد ایں سود
کہ جان و دین و دل شد نیست نابود
مرا از حاصل عشقش چہ پرسی
کہ جز درد و بلا و غم نغینو
زہے لعلی کہ آں سر مست دارد
دو صد جرمہ زہر یک لعل منجمود

گوئییا
دو چشمش گوئی عین پیالہ است
خیال شمع رخسارے جگر سوخت
گداے بردر شاہ جہانگیر
قفارے چند بادشاہ نام پیا
سرن و جد او دیدم بلا شد
دو چشمش دیدہ شد مردم بچیر
محمدیار وعدہ کشتنم کرد
کے مردم سرخوش است و دل ہایو
چو پروانہ بر آورد از دلم و دود
گدائی کرد و سلطان صدقہ فرمود
گدا را عزت و دولت بیا لود
کمر شکست و عقلم نیز فرمود
بشوخی ہر کجا جانے است بر بود
بکن یک منٹے پارا بتلازود

محمد عشق بازی پاکبازی ہست

کہ ہر کہ جان و دل در بخت آسود

میگوں لبان صفا ندارند
از دل شدگان چہ باز پرسی
شیریں سخنن و فائدہ دارند
در دے دارند و اندازند
در سینہ بجز خیال معشوق
معشوق اگر چہ دادش نام
در پیچہ زلف او اسیر اند
امید شدن را ندارند
جان را تو فداے خاک پاکین
این سنگدلاں رضا ندارند

پروردہ عشق خوشیستن را

جز منتظر بلا ندارند

دو چشم ناتوان او مرا رنجور میدارد
دو گیسوے دراز او کہ کردہ است خانہ او را
دو کوبان سرن او گراں سرمایہ ذوق است
قد و رفتار او بنگرب و رخسار او بنگر
دو لعل مے چکان او مرا مخمور میدارد
مرا دیوانہ میاں ز پریشان دور میدارد
شکستہ خاطر خستہ بدان مسرور میدارد
خوابی دل مارا بدان معمور میدارد

نمی خواهم دل خود را که گرد و متلائی کس
ندارد آگهی از دل ملامت گوی بی حاصل
ولیکن زگرگش متش مرا مخمور میدارد
ولیکن مردم عاقل مرا معذور میدارد

محمد خوب می بینی نهانی عشق میبازی

مگر که جاہ شیخ تو ترا بر زور میدارد

جاہ شیخی

نام

تا کر

سرو استاده ماند چو فستار تو دید
واں خط مشک و ام که نشد گرد روی
طوطی خموش گشت چو گفتار تو شنید
روشن مگر که سبزه تر گرد گل و مید
جدش کجے گذاشت نشست بر سر
مارے سیاه بہت کہ بر کوہ کمر کشید
نور صفائے عارض آن مگر لخطا کرد
صبحے بہ صدق و صادق روشن چو روز
شمع رخنے چو دوش صفائی خود نمود
پر وانه دار گرد سرش جان من پرید
لعل لبش بہ میں کہ چہ مدہوش میکند
از مے فروشش پرس کہ مے از لبش چکید
بیمار بودہ ام صنما کشتہ فراق
عیسی صفت خیال تو روئے بدل مید
ایمان و کفر ہر دو گئے یکقدم شوند
ما را ز لعل و خال تو اکنون خبر رسید

بوالفتح وار ہر کہ شد او عاشق بتے

صد گونہ رنج و محنت درد و بلا بدید

۲۲ شید

نیم صبح گل راتازہ جہاں داد
بہار آمد جہاں راتازہ ترک کرد
عروس در درار و بند بخت داد
ز گیتی گو کہے فرزند نوزاد
سلام اللہ علیک اسی خواجہ خاں
گرو کا نے بذیل مطربان است
رفیقہاں را ہی آگاہی کن
پیائے کردہ پیماں پر سیا شام
بوسل دبرے سپار جاں را
ز بہر فوق مستی را کن ایجاو
نگہ کن تا شوی از خویش آزاد

چنان سوده و فارغ ہی زی
کجا کارش کشد و اندا علم
مہر رنج و بلا و محنت و غم
مثال کہنہ پیرے خوردہ اسما
نشد بایں بہ نقد وقت و شأ
نصیب ما شدہ است اینجا خبر باد

خبر بردوستان مارسانید

محمد پیر شد و العشق یزداد

محمد عشق می بازی خوشت باش
ترا از کو کی عاشق شد است نام
مراد عاشقی نام بلند است
مراد درد و غم لاف تمام است
اگر ازل دل ہستی نظر باز
شبہ و ماہر وے و کج خلوت
میسر گر شود بوسہ سبک تر
جہاں را روشنی از جہرہ تست
شکار تو ہمہ شیران غنوار
توی سرمست یار تو در آغوش
بذوق درومی سازی خوشت باد
خطاب سوز بر سازی خوشت باد
تو خود سرو سرا فرازی خوشت باد
تو برجن و نمک نازی خوشت باد
و گر با خوب ہم رازی خوشت باد
یکے از دیگرے رازی خوشت باد
ہنی دندان و لب گازی خوشت باد
بماہ و مہرا بنازی خوشت باد
بترک غمزہ می نازی خوشت باد
چہ راحت ہا کہ پردازی خوشت باد

شدہ

نہادی وصل و ہجران را یکسو

بنقد وقت می سازی خوشت باد

آنہا کہ بجام عشق مستند
گہ در روع و نماز کوشند
بر لوح وجود ہرچہ دیدند
از کرسی و عرش در گذشتند
پیہوش ز باد ہواستند
گہ بادہ خورد و بیت پرستند
جز نقش نگار پاکشتند
در غرۃ لامکان نشستند

از رو قبول تنگ دارند از هجر و وصال دست تستند
 و بیایه دست و وجود اند عنوان ازل ابد شد تستند
 از کن فیکون رستگانند
 آیند و روند خویش مبتند

فروغ شمع را پروانه باید سلاسل حیدر دیوانه باید
 حریف مجلس با سادہ بہتر ندیم و شاید شنگانہ باید
 نوید کشتنم گر کرد معشوق مبارک باد این شکرانہ باید
 مرا بر لب خواب و ہر لے تو صاحب فتری پروانہ باید
 چگونہ مدن می مست گرد و
 محمد ملک او میخانہ باید

بجودے پیش ہر بت روزناید نہادن سر بہ پیش یار باید
 ز پس انداز چوں جعد و سرینے سوی المحبوب اسنچہ پیش آید
 بیاتانیکدے ذوقے برانیم نمیدانیم فردا تا چہ زاید
 شکال جعد را محکم چہ بندی ہی ترسی و فست نہ کشاید
 اگر عاشق شدی ای خواجہ عاقل نہراں در دو غم محنت فراید
 خاک شامے و بس روشن صبا کہ سر خوش مست یار از روز آید

۲ پشت

اگر تو عاشقی

نظر بازی محمد اہل دل راست

دے داری کہ تا خوبی رہاید

۲
باید

بجہد اندامید ما برآمد صبا حسی مست یار از دور آمد
 بہستہ در کشادہ بند بختا برغبت با فراغت در بر آمد
 قدم آنجا بسر شد اسے بت من سرا سر از زوہا در سر آمد

چہ می پسی مرابت می پستی بت من بت گراں رابت گرام
 ابو الفتحا ل عشق چوں دید
 مرا معشوق من عاشق ترا آمد

چو درو عشق در مانے ندارد فرید شوق پایا نے ندارد
 تو منکر عشق را سے مفرا کہ این گمراہ ایسا نے ندارد
 یہ داند طعم مے و ذوق مستی مع و تر سا کہ پیانا نے ندارد
 پزاشیاں کر دہ جعد و سرینے پس افتادہ است سلمانا نے ندارد
 بیاید و دل با دودہ دل را کہ بے جانیت جانا نے ندارد
 بوزیر باز پیرایہ معطل چو صاحب جن احسانا نے ندارد
 اگر چشمہ نہ بیند مدم خوب یہ میں کاں دیدہ انسانا نے ندارد
 چگونہ چشم بر بندم زخوباں کہ باب القلب دربانا نے ندارد
 محمد میکند دعوی محبت بریں گفتار برانے ندارد

ابو الفتحا بغیر بدل و ایشار
 وصال یار مکا نے ندارد

ہر کہ از در من خبر دارد دست بر سینہ پاکر دارد
 آہ من ہر کہ در سحر بشنود تا دم صبح چشم تر دارد
 شوخی چشم و فتنہ باز بود ہر کہ در کوئے او گذر دارد
 مہجو من مست لا شود یکبار ہر کہ بر روی او نظر دارد
 ترک غمزہ اگر کشاید تیر سینہ را اہل دل سپر دارد
 کبک رفتار اگر گلبند پری مرغ دل را پریدہ پر دارد
 حیدر او با سریں چہ می بازو مار بکہہ کشیدہ سر دارد
 در دہشتہ بہ ہمت ذی نعدہ ستمہ مرزب طمٹ

نہ چہ چشم
 نہ بازو

از

سہی بازو

ای ابوالفتح عشق ابشناس
مرد عاشق کجا خبر دارد

دیدگان را شراب خواهم کرد جگر و دل کباب خواهم کرد
نترک خود میهراس نخواهم خدند ندستی جان شراب خواهم کرد
دست بر جعد او نخواهم زد خانان را خراب خواهم کرد
لب او بازبان هم جو شدم شکر و در گلاب خواهم کرد
اصبوری خیال فوق برد نام او لعل ناب خواهم کرد
نفس را گرد ریخ آید حبال نفس را اقباب خواهم کرد

خون دل را ز دیده خواهم سخت
ناخست را خصاب خواهم کرد

تا که با است جان ما بوجود یار ازمانی شود خوشنود
من ز اندوه و درد غم نالم یار از اطف خود نمی نسیم
تو که با دوصال او نه کجبا هم برین درد شاد باید بود
وصل را از خیال بیرون بر هر که با درد ساخت او آسود
راه وصلش در از بی پاینت مانده شد هر که راه را پیسود
با تو نفق است درو همواره نقد سیرت نه و عده بخسود

ای محمد بن موسی هست یار

بست اندوه درد و غم موجود

برد دل را جوان تر سازد نفس را کند عشق از غیب
همه با عدل راست انصاف نیست در شرع عشق جز هب
لعل شیرین بکام خسروده که شیرین را سپرد فرسود

چ
کوه سحر

نه این غزل را بر زو سینه بهتم ذی قنده سینه در بغلم آورده اند که این غزل را نیز بر زو سینه بهتم ذی قنده سینه در بغلم آورده اند

مغ و در دام عشق اگر افتاد
زین نفس می نگرد و آزار
مہبت امید راست خوانش
ہر کہ تیرش بخورد و افتاد
ہر چہ او را شود مزید جمال
ورد و اندوہ من بھی یزداد
ذوق دشنام یار برد از من
راحت ذکر و لذت او را د

ج
میت آمیزد
و عاشقش

ای محمد بجز تو کیت دگر

بندہ وقت باش از مہ آزار

ج
بندہ وقت از
جہاں آزار

نمیدانم کہ آں بد خویش کیس چہ باز د
سوارست می آید سمند حسن میتاز د
غبار از سینہ نمی خیزد و جان برو میوز د
مگر آں شہسوار من مہید اں گوی می باز د
ہمہ عالم نظر دارد بجاہ و مال خود خسر
چہ عیب است گر جواں من بحسن خوشتر باز د
تعالی اندنگار نیما چنان موزوں و زیبائی
نداند جز خدائی من چنین نقشہ دگر ساز د
لب لعل و سیہ خالے جیش باروم کجا شد
زہ میکن دل بیدل و شوکر کی طری تاز د

ن نگار
ن تواند

اجازت بوسہ گریا بد محمد عاشق بیدل

ہمہ معذوری دارش ز مستی گریش کاو د

ترا از حال من آگہ نباشد
سبیل درد را ہم رہ نباشد
کے را اگر ہدایت عشق کردہ است
ہمی گرہ طریدا مند نباشد
بیاید خود رود بے موجب عشق
ولے در عاشقی گرہ نباشد
بجان و دل اگر حکے کند یار
حریق سوز غم را نہ نباشد
جغای یار بر چشم و سراست
ز جور یار نالہ رہ نباشد
بریں شکل و روش سر و قدیم
چنین حسن و نہکے رہ نہ نباشد
چہ کو در زخندان تو مارا
براں غوری بابل چہ نباشد

ج کورا

بر عاشق ہر چہ از معشوق آید
بجز پنج بجز خضہ نباشد
لے بید کہ جینی این غزل را در لغو و جواں اکلم ہر روز شنبہ بت و پنجم ریح الاول شنبہ مرورج کردند
لے ایضاً ایضاً

اگر طوفان آتش سر بر آرد و تباہ او تنے چوں کہ نباشد
محمدیستی مردان عشقش

دو اے درد تو جزوہ نباشد

امروز آن نگار جمائے و گر نمود عارض زوہ است ہمہ پروہ رخ نمود
یک خندے کشادہ جہاں راحیات دہ یک چشمتے بہ بست جہاں از آنکے فرو
رخسار گلبن است لبش شکرے نمود اے اہل دل گوئے تو بر مصطفیٰ درود
سوز فراق شمع رنخے جان و دل خست پروانہ کوشن بہ آرد آتش ز سینه دہ
ہر جا کہ بہت اہل دلے بتلائے او ہر جا کہ خوب روئے او را کند سجود
خال رخس کہ دید کہ از دین خود گشت تر سا شود مسلمان مسلم شود جہود
یک بوسہ کہ یافت از آن لعلے چکا مستانہ گشت ہر دم در قصہ در سرود
گراہل ہند بیند ترک خطا حقن را از دین بت پرستی تو کہ بت بند نمود
از قاتلش چہ پرسی سر ولایت بہت جعد و سرین چہ گوئے ما سے بکوہ جود

یک چشمتے نہانی ہوا فتح را بہ شش

پے کوری ریشب علی ر غم آں سود

مرا باہارے یار سے بود خیمہ ہم بیکر شب کاری بود
از و ناز و کرشمہ سرفرازی است زمین بچارہ عجب زواری بود
نہا شد بدوش غرت کسی را مرا باہارے وراں کو خوارئی بود
اگر درباں نہادہ پیش من چوب ولیکن با گلش خس خوارئی بود
بیک بوسہ دو جامی پر بہ پیمود حریف و شاہد و میخوارئی بود
اگر چہ غم زہ تیرے بر جگر زد زلف لعل او دلدارئی بود

محمد نیکے لیدہ خاریست مگر باہارے رنخے بیدارئی بود

ۛ حضرت سید اکبر جینی ایں غزل را در ملعونہ (دجائع الکلم) روز شنبہ بت و پنجم ریح الاول سنہ ۱۰۸۵ ہج کردہ

در بخت

حدیث عشق من افسانہ شد
ہر آن کو دید زلف پاکشانرا
عجب قہرے کہ ارد عشق یارب
فلاں زاد لب میگون او دید
مثال سوز من پروانہ شد
سراوشت و ہم دیوانہ شد
بیکایک آشنا بیگانہ شد
شبہ جدش بغیب برکشیدم
شراب در دل پیمانہ شد
عمائب قصہ در ہر خانہ شد
چنان رنجور از دلست تن من
کہ بہر درد و غم منشاہ شد

محمد از حال او چہ پرسى
ضعیفہ ناتوان غم خانہ شد

گر یار مرا کس آید
گرناز و کرشمہ بازم
بر بستہ در و کشادہ سینہ
متہ بہرہ نارسیدہ
در وقت خزان بہر آید
او عجز کند کس آید
ہر خند و ہوسہ یار آید
اندر بر ہوشیار آید
من عاشق و او بکار آید
کار بستہ میانہ دو مردم
کزیو می ہستہ فگار آید

یوم

یا رے کہ بکار کار ناید

آں یار بگو چہ کار آید

ما یئم بیک خیال خورسند
صدہ شکر خدائے آسمان را
تو انعم بے جوان خود ریت
اے زاد بہند گوئے ہمت
ما یئم بہ بند یار و رست
مارا کہ درین خیال فلکند
لے خواجہ ہمراہ چنیں سپند
تو انعم دل زیار بر کمند
فوقتے مکنیم روز کے چسند
بگذار کہ روئے خوب سیخم

بہبودہ مخور غم جہاں را روزے دو غم خوشن بانشین شوند
در عشق اگرچہ درد سحرانست صد ذوق و خوشی در دست

بوالفتح بگوئے کامی محمد

مایم یک خیال نورسند

آن

مسلمان مرا فریاد فریاد نکرده است او مرا گاہے دلم شاد
ہمہ کس در خوشی و ذوق مستی مرا ما در برائے درد و غم زاد
ز تو جو رستم تسلیم از من قفسارا این چنین تقدیر افتاد
ز من از لذت دشنام خواباں پریشاں شد ہمہ تبسیم و او را
مرا از آتش بھراں امید است کہ سوز و خاک سازد تا برباد
غبارے او فتد شاید براں در بدیں دولت بگردم از غم آزاد
چناں از سقف چشمم میچکد آب ہی ترسم فردا فتد ز دنیا د

صفاک اندر ز درد و محنت و غم

سلام اند محمد راست یزاد

جو رجفا و یاری با یار یار باد درد و غنا و سوزش و غم برقرار باد
آں سرو قد مارا و اں مودار مارا عمرے بروز و سال و مہ ہشتار باد
آنکس کہ رنج دارد در بنجر خواہم شادی بروز گاش و قوت بکار باد
مایم و در عشق کہ با وصل نیست کا وصلش ہوس ندایم و غم برقرار باد
شادی بروز کار جو انان عشق باز گر وصل بہست پنج و نیک بکار باد
دو چشم آموں را غمزدہست شیر مارا بروز و در و غمت افتخار باد
ہر دبرے کہ در پس آنکھ ہریر و در کوے عاشقاناش ہی سنگسار باد
اورا ہمیشہ غمت و با کسرشی غنا مارا ہمارہ برد و افتخار باد
سہ بروز بخندہ ہم ذی الحجہ شنتہ ہم بھکم آوردہ

بوالفتح را چه پرسی زانده و درو غم
پر وروده همین است ہمیش تنوار با
آں وعدہ وصال کہ کردی وفا بکن
جان و دل محمد در انتظا ر باد

دل و جانم فدائے آں جواں باد
کز و جان و جہانے گشتہ دشا
خرابی ہائے ازل لعل میگرفت
خرابی ماثودیزیں بادہ آ باد
ندارم رنجشے از زید و از عمرو
مرا از دست خود فریاد فریاد
من آں بندہ نیم کز بندگیست
بتحریر تو خواہم گشت آزاد
من از تو رو بدیگر کس نیارم
تو خواہی جو رکن نواہی بدہ داد
ترا حسن و نہک ہر روز افزوں
مرا اندوہ و غم بزداد بزداد

محمد باشدے زین غم دہی ہم
مگر کہ وار ہم زین محنت آ باد

یے

جہد موزوں بدام ما بکنید
لعل میگوں بکام ما بکنید
گر بے بوسہ زندہ بے لبے
بوسہ را بنام من بکنید
ای جواںاں چو بادہ بخش کنید
فضلہ ز اں بکام من بکنید
چشم آموکہ کرد شیر شکا
حیل سازید رام من بکنید
وعدہ وصال کرد چاشت گہے
چاشت راز و دشام من بکنید
نامہ گریبوش بفرستید
بر ہر نامہ نام من بکنید
بہر دین ہلال ابرو را
تا تو اں وید نام من بکنید
ای جواں پیرا بکن رحمت
زوق مستی مدام من بکنید
شایدے اکنیز کم سازید
مے فرو شے غلام من بکنید
تا زید مست غوش محمد تو
لعل میگوں بکام من بکنید

یے

یے

درخت عشق بے گل بار نبود ثمر تلخ است گل بے خار نبود
 بوقت کارگری نکرده است ترا آں یار سرگز یا ر نبود
 شبے گرم رخنه در بر بخلطه بجز ذوق و غوشی در کار نبود
 محب کا سے اگر عشقے بازی پس انگه در دو غم انکار نبود
 کسے کو عاشق است فارغ نباشد
 خوشی شستہ محمد وار نبود

انکار

چشم
باز

۳۲
برام

۳
حوالہ

مرا زلف تو ہر بارے دہ بند کہ ہم در بند شاداں باد و خورسند
 دہم دشنام مارا گوشتاے ز غم چندے قفا تو خوشترے خند
 بدست خویش اگر تیغے برانی بفرق تو شود بد دست اسپند
 من از غم بودہ ام سال گرفتہ بیاد عشق در غرقاب انگند
 دل من مبتلاے آن جوانے است کہ سرور است رفتار است کز بند
 محمد پیر گشتی توئے سخن ترا نا کے سچے بازی و تا پسند
 چہ گویم باتو من اے مرد ناداں ندارم من دل و جاں آرزومند
 مگر کہ گاہ مردن آید مخصم بصورت امر دے خوبے خداوند
 کشیدہ آتیش بالا بخصمی مکر بندے ز زر کردہ مکر بند
 ز سہے جاں کندن شیریں دلغال چنین جاوید دولت برکہ بخشند
 اگر جاں را بدست او سپارم ز سہے عاشق کہ من باشم بخند

مراد رگور موس نیست جزوے

کہ ازوے جملہ غمہا شد پراگند

دل استاد من ہرچہ مرا از لطف فرماید بد اماں گیر مش در بر کہ ہرچہ از دوست آید
 چنین حسنے کہ تو داری نمک چندین آگاہ سہم عالم خدا سازی سخی اسحق ترا شاید

بجدا اللہ چنانستی ہم کس در ثنائے تست
وگر نادر رود جسمے کہ غباں این صفت ماید
اگر عاشق کہ دگر عاشق کہ از گاہے بیار و ناز بازی
ندانی کوز نویسرت ز فطر عشق گر زاید
نیلو ز بازیلا ملا مت گوئے بجا صل فید است حسن و ریت
زبان آلودہ تر و دار و بد آنکہ نثار میخاید
پہر ساعت کہ می بینم مزید ابتلا باشد
بلاے درد و غم لا بد بہر رونے دگر آید

محمد مرد عقلستی چرا دیوانہ عشق

کہ ترک جان و دل گفتن مرا خواہد بفرماید

دل از سوداے زلف یازارو
ازیں سودا ندیدہ هیچ کس سود
زبانش را خوش آنکو سود بگرفت
مگر آن شخص ازیں سودا بیا سود
نظر بر چشم خواں فرض عین است
کہ روشن می نماید عکس مقصود
ز ہیبت عشق ازد و زخ مدان کم
برآرد از دمار عاشقان دود
پناہ سایہ سروے نشینم
کہ سدرہ بہت ہمہ آن ظل ممدود
ترا گر حسن ہر روز است افزوں
مرا این درد و غم اندوہ انسود
ز وصل اذمانے بر نخور دیم
ولیکن درد او ہموارہ موجود
محمد عشق بازی شیوہ تست
شوداں عاقبت کار تو محمود

نود گشتہ است عمرت لے بوالفتح

رسیدہ بانو درد و حکم مقصود

یار من شر گیس است چہ توان کرد
کو د کے مازین است چہ توان کرد
طلب وصل زو میسر نیست
و برے پر زکین است چہ توان کرد
او نداند کہ شمع کہ دن لیک
خلقش این چنین است چہ توان کرد
ہوے چون بخواسم از لب
غمزہ اش در کیوں است چہ توان کرد
چشم از ان رخ چہ گو نہ بر بندم
و دیش عین دین است چہ توان کرد

بابور

خلق او

پند گویا ز پسند خود باز آے بے زخ دل حزین است چه توان کرد
نقش او بر جبین جان و جہاں ہمو خاتم گلین است چه توان کرد
عالے از جمال او بر خور و خواجہ شیطان بعین است چه توان کرد

از پیے کہ سرین و حب دراز

میرا واپسین است چه توان کرد

خبر دیاں اگر چہ بسیارند شیوہ و شکلا سبے دارند
ہر کسے شد اسیر ہر شکلے ہر یکے در خیال و پسند دارند
آنکہ عاشق جمال مطلق شد از تعین شخصے بزارند
جز یکے در میاں نمی بیند و اں یکے در یکے کیلے دارند
خال و رخسار او قرین ہند کفر و ایماں ہمارہ در کار اند
دید اہل درد و غم زدگان ہموں ابر بہار می بارند

محکمہ تو عشق باز نہ

عاشقاں ہر نفس گرفتارند

ہر کہ در بحر عشق غرق افتاد گو ہر شب فروز و توش داد
نام مجنوں بلند لسیلے کرد حسن سیلے رواج مجنوں داد
خوب رائے خداے خواگن شایدے مقلے رسمد ہر داد
ورنفا غم زدست آن خود کلم می کند ظلم و می نہ بخشد داد
عشق آدم از دولت او محنت و درد و سوز و غم زیاد
می کشم جو رومی خورم اندو پیش ہر کس نمی کنم فریاد
باچنیں روے خوب خلق دگر مادر و ہر کود کے کم زاد
نیست جانے کہ نیست از خونود نیست آن تن کہ نیست و شداد

نہیں عشاق

نہیں عشاق
نہیں عشاق

۱۔ محمد زکن کن بگذر

بایر رانده باش خواه آزاد

شراب عشق را غصیه بنوشند متاع زهر را پنهان فروشند
زمانے خوش بوقت خویش باشند برائے دی و فردا هر چه کوشند
چرا بحر بوقت خود نگرند چرا چون چشمه کوه بنوشند
زبسته دوتے بختی بے وقت که مے بایر نوشند و خروشند
برائے یک نظر بر رے خواباں بے پتان محنت را بدوشند
دلا برخواست حق میدہ رضائے که بر رانده تلم بیودہ کوشند

محمد یک نفس آرام و انجام

که پتان عقیقه رانده و شند

خدا و خدا و خدا و دہ و داد مرا از دست من فریاد فریاد
جہاں جملہ بکام ما عجب نیست ہمیشہ در دوشم نیر و نیر داد
خیال جدا و بس کین شمس را پریشان میکند اذکار و اوراد
و لم باشد اسیر آن دو گیسو ز بند بندگی شد پاک و آزاد
زدم دستان بسو دم نارستان ازین راحت دلم باینہ بختاد
تعالی اللہ کہ عشق سر و دلاں بگویم راستی بوالفتح یزداد

ہمہ عالم بذوق و غور می خوش

محمد ادرت از غیر شم زار

کس یزید کس دل نماند کس سر امن و تراز بود گوئی ہمیشہ غم زوہ روزگار بود
لب لبش زدم کہ از ان بر خورم مگر آسنا ہمہ خیالے و دہمے بکار بود
از حاصل محبت و عشق چه پر سیم در و بلا و محنت در رخ و فکار بود

تا
برودن
نیم
نیم

خواب نانا نانا جعد فساد
تخلال جدا و بند نیست حکم

در بوستان عشرت خود کرده ام گذر میوه گلے نبود ہمہ خار خار بود
 بودم بیک شراب کہ یک بوسہ لبست مست و خراب کرد ترا خود خار بود
 تیغے کہ دوشش بر سر من بر زوی چشم کاں سمرقن برفتہ درین انتظار بود
 عمرے کہ برد تو ابوالفتح خوار بیت

باشد کہ سروری و ہمہ افتخار بود

شمع رخسارے مرا پروانہ کرد لعل میگونے مرا متانہ کرد
 جوراوشنید ہر کہ در زماں دقیرے بوشت خوش افسانہ کرد
 اسے کہ می پرسی چرا دیوانہ زلف خود را گوچہ ادا دیوانہ کرد
 آشنائی با فلاں کس کم کنی کاشنارا او ز خود بیگانہ کرد
 من سرود حجلہ می گفتم شبے آں عروس مست من فرغانہ کرد
 کیت کو جانہا پریشان می برد یار دامن زلف خود را شانہ کرد

من نخوردستم عرق نے آب جو

ای محمد لعل او متانہ کرد

محمد عشق را ہنجر باید طریق جادہ بس سہوار باید
 بروں شد را بہ بینند و دروں ہم گریز گاہ را در و را باید
 اگرچہ خوب رویاں نیک خوبند جفا و ناز بہم در کار باید
 ازاں لب بوسہ گردش اشارت ازیں سوکار بے افکار باید
 مرا شیریں زبانی از کج باشد لب معشوق شکر بار باید

محمد عشق بازی شرط کار است

ولیکن عشق را ہنجر باید

جز جہد تو اسے جواں دلسند در خانہ دل بلا کہ افسگند

تج
 بہ چند حول
 دروں ہم

شمع رخ بین ہمارہ می سوزد جان و دل من فدا ہے اسپند
 ہر شام مراست گریہ و رنج تو صبح صفت کشادہ خمی سہند
 آن حجد و سرین است کویہ و بار است ماے است سبب بکویہ الوند
 این مردن من ز عشق تا کے وین ناز و کرشمہ تو تا چند
 با ذیل تو دل چنایں بہ بستم چون خرقہ صوفیاں بہ پیوند
 تو عیب بتاں چنین محسینی گزشت مزاج تنگ چشم اند
 حسن و نکلے کہ در توانا سوزد سوز دل من بگرد صد چہند
 بوالفتح سخن ز وصل کم گو

بہر او آ پنچہ بہت در آ و ند

حسن تو نے نگار مرا عشق بنا کر د شکل تو اے سوار مرا ترک تاز کر د
 اے ہر کہ دید قبلا ابروے آن جواں از قبلا باز گشت بستمش ناز کر د
 آن قدر مجھ سر و رخ لالہ و ام تو از گشت و باغ ہر دو مرا بے نیاز کر د
 وی بادہ خوردہ بہت و پریشان ہی و نبال او نمودم دا و احتر از کر د
 الطاف دست عالم و لیکن مرا خصوص

و شنام چند دا و ز خلق امتیاز کر د

اگر یار ماستی خرد مند مدہ دیوانہ و مرست را پسند
 مرا در گریہ و اندوہ میدار تو با بیگانگان خوش باش خمی سہند
 زمین آسودہ تر دیگر نباشد کہ ہستم من بدر و ورخ خور سہند
 شکل حبد تو بندیت محکم کہ در ہر سبچ اش چندیت در بند
 کمند حبد تو دایہ دراز است بہر حلقہ دو صد شہبازا فلکند
 جفا و ناز تو این گریہ من نظارہ کن میان روز کے چند

نام
تا
گر
تا
را

نہ من مانم نہ تونے ناز و گریہ
بماند جگر کہ بواز عود و اسپند
شدم پیر کمن در عشق بازی
مرا توبہ نمی بخشد خداوند
اگر چه آشنائے عجز عشقم
ندیدم عشق را اندازہ آوند
سرم در گرد و پائے مادے باد
کہ زادہ چوں توی بارے فرزند
چو مرغ وحدت اینجا کرد پرواز
مکن کن را بسکبارہ پراگند
یکے کفرے دگر سنگر نہانی

محمد با بتاں خوش بہت خورد

کہ دید اس چشم تو وانگہ غلطید
کہ ز دوست سجده شش تشبیب
کر ابا حیدر توانستہ سرو کا
ہمارہ چوں سیہ مائے نہ گردید
کہ ز دبو سے پہل تو نشد مت
شدہ دیوانہ در میخانہ گردید
گدائے بر سر کویت گذر کرد
کہ از ہر دو جہاں یکبارہ پرید
حریف من شبے سرمست آمد
سرے بے زانوام نہاد و غلطید
بخفت و بخت من بیدار بودہ است
چلویم تاجہا چشم دلم دید
شدم در باغ و باغی خفتہ بودہ است
مہمہ دیدم صفا و روشنائی
چلویم تاجہا گلہا جان من چید
محمد را پیرس از عشق بازی
مگر نوے ز روے یار و ز دید
کہ او از جد خود احمد پیرسید

بگفت ای کو دک شائستہ من

زہے کائے کہ آن فرزند بگزید

آں جوان من جوان ارجمند
من یکے محتاج و مسکین دروہند
من یکیم تالاف یاری اش ز غم
ای ہزاراں بر رخس چوں من سپند
رسم رسوایاں مرا خوش آمدہ است
نیکنا ماز ایدابر ما بنجمند

کیست کو برپائے سرو پست گشت
تا کرا باشد چنیں سنجے بلبند
دل و خواری کس کرده است خجیا
بردست تقدیر حق مارا فگسند
عشق بازی اختیار من نبود
هر کجا خواهند سر خود نمهند
ماہ پیش کس فرو ناریم سر
لیکجه تو مرا شد پائے بند
هر که عاشق می شود دیوانه است
تو بزنجیر سر زلفش به بند

تا
بر کرا خواهند
بر سر می کنند

است

سید بوالفتح یا وہ مے رود

گرد آور زان وجدیم چون کند

گرچه ہستم ہر فرازے ار جہند
بند گشتم من ترانے دل پسند
دوستی سروتد گل کند
گلین عیش مرا از نیج کسند
من اسیر و تنبلے مانده ام
نیک خا امانم چه می گویند پسند
پیر مردے عاشق یک کو دکت است
بالضرورت گشتہ است اوریش
مردمان خود جان خود در باختند
بر رخ خود برقع میداری تو چند
از خیال خال زلف و رویست
صوفیاں کا ندر سہائے می جہند

تا
سر فراز و
ار جہند

ای محمد گرتو عاشق گشتہ

ہمچو من دیوانہ باش و ہم لوند

آتش عشق و محبت دروے کا فروختند
جان و تن با سینہ و دل ہچو کاہے فروختند
در بر مر کس قبائے و کلاہے بر سر است
ژندہ درد و بلار ابرہا سہم دوختند
اوتاد عشق و پیر درد از مہر و کرم
صبر بر جبر و جہائے دوستان آموختند
اے خوشامرداں جو افرودان راہ عشق او
از بجائے درد و غم را دین و دل بفرختند

ای محمد ہچو پروانہ بسوز از شمع رخ

آتش عشق و محبت در دولت فروختند

بیچارہ دے کہ مبتلا شد
 لے ہرچہ کہ بودا سزائش
 عاشق نہ بود بہ شرع ماخوذ
 این آتش عشق سوخت جملہ
 لے ہرچہ کہ بود زرد و تار یک
 ماجملہ جہاں بیک پیالہ
 یارب کہ چہ دارد آں عشق
 معنی کہ صبور بود و زاید
 عشق آمد و رفت ہرچہ باست
 لے یاربیکہ من برستم
 لے ہرکہ نباخت عشق بازی
 تانہ دت درد عشق گیر
 قوتش ہمہ محنت و بلا شد
 عشق آمد و ناسزا ترا شد
 عشق آمد و ناز و آوارو اشد
 یارب ہمہ خیر و شر کہ باشد
 عشق آمد و روشن و صفا شد
 وادیم کہ در و را و اشد
 بیگانہ کہ بود آشنای شد
 عشق آمد و مرغ و رہو اشد
 کان غنم و محنت و بلا شد
 جان و دل و دین ہمہ ترا شد
 اوزادہ ز مادرش چہرا شد
 برزیت خمر است بلا شد

گرد آرزبان خود محمد

کاین قصہ حریم بریاشد

شرابے خورد و خوبے تر شد
 ز شوخی چشمستان علیطل
 خرااں میر و دسینہ کشیدہ
 سیدہ خط کہ گرد و برآمد
 و گرم نسبتہ کردم تو بشنو
 ہر آنکو قبلہ ابروے او دید
 گراز علش یکدیکہ قطرہ
 ہر آنکو دید او را بے خبر شد
 رخس چوں لالہ تر تازہ تر شد
 ہر آنکو دید دستش در کمر شد
 تو گوئی سبزہ گرد غنچہ بر شد
 تو گوئی کلفہ بر روئے قمر شد
 و را محراب بر سمت و گر شد
 جہانے مست گانے خبر شد

ہر اس تیرے کہ زناں غمزدگشاید جگر میشانہ سینہ چوں سپر شد
 جہاں تو دگر گئے نمودہ
 محمد را غزل وزن دگر شد

ز چشم مست تو عین الیقین شد کہ ہر کہ دیدہ اش بے عقل و دین شد
 ہزاراں آفریں با دایریں دل کہ باد و غم تو ہمتش شد
 اگر لطف کسند لعل لب او چرا غمرہ ترا کبری و کیس شد
 ز بے جہد و حبیب و دامن او چمن با مشک و غبر شریکین شد
 سلام اللہ ای ساقی غمہا بدہ پر پر کہ قسم ماہیں شد
 من از سوداے این خود سودا گردم زیان جان و جاہ و مال و دین شد

۳۲۰
پیر از گبری

محمد از کہ شد رنجور و لاغر

غمم شاد و بیت و بیخ من ہمیں شد

دل عاشق اسیر بار باید تنش آزرده و افکار باید
 لبش خشک و دوش پیش تربیعی بزمک زعفران رخسار باید
 باہ سرد سینہ گرم یابی تنش لاغر زار و زار باید
 غذائے او نباشد نان و آبے بخورون خون دل و کار باید
 ہوائے گلستاں او را نباشد خوشی و کشت او در حسا باید
 دیش نمکین و سینہ پارہ پارہ تنش رنجور و پر آزار باید
 بیاید تا کشد او حسام مستی برائے درد و غم ہشیار باید
 ہمارے عاشقان صائم ہانند بخراپت افسار باید

محمد عاشقان گمراہ باشند

برائے گمراہی سرکار باید

تعالیٰ اللہ چسپیں برین خدا کرد
 چگویم برکہ نام از کہ پرسم
 مسلماناں مرا سربا و سیرا
 شبے باماد رویے بودہ آم خوش
 فراق آں کلہ پوشش تبار
 ز درد و غم نبودستم شعوی
 ہوائے وصل تو مارا سبک ساخت
 نکر دست پیچ کس بامں وفاے
 کہ محبوب مرا از من جدا کرد
 نہم گردن کہ این جملہ خدا کرد
 خزیئے ہم بدر دمن دوا کرد
 طلوع صبح ما را در بکا کرد
 قمیص سستی مارا دوتا کرد
 وے آں نظرة الاولے بلا کرد
 لطیفے ناز کے ممشل ہوا کرد
 مگر کہ درد و غم بامں وفا کرد

کہ مرخصم
 بخوش نمودم
 بجا پوشش
 وکلدار

ز درد و غم محمدا بر خوری تو

بہ برخورداریت ماورد عا کرد

آں چشم مست او کہ دلم نرا کیے
 چشمش بگر کہ ہر طرف غلط مکنی
 یکسو با کنار از و کردم اتنا
 از لطف خود نہاد زباں درد ان بن
 وعدہ بخت نم کہ نمودی وز گنجست
 تیرے کشادہ بود بستم شکاری
 تن بازار ساخت بگر اکباب کرد
 غلطیدنش بہ بین کہجا نزار با کیے
 دوشنے و چٹکے زو ہر دو جواب کیے
 آوند خشک سوختہ را پر گلاب کیے
 رحمت خدا براو کہ بکارم شتاب کیے
 بر سینہ ام خطا شد و ترکم صواب کیے

خواب

اے چشم رو سیاہ چہ درد آں سنہ شون

بوفتح را ایک نظرے بینا کیے

یار آمد بوسہ مستم زد
 خوش وقت کئے کہ جام عشقش
 شاد و طبلکے گرم زد
 بر خورد و پیالہ دم بدم زد
 در ملک عشق او علم زد
 سر ہر کہ بدرود غم برا فرحت

نہیں

او

اے ہر کہ بدید عمل میگویش
او ذوق عشق ہر نور و دست
او قایل صدق و راست کاریت
معتوق پیش او خود آید
از لطف یکے کمنار بخشید
از صحن نبرد گوے او برد
ما هیچ حدیث را ندانیم
عشق آمد و جملہ را و کم زد

دلم

بوالفتح مست آن خیا لم
دوست آمد و بوسہ ستم زد

دلت تا برینے چوں نہ نباشد
بہرہ و میہانی یا ر گردند
اگر با کود کے پیرے بیازد
پس از دیرے وصال یار یابند
گزیند گر بکار ماحب دانی
جنامے این چنینے عاشقے نیست
ہزاراں آفسرین بر صانع تو
مجرائے خود اگر مرغے پریدے
اگر بوسے ز عمل او بخواسم
و نہ کاقتد فرو کسے ز خدائش
ز درد و سوز غم اگر نہ باشد
بوقت در یک ہمرہ نہ باشد
بریشش جز ہمہ قہقہہ نہ باشد
ز بس لذت بحر خضر نہ باشد
بجز اندوہ و درد وہ نہ باشد
عرسے این چنینے شہ نہ باشد
چنین صورت بدرد زہ نہ باشد
بیام آں نہ من رہ نہ باشد
از و جز غمفرہ و جز نہ نباشد
بوسعت عیش آں خود بیض نہ باشد

محمد عشق بازے نیستی تو
ترا از درد و غم اگر نہ باشد

منت خدای را که مرا عشق باز کرد
چشمش کدفتہ باز و غفرہ کہ غم زد
ہر کس کہ دیکہ ابروے آن نگار
ہر کس لب خراب ترا جام بادہ زد
تو عشق را مدان کہ کم از دیو یا پست
امی خواہ مقام کہ انجان و سرسینہ
ہر محنت و جفا و کستم بر تو میرسد
بوالفتح عشق بازی و انکہ گمان زد
او عشق باز نیست از و اختر از کرد

منت خدای را کہ مرا عشق آفرید
شبہا گذشت رو غنودن ندید چشم
ہر یک برائے چہ عقی آفرید
دلالت شوق عشق چہ باز اگر مہیت
تیرے کہ ترک عشق بہمت و کم نشا
بلبل باغ نعمت و از درد گل گرفت
در سہر اگر نمار در چشم رسم عشق
بر در قفا و کشتہ معلوم نیست قال

بوالفتح شیخ کہنہ دین تحفہ تر بہ ہیں

بر شوق کو دے کہ بر غبت شدہ نوید

ما را حیات بے تو میسر نمی شود
جز نقش تو بسینہ مصور نمی شود
تقدیر خواست چہ تو مثالی دگر کند
آخر بہ فکر ویدہ میسر نمی شود

ت
مرکز
کتاب

مرید

چیزے ہانتہائے کمالات خود سید
برے مزین نقصان دیگر نمی شود
حق تحقیقت است کہ اللہ قادر است
نقصان عقل باست مقرر نمی شود
بے نوا قناب و بے روش چرخ
این کلمبِ ظلام منور نمی شود
ایمان و کفر ہر دو زاینند ز اہل
طاعت گناہ ہر دو برابر نمی شود

ما را دے کہ بود بد بے پردہ ایم
نساخ رانیج مکرر نمی شود

و لعل

مرا با جہد تو کارے چافتاد
دل و جان و نسیم قربان تو باد
خیال وصل تو باد صبا ہم
مرا خوش کرد و مسیدار ندی باد
پریشان کرد و گیسوے تو دل را
بنغات برد و مرا فراد کار و اوراد
سرس و قد تو طوبی است و بیتان است
کہ در شیند بجز ابدال و اوتاد
دل من برد و کرداغمازو انکار
مسلمانان مرا فریاد و نسیا
نہال قدا و یارب طلبے است
مرا بر کندا و از نیخ و بنیاد
بخندای ز اہد و شیخ و مذکر
مرا بار رسم رسوایاں خوشفتاد

و لعل

ترا بہت عشق بازی رسم معناد
محمد تو ہمیں خواہ از خدا داد

دل و جانم فدایے آں جہاں باد
کز و ہر جانے شور است و فریاد
یکے گوید کہ دل از دست من برد
و گر گوید کہ جانم داد و برباد
چہ نالم پیش تو از ظلم و جورش
چہ گویم گرستم کار بیت و بید
چہ بنامی جفا ہر خط زان چشم
نہادی خائے بیداد و بنیاد

بدست یونفاے ام گرفتار
ابو الفتیہ مرا فریاد فریاد

بے نیازی ناز بازی میکند
تو نیازی جاں گدازی میکند
جلد دینہارا بیغماسی بُر
لشکر نمی ترک تازی میکند
سرور اہمال می سازد بیغ
بر گلستاں سرفرازی میکند
عشق اور جان میکنم خست
با کھو تر باز بازی میکند
لعل بخنے میکند کیوت را
دل بہ و ہمیش کار سازی میکند
عاشقے کو جعد اور میکند
دست برارے درازی میکند

اے محمد مر عشق اور

بی نیازی ناز بازی میکند

دردے کو دوا پذیر باشد
دل بے وجہاں گزیر باشد
جانے کز عشق مبتلا شد
اور کوشن دل بصیر باشد
چشمے کز غویا زبستہ است
مینا بنود ضہیر باشد
یک لحظہ نظر ز خوب رو
اندک نہ بود شیر باشد
از دین چپ رست غم نیست
محبوب چور ضہیر باشد
مجنون نہ کند نظر بخوبے
یلیش چوبے نظیر باشد
اوسخرہ کو دکاں بدخست
گر عاشق مرد پیر باشد
از گشتن با مال غم نیست
گر سروریت و سنگیر باشد
شما ہے و شہنشاہ است دل
کو جعد ترا اسیر باشد
بردست کشتی چہ زہرہ داری
گر جعد پائے گیر باشد

بو الفتح تو خواراں درستی

ایں خواروے امیر باشد

ہر کرادر عشق قوت شود
نفی ستیش با ثبوت شود

دھجے جہاں
گزیر باشد

دش

زلف اور امثال افغیاں ہر کہ دلستے زندیموت شود
گر کشاید زباں لب شیر افصح انکس درکوت شود
بیت و شعر کہ ذکر جعد و را خا از اش فغنسل البیوت شود
کہ میریایر آنکہ در پیست پیشگی سنگسارکوت شود
مہر و مدرا نظیر و فتنے نیست ور بود روشنی روت شود

اے محمد زو صل و بچہ

ہر کہ را درو عشق قوت شود

عشق باز شراب باید خورد مرست و در ہوش نجاید مرد
گر بخوای ہمارہ باشی مست لب خود بر لبش بیاید برد
نیت مقصود باوہ جوستی خواہ صافی ہوش و خواہی درد
غیرت کبریا بر آید گر چہ نبی و ولی بزرگ چہ خورد
عاشقان را بد محمد پند کہ شب و روز بادہ باید خورد

اے نظر باز ال دل کہ توئی

میر بوالفتح گوزمیدان

عاشقے کو شراب بر بخورد خویشتن را بدست می سپرد
پردہ کبریای عزت را زورستی وے فرو برد
عاشقے صادقے است فادو کرپے یار خود ز خود برد
عاقبت خیر بادہ نوش نیست مست و بہوش و رخسار مر
ہمت تو ترا وادارد کہ در دین و آل جہان بخرد
طاہر ہمت تو تیز پرست ہم ازاں درو آورد پرد
اے محمد بلند ہمت باہا عشق را قوت کرد تا بخورد

مدح
خارہ مرد

بلبلے باش گلبنیں را بجنے
نے خرے کا خرے قناد چڑ

گریار رہ صف گدیرد درو دل ما دوا پذیرد
ہنکس کہ شہیر عشق گرد زاندوہ درو غم نمیرد
سر حلقہ پیشواے زندہ نست آنکو میں حب دیار گیرد
بوافتح امید ما برآید
گریار رہ صف گدیرد

حن رخ تو جمال افزود جان و دل و دین تمام آسود
بیک لخط بچکے کہ دیدی جاں را بر سید عین مقصود
سرست خراب کرواں لب از دورا شار تے کہ بنود
اے واے ہزار واے بر تو گریار تو نیست از تو خوشنود
عشق آمد و رفت عیش و عشرت صد محنت و بچ و غم ہایود
نبیا و نہاد عشق بازی جز و رو و بلا نبود مقصود
اے عاشق خوش بخش ملا عشاق ہمارہ اند محسود

بوافتح نشان عشق فرما

چلویم زونہ حدیث نہ محدو

ہرچہ در عاشقیت پیش آید گرچہ نوش است و گرچہ شیش آید
بر سر کوہینہ و دودیدہ بنہ زیر پس کم نہ بلکہ بیش آید
پیشہ عشق ہر کہ شیوہ گرفت در دوا را بجلے کیش آید
اے جواں مرد عشق بازی نیست عشق را شیر مچوں میش آید

اے محمد خدایے را پرست

مردنابد بروں زنجش آید

رذیفہ

نے ممکن وصف و جاتی تقریر
از دست کمند گلیو انش
آں کمیت کہ مسیر و دہر پچیر
پائے دل دوستان زنجیر
استاد محلمان باہل
پس ایہ خستہ ران کشمیر
ایست بہشت کہ می شوی
کز دیدن او جواں شود پیر
در بلغ وجود سادہ بنگر
صد گونہ بہشت گشتہ تصویر
یارا سہ ماہ استانت
رفت است بریں حدیث تقد
سوئے تباں ز سر سرونہ
ورنے خرے شوی تو ای پر

خرے

بیچارہ و مبتلاست بفتح

تدبیر شش چہیت تک تدبیر

بش حب و سرین آں تمکنا
از لعل لبش کہ می چکانت
اوبار نمود و روے اے یار
نہرست شدیم بلکہ ہشیار
انستم ذوق مستی وے
گر بہت بولے کشتن ما
آہستہ تھے برآں سبکتر
من سر بہ نہم توتین مسیراں
ایں را ندن تیغ ذوق را ندن
ہر دو ابدی شہنشاہ محمد
تو سرچہ کنی بدیدہ و سر
دو بار نمود و روے اے یار
نہرست شدیم بلکہ ہشیار
کر دیم ز تو بہ تو بہ صد بار
مارا بدست محبہ مہار
تا گیرم ذوق درد بسیار
لیکن بہزار ناز و انکار
میخواہم از خداے جہا
با محنت و درد و غم گرفتار
دارم و لکے رمی و فدا دار

اوبار نمود
و روے اے یار

نمود

سہ ہر دو کشتہ نہم ذی الجبر شہنشاہ برائے کتابت و ادند

ایں عالم پر زخوبویاں است

الحق کہ پیش تست اقرار

شاد باش اے عاشق دیدار یار

غرقہ در دریائے متی و غوشی است

ہر کہ با خوابش است است غاست

جدا و دیدم رسیدہ بہ ستر

ہر چہ از بایے رسد خوشتر بود

جرعہ یا ہم اگر از حبام عشق

اے کہ پندم میدہی از بار دل باز آ

سر کہ با خوابش شیند خیر و از جان چہاں

عاشق و دیوانہ گرد گم کند صبر و قرار

باداد اوں چوں نباشد ویدن رخسار یار

گلبنای را بر فراید و لہراں راحن و ناز

تو نظر بر خوب داری نقد و قامت بنگری

آں سریں و آں کمر آن جہ تو دانی کہ چیست

قدسی گر صورت بازی نمود دست مر ترا

گر تو دنیا می پرستی عاشق موی نہ

پاک باز و پاک باش و پاک بان و پاک دار

نیست اندر ہر دو عالم ہر یکے اندر شمار

آمد گہ آنکہ یار با یار

گیرند گستاخ و بوسہ و رکاز

پس دیرے آمد و ز دوری

ز اس سیدینہ بی بیہ سودا سر بار

حضرت سید کبر جینی این غزل را در جہان الکمل در لغو فارسی شہرہ اسم ہر ستر شہرہ و نیز در لغو فارسی شہرہ بہشت و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ راجع فرمودہ اند

۳۰

کا زبور آواز
بکار بود آواز

صدر راحت زان مہر و نور
گیرم کہ زکار بود نہ آزار
از سر و برستی بگویم
چہ ہے است دراز بے گل و آب
از قامت یار من چہ پرسی
پر بار گلے است خالی انخار
سروے است و لے چہ اوارون
ماہے است و لے بے نمک و
عشق آمد و غم ہم برآید
بر بست فراغ رخت را با

بوافتح میرزا محمد
مسکین و پر غم گرفتار

مایم بدر دل گرفتار
مایم سیراں جفا کار
مایم بوجہم غسل مغتوس
مایم و خیال خال آں یار
سوداز دکان زلف اویم
حیراں شد و گاہ آں شمع کار
مایم سلیم و دل شکستہ
زخمی بزدست آں سیہ مار
افسون چکنم اثر ندارد
ماہے بگزید عشق لے یار
ماہم بہ چوس بہر گرفتیم
بر شکل و ذلف یار زمار

را
و وجد

مے نوشد و مے فروشد آن ت

بوافتح محمد است می خوار

آں جواں راست قد کثر رفتار
جگر و دل بخور و چوں گفتار
آں جواں کبر سرین است ہر کہ بد
رو کند او نماید استدار
غمزد اش تر گے است خونیز
لعل او بہت ساقی خوں خوار
گشتہ ام من اسیر زلف یکے
سخت استوار بر جفا و فکار
جعد او خاہنہ خراب کند
سینہا را ہی گزد آں مار
پدرش تا کہ دام بد بختی است
مادرش تا کہ ہست آں بدکار

مہر

کر دیو الفتح بس گناہ عظیم یک نظر شد ملائے او ہر بار

ترا حسن و نہک بازی بسیار
ترا جعدے سرافرازیت کمرش
بہیں ہر دم کہ چشم چو نہ غلط
بیک شکم دو عالم را سبازد
نہ بد در ملک بالا هیچ سروے
سز نقش عقیل ماقلاں را
اگر خندہ ز نعلب را کشاید
و اں بستہ شود ہر قایلے را
کے کو خال و خد تو بدیدست
کدام است او کہ با من عشق سازد
روائے کبر رایی در برین
از اربے نیازی کردہ اطمینان

شنیدی این غم آنرا برآمد

بر آں کوہ سیر افتاد چوں خواہ

بدام حبس آن شب کرد و رک
چہ شیریں بازی است این عشق باز
ہمہ شب با جوانے مست نختہ
زہے ذوق و خوشی و روح رست
و تار و قز باشد بس بنبہ
ببازی عشق و رودی ننوشتہ
مبادا شکل من دیگر گرفتار
نباشد گرد و تلخی گفتار
کنار و بوسہ ہم بود و رک
زہے مستی خارش نے نہ افکار
ترا اگر کہ سرینے کرد سنگسار
تو خود را در جہان انس شمار

نعمت زاکر برآمد
غمم را چوں آمد

بر آن حبس شب

منم تنہا و تنہا باد زلفش
سمرے نیست گویم با کہ اسرار

گز قفاری ما آزادی ماست
ترا من بند و گشتم ز اسرار

ترا سوئے جعدے گر مرا قفاد
ازال حلقہ بروں شد سخت دشوار

پیرس از من محمد چو نہ تو

گرفتارم گرفتارم گرفتار

درختے دیدہ ام سرفے ...
 زہے حسنے کہ دارو اس جوانمرد
 سینہ خالیست برعل لب او
 زخوباں ہرچمی آید مہر غیب
 بہار آدجہاں راتما زہ تر کرد
 کہ بارش بستہ بادام وانا
 دل و ناز و کرشمہ بستہ بسیار
 حبش بار و مہر شد زادہ سبکیا
 وریغافیت کس زیشان فادرا
 بجائے گل یہ بستہ در و دم خار

محمد راز حال اوچہ پر سی

گر قنارم گفتارم گرفتار

من ندارم هیچ و لبندے مگر گیسو پا
من ندارم هیچ و بجھے مگر گیسواں شمع
عشق پھول کہنہ شود ادا دے کہو
صدر ہزار غمت و دولت بود جان
گر بدست غمیش خن من ریزی و ست
زہد اطعنہ مکن روعب اکن بخط

من ذرا رم ہیج
دوسو گز گراں آست
عشق کہنہ چوں

اے محمد بار! من گفتہ ام من بار!

زینہار از عشق بازی زینہار از نینہ

ندیدم بھجوتو ایے سنگار نیابی بھجومن دیگر گرفتار

۳۵ اس نخل صرف اور دیوان نمبر (۳) یافتہ شدہ آغزا انعامیہ صدر عدوایہ مطاع را کر کم خوردہ

ندیدہ چشم تو الا کہ غلطید ہر اس مزدوم کہ کردہ بخطہ کیبار
چرا شد مبتلا جان و دل من ترا حسن و نمک گز بہت بسیار
نہا دم سر جو بر در رحمتہ کن بنہ برفرق من کف پایے کیبار
بہ میگون او مے خوارہ بہت کہ جام عشق ازو گشت برکار
محمد جان و دل را تو سپر ساز کہ ترک غمرہ تیرے میکند بار
مثال قلاب تو سین است لعلت میانش حلقہ کردہ خط پر کار

ت

ابوالفتح ابوبس کن محمد

زبان گرد آراز اظہار اسرار

دل بل آرام دہ جاں بجواناں سپا خانہ بیغمانہ روخبر بات آر
یک قدم پر بنوش لذت مستی گیر تانہ ناسی کہ چیت مقصد و مقصود کار
خانہ طامات را نیک مرفع کن کشاک تر بات با سخت مشید برآر
زاویہ زور را زارت زویز باش زامد و عابد بگردہ چو یکے زار و غوار

گرچہ محمد شدی مثل حسین و حسن

دل بل لا آرام دہ جاں بجوانے سپار

دل بخرابات خرابی سپار بر سر خم خوش نشین برقرار
شاہ خرابات نگر دی صدق تانہ نشوی بر در خم سار خوار
جامہ تقویٰ بیکیہ جام خر باز تو دستار گردنہ قدمے دست
حاصل دنیا بجوے ہنم سر بادہ بخور وقت بہ مستی گذار

چو

ابوالفتح ترا نیست جز این شیوہ

خمر خوری غم مخوری از خمسا

غنیمت دار خود را لے برادر دے بارے زیبا خوش برادر

خیال و ہم را در گوشہ نہ
بنقد وقت خوش باش لے برا
دے چنداے سپرداری شمرده
مستی و خوشی آں را بسر
ترا باید کہ غلطی در بردوست
و گرنہ او قنادہ باشش بر دور
بساط زور را بر پیچ و گرد آں
کہ دکان رفتیم ہست و نہ زر
اگر سر را بازی خود حریف است
سرت باز نمی دارد و برابر
قد موزوں او سخی است سرو
لب میگون او شہدایت شکر

محمد چوں ندیدی غیر حق را
بکن تخریمہ گوایند اکبر

ہر کرا با جعدا و فتادہ کار
ہر چو من دیوانہ گشت و بقرار
کاد
ہر کرا ادا بار و اقبال است بکا
رست از افکار و از رنج و فکر
گرز جوہر یا رنا لیدن رواست
معنی فاصبر چہ شد اے شرمسار
با جوان من شبے خوش بودہ ام
بوسہ بود و یکد و کاری با کنا
او ہی از ناز می نال سید زار
عشق من افزوں ترے شہ پایدا
گلبن جانم ہیں شد ناز و تر
بوستان را تانگی دادہ بہار
لعل میگونش مرا یک جہ داد
مدن خرم و لیکن مست مست
مست گشتم لیک متے ہوشیار
مست متم لیک مرد ہوشیار

شاد باش لے سید بفتح ما
عشق می باز و لیکن باوقار

مہمت در سمر ہوس بسیار
میرے در حضور حضرت یار
یار اگر وقت کار یار نہ شد
نہیت اندر حقیقت او خود یار
ہر چہ خواہی بکن تو بر سر من
کردہ ام من بہ بند گیت اقرار

سالمہا شد کہ عشق می بازم نیست حاصل مگر کہ درد و نگار
عشق آمد و جو درخت بہست ہیچ نگذاشت جز کہ نار و زار
بر دل تہاں اگر غمے نبود بر دل بندگان خویش گمار
کنم از عشق یار تو بہ ولیک زلف بے جان نہست بہنجار
فہم و عفت لم کہ باقی است عشق بہت اعجوبہ و گراں کار
عاشقے گروصال دریا بد در و غم دردش بود بسیار

اے ابوالفتح ہر کہ عشق بہ بخت

از ہمہ کار را شد و بیکار

ندیم این چمنیں یا اے تنمگا ندیم این چمنیں خوبے دل آزا
بریں نکل و شامل خلف و عد نزایدا درے کو دک و گربار
ہمہ بیگانگی با آشنا یاں سہی از دوستان سہوارہ آزا
نہارند دوستان از دے نصیبے مگر درد و بلا و رخ و انگار
بلایے من بہ بنید اے عزیزاں دل و جا غم شدہ اور اگر فتار
بہر وہ جان و دل منکر شدہ زل کجا گیر و کسے کیں گرداں کار
ندارم پائے گیرے دست آویز بہاندم من اسیر آن ستمگا
چہ گویم تا چہ نت نہ شوخ و دیدہ مرا بوسہ و ہر چہ نک براغیار
نہا شد این چمنیں سر دے باغے چمنیں موزوں و زیبا لکے قفا
ندارم تا چہ افسوں خواند بر من ہمہ شب این دو چشم مست بیدا
محمد دست او نہراید فریاد گرفتارم گرفتارم گرفتار
مرا سہوارہ عجز و گریہ زاری ترانا زو کرشمہ بہت درکار

ابوالفتح چاہی نانی ز جویش

۳۰
گویم کہ کجا کرد
پاکیزہ
ندارم

کنوں ہاں بس کئی گفثار و کردا

مہر کرا با جعدا و افتاد کار رفت از خود شد خراب و بقیار
حالت دشوار مارا بسنگرید تا چپچیدست مارا روزگار
لعل او میگوں است من مستیم نقل گازے بہتے اں لب بنگار
شاد باش آن شراب لعل او مست می سازد و مرانی از خمار
وصف آن لعل و دہاں او شنو لعل او میگوں و بہن سکر نثار
در پس کوہ و سرینے ہر گرفت مدبے است او مدبے پس نگار
قد موزوں شکل زیبا و چومہ رخ چوالالب چو پتہ گل غدار
چشم خنداں جبہ تاہاں تر زخو ای محمد تو زباں را گرد آرد

نگار
از بے نیاز

آن حریفے نیت کو در وصف تست

تو نہ کا سجا ترا باشد شمار

اگر مشغوقہ چسیدست و رہر تنہا ہاں مہر گرو دمیتر
زہے جاہ و جمال و سرفرازی کہ گر میرم نہادہ بردش سر
مرا خواہی بخواں خواہی ز خود راں خواہم من کہ برگیم سرازور
ز خون من بکن صورت وصالے بکن شخصین را یکجا مصور
قد شیریں تو از نیشکر بہت رخت تاہاں تراز بدر منور
بتا پیرایہ زیبائی از قست جوانی ہم ز تو آراستہ تر
کر شتمہ ناز تقسیم از تو گیرند فریب شان ز تو گشتہ مقرر
شراب بخودی آن لعل میگوں کز آن یک قطرہ است آن جام احمر
نبودہ در پیالہ ہیچ مستی نبودی کز مثال بدرافسر

خسیت
جلال

محمد خوب راہم تو شناسی

کلام است از خدایا انیمیمبر

ترا حسن و نمک حق داده بسیار	مرا از جان و دل کرده گرفتار
دماں تنگ تو گوئی نمکدانست	لب شیریں تو گوئی شکر بار
ترا قدے است چوں سرور و آفتاب	کند و رنگتن چوں کبک فرتاب
گداے بر درت آمد بخت حاج	مرا تو آں گداے خویش شبها
اگر بیند رخت آں شیخ زاهد	فرو و آید از و آں حبابه پندار
کجا آن سخت و آں دولت که حق داد	که میرم بر درت با رخ و آزار
بیاراں گرد بستانے نگر دم	که کوئے تو مرا بهر تیز گلزار
مبادا بر دے در دے که مارا	ندارم مونسے نے یار و غمخوار
محمد راز حال او چہ پرسی	که مسکینے ورنجورے است بیگنا
مرا صوم دوام است اے برادر	بوصل یار خواهم کردن انطاس
نباشد هیچ خوبے بجفائے	ندیدم گلبنے بے زخم خا
اگر شعرے کنم در مدح لعش	مجاور گردنے در کوئے خمار

ابوالفتحی ترا وزنے نباشد

مگر نظمی نویسی بہر آں یار

عشق بازی نیست بازی ای سپر	عشق بازے بہت کارے با خطر
عشق بازی گفتہ ام او تو آں	عشق بازی راست مخلوقے دیگر
جان و دین و دل بیاز و کنش	منته بر خود نہد یا بر جسگر
سرو قدے ماہ رے گل عذار	سیم ساقے مہ جبینے لالہ بر
یک شبے ماہر و کیجا خستہ ایم	بود بوسے و کنارے یک دیگر
ہر چہ او فرمود من داوم بدو	من از خوشنودا و خوشنود تر

عاشق و معشوق نامے کردہ ام ہر دو یک شخصے است و اندوہا
ہر کے را بہر کارے آفرید عشق بازی را بدر و یک سپر
فارغ و بے درد بودم از کجا او قنادہ بر جہاں او نظر
ایں دو چشم یک ملائے بزرگ است عشق بازی نیت کاے مختصر
ہر کجا کاریت یارے ہم بود عشق را یارے نباید کم نظر

برود و بجز نظر

از محمد پرس حال عاشقان

عشق را باید جوئے کم حذر

اگر سوداے زلفے ہست در سر غم سود و زیاں اے خواجہ کم خور
چہ پاک از طعنہ و طنز ز فقیہاں اگر معشوقہ خوشنوست در بر
بیانا یکدگر عیشے بر نسیم درے بستہ رقیبے شستہ برو
ہمہ عالم را و اساعتے باد کوشنید یا سیمیں تن برابر
توئی ہموارہ و گرفت و تخیلی زوے محروم ماندہ کور و ایں کر
زہے عیش و زہے ذوق و زہے وقت کہ گشت بلوغ ہم باوے میسر
محمد را فرو داری چو درگور زہے روح و نہیے راحت سرا

زلف

رقیبان

عورت

ندانی گر کیے مردار مردہ است

بجاناں داد جاں شد زندہ از بر

مے انگور شد ز من مشہور خانہ می سر و ش ہم مذکور
شاید از راج ما و ا دیم جاہ و جان با خیم ہم از دور
عاشقان را ملا متے مکسید عاشقانند در جہاں معذور
خوب را ہیں دے بیک نظر ورنہ باشی سیاہ رو ابے نور
پرتو حسن یا حسیراں کرد جن بودست یا فرشتہ و حور

یا فرشتہ باو

غمره اش از کس نبزد زخمی چشم رنجور گشت دل مخمور
شاد باش آں دامن تنگد هم بوجم گمان است دل مسرور
سرور اتو طلبند بهمت شو از چه بجن می شوی مسرور

یا محمد مہین حکایت گو

بادہ صاف ساوہ منظور

سوارست می آید کلاہ کج نہادہ مر دہن تنبول پر کردہ قباہے حسن اندر
ہر آنکو دید یکبارے بسوگندت ہی گوید نزا اید ماور گیتی جو آنے ایں چنیں دیگر
بجہد اند چنانستی کہ ہر کس در ناست ولے فموس می آید نداری تو و داد سر ہوا
لب میگون تو یا را ہمہ کس یزباں گویند کہ لعلت پاک پاکیزہ چکد زو بادو احمد
نمک حنہ کہ تو داری جہانے مبتلا تو نداری با کسے سر خوش سخا نی بیج را در بہ
وگر در بر میسر شد زہے دولت زہے عزت وگر نہ زینہار از تو گیری سر ز پیش آں در
نہراں آفریں با دہنراں شاد با شہرا کہ من معشوقہ دارم نہ شنید با کسے در بر

محمد آرزو دارد کہ خوانی بندہ تھم

خداوند میسر کن مرا این دولت کبر

اے چشم شمع دیدم مردم تو شرم دار در ہر طرف چہ غلطی ہر خطہ مست دار
ای شیخ و اے مذکور اے زماہ کہن بہر خدایے را کہ ز من پسند گرد آرد
تضعی وقت کم کن و تشویش را مدو تو خود بوقت خود شو ما را مبالغہ گذار
روزیکہ عرض محشر آزادگان شود جزم و عشق باز نیاید دلائل شما
اے طالب نجات تو دانی دایں نجات با آتش محبت ما راست کار و بار
ای عورت عتیقہ و اے سر دپار سا در عشق بنے زراع بود مرا بوسہ و کنا عقیقہ

تو با خوشی و عیش فراغت بباش خوش

بوالفتح راز محنت و درد و غماں سپا

من گیرم جو بیاں سر و قد و کُنا
راست گوئی بہت سرف و کنار جو نبار
کشتنم را وعدہ کردی موجب تاخیر حیرت
نقظر بردن فداوہ ماندہ ام شتاق وار
از لب میگون او گر قسطہ می چکید
عالی سرست گرد کس نہ اند ہوشیا
تا سرین و جہد او دیدم پریشان گشتہ ام
بر سر ہر کو و بازارے و کوہ و کوہا
نکار جان و دل اتیار کردم بلکہ دین را با ختم
یاد گلے زان رخاں مارا نہ اند جز نگار
تا چہ خونہا خوردہ ام از بہر این شیریں لب
وہ زبان چپ و شیریں ہم نبودہ سازوا

ای بوالفتح محمد صدر دین گیسو دراز

مختصر کن چند نالی قصہ خود گرداں

ہر چہ از دوست آیدت بہ پذیر
گرد ہر رخ و غم ہم پیمینہ بگیر
گر ترا دوست دوست میدار
نہیست جز این دگر ترا تدبیر
بندہ بندگان حضرت شو
در صف عاشقان بباشن اسیر
جہد او خانہا پریشان ساخت
وہ کہ ہر جا بنی از دست نفیر
اے کہ از روے غیب بستی چشم
چشم بندی کن خراب کردہ بصیر
عشق بازی اگر محسوس داری
درد و غم را بدل بس از خمیر

عشق بازی ہوا پستی نیست

عشق سلطانت بی شریک ویر

رؤفنا

شعاع آفتاب مہر افروز
برآمد صبح گہ روشن تر از روز
فروغ شمع از پروانہ پرسند
چہ گوید جز مزید سوز پر سوز
سہ بروز مجہد ہم فی قعدہ نشاندہ رقم فرمودند

نقد رہو وجودے جامہ دوزند بلا و غم لباس ماست و دردوز
 مرا زیں سرو قامت رویے گلگون بہا تازہ ہر بار است و دردوز
 بہر سینہ است دل آئینہ غم چگونہ جان رود زان ترک فیروز
 گزشتہ است دینہ فردا تا بیاید بنقد وقت خوش می باش امروز
 محمد خیرہ کردہ است دیکھو قس

شعاع آفتاب مہر افسروز

اگر چہ پیش رفتی کہن ساز محمد با جوئے عشق می باز
 کنارش گیر در بر کردہ میدار بہشتے کردہ با حق باش ہمار
 دلا در دیدہ فیضے ہم از ان گہ یہ نہانے حریفے کردہ دم ساز
 صفت پیری چو آہن سرد باشد ہاتھش عشق گرم ساز بگدا
 بدل کن صغف پیری را بقوت جوئے باش مرست و سرفراز
 جوئے را بر کن ایہا شیخ کشیدہ سینہ پانہ بعد نماز
 بسا سینہ بسینہ لب لب نہ بگیر ازوئے نفس چوں نفع اعجاز
 برہنہ کرد پیرا ہن بروکش کنار یکدوئی و بوسہ با گاز

ابوالفتح امین است عاقبت خیر

ترا با ہشتیاں کردہ اندام ساز

شادی بر روزگار جوانان عشق با فاع زبون بود از خویش بی نیاز
 دل بریکے نہادہ از دیگرے خبر گاہے بدوق بوسے گاہے بد گاز
 بت را چمی پرستی امی شکر لید ابروے یار من بہ میں است کن نما
 عین العیان بہ بیستی آن عین بی عین یکصورت حقیقت در پردہ مجاز
 خانہ خراب کردی بے جدہ ہوا ای سید محمد و اے گیسوے در آ

لے در جامع الکلم در ملفوظ روز بخندہ غم ذی السجہ اندران یافت لے در جامع الکلم در ملفوظ روز و شب نہم ذی الحجہ
 منشدہ مراند راج یافت

ن
 بدل دینہ فیض
 آج ان گہ

ن
 کشیدہ سینہ پانہ
 بعد نماز

ن
 در غم کرد و ابرو

بالو لے پریشاں در گوشہ گلستان ساز دے آں ترانہ عشاقِ بابا

سعدی نظر ہوشاں یا خرقہ در میان

و ادست بحق پندی آں پیر سیمہ باز

بہک
جوانے

در جوانی با جواناں عشق باز پس ز عمر خویش بر خور سر فراز

عمر ما در بند گیت شد بسر نیتی تو خواجہ بندہ نواز

خوندا کاراں بندگاں را پرورد نیست از تو جز ہیں سوز و گداز

از لب تو خواستم یک بوہ چند شیوہ چند مکر و چند ناز

سر دہم در حسن و زیبائی شرت بیش حسن شد تو چہ بے دراز

گوشہ ابروے تو چون قبلہ است شک ہیں افتد از انم در نماز

پند تو در دل ندارد و چوں اثر لے مکر چند خاکے ترا اثر باز

را
سردم ارجن
نیکیا کمر است

عشق بازی بر محمد فرض شد

فرض عین است با حقیقت نے مجاز

مازینا بغر و عفت و ناز بہت بیار را کرشمہ و ناز

ہفت زیب و فریب بیشتر ک پاک و پاکیزہ باز سر اسرار

سرفدا بلند بہت باش مود را زادر و در حپہ فراز

از ازل تا ابد نہاں میاں پردہ بر جمال خود انداز

گر تو راضی شدی بیک نظر غرت و رخ گشت آں اعزاز

خوب رویا تو خود پرستی کن خود بخود باز ہم بخویش ببا

این سیر و چشم اگر میند سوے تو من کھن از و اغماض

ور بہ گرد و لیر و شون شود باشد ادھر طرف نظر انداز

بہت زیبا و خوب
بیشتر

من نخواہم کہ کس ترا میند

ای ابو الفتح ہسم بخود پر داز

رویشین

تو شمع حسن را پروانہ می باش	لب میگونش را پیانہ می باش
کمند جدا و بر حلقہ دایم است	میان حلقہ اش تو دایم باش
بیش سرو قدش پست میگردد	شکال گمیوش را شانہ می باش
ترا ساقی اگر جامے نہ بخشد	شراب عشق را میخانہ می باش
وصالتش گردد ریختہ دارد از تو	حدیث در در افسانہ می باش
پریشان کرد زلفش سرور را را	فراہم گشتہ تو در خانہ می باش
ترا اگر کہ سرینے پسترا نداشت	تو سنگین دل شو و بیگانہ می باش
چرا سوزی محمد از فراقش	تو شمع حسن را پروانہ می باش

ابو الفتحانہ متانہ سرخوش

لب میگونش را پیانہ می باش

گر بنوشی شراب صاف بنوش	در چو شنباس صوف بنوش
گر بخندی بذوق حسن بخت	در بگرگی بدو حسیب رخ و خوش
زہد و تقویٰ بہ هیچ نفروشد	گر فروشی برائے بادہ فروشد
بچو دریا شود ترا بگبیر	در بہ شوری جو چشمہ کوہ بجوش
ذوق سستی اگر تو یافتہ	رو بوسے شراب گیر بدوش
بادہ نوشی بہر بازار	مست غلطان شدہ دروئی از تو ش

اے محمد را سخن این تذویر

استکارا شراب صاف بنوش

خواجہ جن فہمک را ای محمد بندہ باش
گر بر اندازد دست آں شاہ من بسیار بار
تیز ترک غمزہ اشس گر چہ خطائے میکند
زلفش از تاریک کے دست جان و دین دل آ
آمدہ جعد را گرا و کشاید خط آزادی دھند
مردماں برد و درج تو اگر گریہ کسند
گر بدر عشق مسبری کن مبارکباد تو
در تو سر سے بہت فون لیک فون از تو بہت
نیک خواہے گر نصیحت میکند از کار عشق
جابل و عامی شور بر حسن نو خطاں بہ میں
بادہ نوش خوش بزی و عیش مسیران مہم

نرجس گور رو
آمدہ نو بہان خند
ماں

اے ابو الفتح محمد عشق خود کامی بہت

تو چو رویشی در ویشاں از بخندہ باش

کہنہ پیرا شراب کہنہ بنوش
گر بخو اہی مدام باشی مست
ساعتے تیز و ہوشیار مباح
بادہ را آن قدر بباہد خورد
نوبرے را در آرد را غوش
لعل میگوش را بلطف بچوش
نقد اگر نیست صوف و خز فوش
تا شوی مچو من بروں از موش

اے محمد مدام بادہ بنوش

باش پیوستہ با خود و خاموش

رویت مہم

تن خاکی من اینجا دلم در مرکز جسام
تن و جان و دلم کم شد نه اعجب به کار
اگر زاهد شدی یار لباس پشم در پوشم
اگر در خانقہ آئی منم آن پیر دین پرو
اگر در کعبہ نشینی مجا و کعبہ من بزم
اگر در مدرسه داری جدل گفت و شنیدم
سخن در منطق اگر گوئی مرا آنجا کلامی است
منم واضع اصول دین محمد کیت و بویوسف
اگر تو بدعتی داری خلاف سنتی سازی
اگر در اخترانستی منم استاد چیر و دست
اگر در ساز موسیقی نوائے نغمه آری
منم سر طائفه ایک مرانامے و بانگے بہت

دلم در مرکز جاست جاس آنجا که جانم
کسے جیاج سخن گوید من آن گویا سے جیاجم
وگر زنا بر بند سی ہسی دین را بگرداغم
وگر در مسجد باشی غلام می فرو شام
وگر در تنگدہ آئی من آن قیس رہباغم
نکات علم پر دازم خلافت را بدر شام
کہ فخر رازی و طوسی شود شاگرد و رباغم
سخن در شافعی کم کن کہ من استاد نغماغم
جمال الدین محمد راز سر طلبم پس راغم
چہ سازد ہاکہ من سازم چہ صورت افزاغم
من آنکہ میر بولی ام صہی بادف و سکہ باغم
نراز صورت و بانگے ہم غزل با قول افزاغم

مکاحدی

اگر تو چاکر سی چند سے نغم بردوش خود غاشہ

وگر تو میر سلطان من آن سلطان سلطام

بیانا کیدے فسلغ نشینم
چہ داغم تا چہ فردا پیش آید
شوہم خاک راہ یار گردیم
ترا کمتریں حبشی غلامیم
سخن از خال و لعل او چہ گویم
کجا حسینم روئے یار محمد
چہ دانی تا چہ لذت دار و لے یار
گلے چندی ازیں نگزار چسینم
بیاتا روی کید بگرہ حسینم
بود ہم در تہ پایشن حسینم
اگر میر خطا یا شاہ چسینم
بستہ تار یک و بست تار یک نغم
کہ سایم بر کھٹ پایشن حسینم
حکایت دوستان ہم شبنم

محمد گزہ مرد درد عشق ام
بدن کہ کوہ کے طفیل خرم

بتا ماگشت گلزارے گزیدیم
نوائے بلبلان در گوش کردیم
نشانے یافتیم از بوئے آن جیب
جو ان ماست سروے کبک رتقا
گلے چندے ازین گلزار جیب
حوالے گلبنان در غیش دیدیم
کہ یخ دوستی در دل کشیدیم
مخال جیب گل داماں در دیدیم
خرامے کرد سرو ماہ گلزار

جہاں گلبنان پامال دیدیم

جز راہ خرابات در کوئے ندائیم
ما دامن الحمد و توحیات نگہ بستیم
جز نقطہ تلبیس در نقش بندیم
جز کاسہ پر خمر در دست نگہ بستیم
ما مرکب ہمت بجز آں سوئے نرینیم
ما کعبہ آفاق عمارت نہ کننایم
جز نکتہ طامات و در حرف نخوانیم
در خانہ ششدر نہ کہ بہار جوینیم

مارا تو محمد چہ شناسی و چہ دانی

آخ ز کجا نیم و چہ پیویم کیانیم

ما عاشق و مبتلاے یاریم
گمیریم نہ ایم در عداوے
ما کلبہ زہر را بسوزیم
می باز و حب با شورش
دیوانہ زلف آں نگاریم
خود را ز نگار در شماریم
میگون بے چہ یار و یاریم
زہنہاراں سیاہ ماریم
در کشت ، نا جوے بکاریم
دربارغ و ناچو گل نروریم

تا
بار و جان
کہ گزیدیم

و در کشت
فرزیم

گرا ز سر جان خود بخیزیم گیریم لبش مویس پراریم
صد عزت و دولت است مارا افتاده که پیش در تو خواریم
تا صید کند حب راویم فراق بر بستہ نگاریم
در محابس دوستان گلستیم بر سینہ دشمن تو خواریم
مانا مہ نام و ننگ ستیم
رسوا و فضیح و شرما یم

دور وے تو آں جہاں دیدم در صبح خدا کمال دیدم
ابروے ترا سجود آرم چون قبلہ اہل حال دیدم
اہل سخنم وے ز بانم در وصف لب تو لال دیدم
یک روز بگشت باغ رقم برقد تو یک نہال دیدم
ترکیب وجود آں جوان مرد بر نقطہ اعتدال دیدم
گویند بسر و دخل ماند من طوبی را مثال دیدم
گر حکم کند بجاں ابوالفتح

از جان و دل اتشال دیدم

پیش از دیرے جہاں یار دیدم رُخ زیبائے آں دلدار دیدم
شبے با ماہ روے خوش نمودم دو چشم نخت خوبیدار دیدم
خوشی و خرمی افز و دولت غم و اندوہ را دربار دیدم
بزیر سایہ سروے نشستم نہال آسودگی پر بار دیدم
بساط کامرانی را گزیدم دگر کوہا لقاں را خوار دیدم
بہر بابے و فرحت کشا وہ درون خانہ خسار دیدم

محمد دیر باز از یار دوری

ملہ بروز جمعہ ۳ شوال سنہ ۱۰۲۵ ہجری قمریہ روز ثلثہ بروز شنبہ ۴ شوال سنہ ۱۰۲۵ ہجری قمریہ
عطین مصر و در ہر نہنہائے نقول عنہا و نسخہ جامع الکلم مشکوک نوشتہ شدہ است

دیار یار را دیار دیدم

گر با سر زلف تو نازم چه کنم
و با غنم و سوز تو نازم چه کنم
از یار اگر بلا رسد می شاید
چون بوسه زخم اگر نگازم چه کنم
در بسته اگر بناز و بازی شمیم
گردست در آن سوزن فرام چه کنم
گردست رسد که سر خیم در تپات
آنکس نه که خود بخود فرام چه کنم
آن سرو قوی که سبزه آرد بار
کوسر و بگو که من درازم چه کنم
گر گوید خواجه کال فلان بنده هست
انکه چه سزد بگو که در گدازم چه کنم
محمود اگر نمی خرد بسنده خود
ای خواجه اگر چه من ایازم چه کنم

گفتم بغلط بری نمیگذارد خود

شرمنده شدم می گدازم چه کنم

شب به با ماه روی خوش غنودم
مهر شب در کنار و بوسه بودم
لبه بالب بزم پیمیده مانده
همین سینه بسینه یار سودم
چه لذت داشت آن دشنام داد
که گاه اعتناق از و کس نشودم
و افتادی میان ما گذشته
هرامی گفت بد من می ستودم
در آن حالت محمد را به پرسند
مغم تر سا و یا مسلم چه سودم
منم او او من و من در میان نه
بحکم الوقت در رقص و سرودم

محمد چه گدازان می خدایم

شب به با ماه روی خوش غنودم

عشق بازی نیست در علم و تقسم
عشق بازی نیست در بحث و تکلم
عشق بازی نیست در چوچ و چرا
عشق بازی نیست در رسم و رسم
عشق بازی نیست در فرو و قاع
عشق بازی نیست در جاه و تلطم

له محبت و شوق می ایستادند در شب به بهر دهم ریح الاول سینه در

از
سخت
او داد

ابوالفتح
گر ازان

عشقبازی نیست در فقر و غنا
عشقبازی نیست در جور و جفا
عشقبازی نیست در رنج و ناہم
عشقبازی نیست در ظلم و ظلم

عشقبازی را میندانی کہ حیت

عشقبازی را محمد گشتہ اعلم
بیانا یکدگر آسودہ باشیم
دوسہ بوسہ بکبک گاز کے نرم
اگر باد لبہ در زبہ بکسیریم
چرا زندہ چین بیہودہ باشیم
یکے گردیم تا خود بودہ باشیم
یکے گردیم تا خود بودہ باشیم
نہایت قدس و پاکي بر ہمہ شد
بقید زہد و تقوی اگر بمانیم
سختن از لعل او شنودہ باشیم

محمد بادہ با سادہ بنو شیم
بیانا یکدگر آسودہ باشیم

بیای دوست تا فراق نشینم
چہ دانی تا چہ فردا پیش آید
ازین زمانے روئے یکدگر برہینم
ازین گلزار گل یا خار بہینم
ازین عالم ہیں تو شہ گزینم
برائے ماہدہ برچہ خیزیم
یہ نقد و قت یکدم خوشنہینم
یہ یاراں کہ پیش از ما رسید
مسافر تیز رو را یشتابد
کہ ما زین ماندگان واپسینم
وے با کمر و این کمترینم

محمد را غنیمت دار بواجب

کہ روزے چند باتو بہنشینم

ما پیر و ضعیف و ناتوانسیم
پنچہ فنگینم دست درازیم
گر لعل لببت ز لطف بخشد
یک روز شمار این جہاں کن
باز لب بتاں نمی توانسیم
وز عشق ہواے بوسہ نکسیم
یک بوسہ دور و زمست مانیم
در روز دوم بہشت مانیم
تا فن نہ بری مقیم مانیم
واں روز دیگر خوشی برانیم
بوالفتح غنیمت است محمد

اردو

تاروز کے چپ دیہا غم
ترا چشمے بگل عین بادام
ترا جبد و کمر یکجا ست باہم
ترا اقامت چرخ نیکر راست
ترا بینی چون خوشہ سیم خیم
عجب مارے کہ شدہ با موریم کام
ترا اعارض مثال نقدرہ خام
تراں افتادہ یابی سبب ہر کام
مدہ مرعا قلاں راست الزام
کہ گشتہ است بلحاظ خاص و ہر عام
گرفتہ است قطب ہم تن سحر جم
بہا نجا یافتہ دل را برا رام
مثال قاب تو سین است آن عالم
کہ میگوید انا اللہ معہو اصنام
ندادادی وے بر خاص و بر عام
چگونہ من نہ گردم مست و بدنام
مرا در خیمے کردند غرقہ
محمد را خدا نجا نجا مجاہد

۵
ررب کام

زبان حق کہ کد است بند انکام

از فصل خدا امیدوارم آید مد من شبے کنارم
بے توفیقے کہ زند و مانم جانان بخدا کہ شرمسارم
چوں من تو صد ہزار داری من جز تو کے دگر ندارم
واللہ کہ مرا ہزار فخر است افتادہ کہ بدور تو خوارم
جز ناز و کرشمہ نیت کثرت جز داری و عجب نیت کارم
سو گند غبار استانت گر جز تو دگر کے است یارم
فصل بود و فصل بزرگی خود را کہ غلام تو شمارم
شد در سر من کہ حبس اورا تا یک شبے بدست آرم
از ناز و کرشمہ او بگو یہ من اکسم کنندہ بوسہ بازرم

بارم

ایست

بفتح بخط بندگی ایست

خود را بناس قدر یارم

ہر شب گرد کئے یار گروم شدہ بر استانش خوار گروم
زدیدن غم توبہ کردہ بودم ترا دیدم ز توبہ توبہ کردم
مرا مقصود جز بستی و گرنیت تو خواہی منافخش خواہ دورم
بگفتی خواہست کشتن ہلا زود زوق انتظار آن ہر دم
کنوں از کن کن فارغ شد ستم بدست یار جان و دل سپردم
مرا از لذت و شام خواباں بغارت می شود تسبیح و وردم

مدام مست و ذوق امجد

کہ از انگوٹاں لب می شردم

نیمام

جاد و جمال و مال و جوانی و ننگ نام باناز و باکرشمہ و بائیکل حسترام

تا
تک
کلام

با صد ہزار عزت و با صد ہزار ناز
با وی مجال نیست کہ ہر کس کند سلام
رو رو کہ مفلسی و گدائی نفسیحتی
شوخی ترا نشاید کردن در مقام
و نہال وصل او چہ ہی عمر را بسا
خود را مسوز و رموس این خیال خام
اورا کوئیل ہر نفسے در خیال آس
بروے بگو سلام و از اس سوخو بیام
آنکس کہ انجہال و محبت نظارہ کرد
از غیب وصل و ہجرت نمود است تمام

بوالفتح قصائدی محبان ہی منشست

در قصہ محمد بنوشت و السلام

ورد تا در ماں شود جاں را بجاںاں سپرم
پس من ز خود بیرون شدہ جن خشن لب نگرم
او کند ناز و کرشمہ منستم در بر شرم
ور پر برین آید حجاب آں پرین را در درم
گو مرا دشنام گوید من کنم مدح و شناسا
گر مرا تو بندہ خوانی و رہجوی آن ماست
من بجمع خاطر م زیر پریشان تو ام
گر چہ ہستم معلے اما چون دارم ترا
ای محمد پیر گشتی از جواناں تو بہ کن
من ز قارون ترغنی ام نے دینار و درم

ای محمد پیر گشتی از جواناں تو بہ کن

نیت خود نزدیک من کیلا عتے زین ہرم

عاشقان بدنام و رسوا خوب رویاں نیک نام
دلبرن مرغ ہوا و بیدلاں افتادہ دام
کرہ نام عجز و زاری و خرابی پیشہ عاشق بود
شیوہ ناز و کرشمہ حسن را کر وہ ہست نام
پیش قدمت تو ہر کجا سرویت پست
ہر کجا خوبے بود سن ترا باشد غلام
نیت در دل جز خیال خود و حال آں بخواں
نیست در سینہ ہجر و ہم و گمان خام خام
من ترا خود بندہ ام چا کر شدن معنی چو داشت
آرزو دارم کہ نیم روے تو یا را مدام
جدد سرکش را بیدی خانہا کردہ خراب
نخل ز قمارش نگہ کن سرو آمد و خرام

سرکہ خواب را نہ مبیند کور و در چشم دل و اس در گرا حق نہ مبیند حل گوید یا حرام
غریب و یاں از جمال اللہ نشانے میدہند ابر اگر از الخوانی نیست فرقی جز بنام

عشق بازی نیست اس بازی کہ مہر و نرد باز
ہر کہ غلط اند بخلطہ چون محمد و اسلام

عمر عزیز شد تمام ہیج ہوس نشد بکام صاف نہ مانند دروہم آہ شکستہ گشت حلام
مرغ ہوا برفت باز نہ اوقفا دہ دام در و فنا نمی کند کار مگر شود تمام
عشق نقاب رخ گرفت وصل نمی سکلام شاید اگر گنیہ شد با دہ فروش شد غلام
عیش و خوشی ہمارہ ہست متی و ذوق شد نام ہر کہ لب و دانش دیدست نہ دانش از کلام
وی ہوس کہ چختہ شد سوختہ ماندہ ایم فہام ہر کہ کپے در و غم نشد بہت نہانے بلام

عیش کہ در و
غم نشد بہت
چون کہ بلام

من بچم سلام و مع او نہ ہم را جواب
خوار و نزار و زار میں بوالفتح تو و السلام

بعیش خوش اگر زیم بمسختی گرچہ من میسرم معاذ اللہ کہ اس دل را من از دلدار بر گیرم
اگر زیم بہر شستہ و گر میسرم بہ پیش در بزیر پا نہم اس منہج العاقبت میسرم بیلیر
لب و گفتار اس خندہ و فرو بستہ زبان من من اندر عشق باز بہا اگرچہ کہنہ پیسرم
بفراتر کہ را غم و خدنگے را کنت سازا و شکارے بستہ پا دیدی من آن اما نہ مخیرم پیرا ز
نشد دیگر ہوس چختہ با نہم سوختہ حساے بزن آتش بریں سینہ ہیں ماندست تا بیرم

ابوالفتح چہ پنداری رود از خاطر تہر ش

زیم مبتلا زیم بیرم مبتلا میسرم
ماست نہ ایم نیست ہستیم کافر نہ ولیک بت پرستیم
گیریم کہ تو بہا شکستیم دروین یگانگی در ہستیم
از عشق نشان منید ہر کس ہر چند کہ ہر طرف ہستیم

در سر طر فے شتاب رفتم
از بہر کند جب سچیاں
اور اسمہ ناز بے نیازی
گریادہ کرد لطف یارے
یک بوسہ آن نگار فرمود
مگر گز بفرغ دل نشستم
ادام وجود خود شکستم
مادست ز خوشن بشستم
پیغام بدست گرفتارستم
نگازے بزدیم و خود محبتیم

در راہ منا قدم پیاریم

بوا لفتح بگو کہ نیت تیم

ما عاشق و مبتلاے یاریم
بے یار اگر دہند جنت
گر سزائے کسندارا
گر یک نظرے فتد برائے
و چشم من است چو ابر بار
یکبار اگر بہ لطف بسند
خود را برہ گذر جو آنے
اے مرغ تو عاشق ہو ای
ایں خود نہ بن است جاہ و عزت
دیدم لب آن نگار میگوش
ما پیر شدیم و موسی پیم
گر اندر خوشیش باز راند
باہر دو جہاں چہ کار داریم
آں را بجوے نمی شماریم
سراز قدم تو بر نہ داریم
یک لحظ طرف دگر نیاریم
از روے بتاں چو نوہاریم
یکبار چہ صد ہزار باریم
خالی شدہ تن بدو سپاریم
ما یم و سواے آن نگاریم
میش در تو فتادہ خواریم
ہموارہ بنوش در خماریم
اے وائے کہ ما سیاہ کایم
ما بیچ درے دگر نہ داریم

بوا لفتح صفت باہ و زاریم

زیرا چہ یکے گناہ گاریم

گم کردہ ہر آنچہ بہت مایم
برمانظرے کے مانعہ سیم
از ہر دو جہاں یکے ندایم
مارا تو بگوئے غائبانہ
از ہر دو قدم برون فتادہ
جز در بدست خود ندایم
مرغیم نہ آشیان و چہینہ
بوالفتح قرازمیت مارا
از دشمن و دوست فناغیم
ہرگز بحساب در گنج سیم
رنجور و شیم و زار ماندہ
اے فضل خدا تو رحمتی کن

ہمچسپیم کہ بیچ رانشانیم
بنما کرے کہ ماگدا سیم
ما مفلس و ماندہ بے نوایم
ما خود ز کجا و خود کرانیم
فی آں خدے و معطفاسیم
فارغ ز طیب و از دوسیم
مموارہ پریدن مواسیم
آوارہ چہ ابر و نداسیم
مارا چہ بقا کہ در مناسیم
گا کہ ہے شمار در نہاسیم
مارا چہ دوا کہ عین داسیم
برا چہ بلا کہ خود بلا سیم

اے خواجہ چہ لازنی تو مارا

لازار ہر چہ پر سیم کہ لاسیم

ہر آں روزے کہ دستگی گذارم
غم فروا و دی از دل بدر شد
سہرا فرزم بہر جانا ج داریت
مرادانی خدا دولت چہ دست
ز سہ دولت ز سہ غرت کہ حق
مرامستی و ذوق افزودا مرو
ندارم من از خواہش دیگر خیر

مبارک باشد آں روزے بکلام
بنقد وقت خوش دل بپایم
کہ خود آں بندگانش می شمارم
ز زخم روزہ ہر روز نے نکام
فتادہ بردرا و خوار و زارم
مرا گفتم است فلانے شرمسارم
تمناسبت بوسے باکنارم

۳۰
از ہر چہ پیچیم
۳۱
باشند آں
روزگارم

گرفتہ میر و مہم پس کہ سرینے
ز سرے وقتے برانم من باز
چو دیدم ابرو نش عین قبلہ
چو من دیگر نیابی عشق بانے
ضرورت گشتہ ہر سو نگام
بدستے جام و دستے زلفیام
بسمت او نمازے میگذارم
کہ من در عشق بازی مرد کام

دریں میدان محمد راست جلال

کہ شہبازے و پیکے شہسوارم

وصف لب او در گچ گوئیم
کردم چو بہار ناز و از سر
معشوقہ ہمہ شب است ہن
فردا کہ شود شور مردم
من عاشق مبتلاے ایم
گر من دل و تن بے شویم
در باد یہ حرم چہ پوئیم
من قلاب خویش را جویم
منکر شدہ لغتش بگویم
بیرون و درون کجاست جویم
مسکینم و بکیسم فرویم
ای حبس در از نیک خویم
در رہ گذر تو ناک گردم
ایں پیر ہن وجود یکتا ست
من آہم و تو دامن سبوت
قدت کہ بلند راست بست
در آتش و باد و آب رویم
صد پارہ شدہ است ایں دو تویم
دریا ام تو دامن کہ جویم
ز اندیشہ است سرفرویم

بوالفتح خلاص رہنمون نیست

در بند قنادہ چہ گویم

آں شد کہ قبا بہت محکم
بس کڑکھیاں شدند در ہم

قرآن

شکالہ و دلفریب و خوش خو میخوارہ و خوش مزاج بے غم
 صبحی کہ حبسین او بے بینی آں روز تو روشن است خرم
 لعل لب او چو برگ قبول و ندانش چو لولے منظم
 ز قنار شس سر و دیدگنا طوطی شدہ پیش نطقش اکلم
 عالم ہمہ مبتلائے خوبات بیچارہ و کمرہ سینہ منہم
 بر ریش دل من از لب تو یکبوسہ بہ اندہزار مرہم
 ہم عشق تباں و پار سائی ہر دو نشوند جمع باہم
 بوالفتح بگوئے حجتہ راست بر خواں تو حدیث ز یاد سلم
 مارا تو ز عاشقی مکن عیب

کایں کار محمد است آدم

دلے دارم شکستہ زار مخوم تنے دارم قوی رنجور و محوم
 رفیقان دوستان مارا و داعی کہ رحلت عنقریب است منعم
 بدر و عشق بازی گر ہمہ ہم بحسن العاقبت شد کار مخوم
 مرا با بویہ افتادہ است خواں تو راہ خویش گیرے شیخ مخوم
 نہ بیند کہ ہر کر وے خوب مرو شود فرو ز جور العین محروم
 بباں چون حلقہ پر کار گشتہ کشیدہ در میان خط موہوم
 از بے یک نمودن ایہا شیخ بشد اسرار از تو سینہ مخوم

اگر بہت نیت الاعتش بازی

و گر حبلا بوالفتح اندمدم

شراب بخودی در کار کردیم ہمہ عالم فدائے یار کردیم
 ز توبہ تو بہا کردیم بسیار ز وقت و ردا تنفعاں کردیم

نقل توبہ
سرواں

معلوم
بحسن عاقبت

مے صافی نذر قہ ماکنم غسل
نہ آب دیدگاں کردیم وضوے
بے بر ز اہاں سخرے نمودیم
بکنج زہ خود ایشاں چہ دیدند
بزدلو پار سائی شہرہ بودیم
خمار از روے خواباں برگزیدیم
صباحے بردر خمار شیتیم
کلمہ را بر سبوحے سے نہادیم

محمد رخت ہستی را بہ بستیم

براق نیستی را بار کردیم

شراب عشق در پیمانہ کردیم
کینیم آہنگ سادہ نعمت را
اگر بر شمع رخ پردانہ واریم
زلعش جرعہ گردست افتد
سہر سوداے سہر ساہاں نہادیم
کہ ناگردیم قوت مرغ عشق
کہ ما با استثنائی یار کردیم
چہ اندر صف مرداں نہادیم
چومی بازیم نزد عشق بازی
اسیر جہدِ خواباں گشتہ تو

سمیر در در افسانہ کردیم
سہر و خوش نوا فرخانہ کردیم
ضرورت بہر اد پردانہ کردیم
مجاور بردر منیخانہ کردیم
سہر زلف بتاں اشانہ کردیم
بصحن دل فتادہ دانہ کردیم
ز خویشاں وز خود بیگانہ کردیم
ضرورت پاشدی مردانہ کردیم
دغا را مہرہ سہر خانہ کردیم
کہ افتد در گلو دیوانہ کردیم

محمد عشق را آنجا رسانیم

بہر عشق

کہ در اقلیم ہا فرزانہ گردیم

من عاشق جوانے مغزادہ شدتم
از ہر کجا کہ باشد سے را بکار دارم
اکنوں نامانچارہ الا کہ سے پرستم
گہ طاقید فروشم و خرقد گردنم
آمین عشق بازی جز اتفاق نبود
گر یار زہد و زرد من شیخ خانقاہم
دینے کہ یار دارو من ہمہ انشستم
ورشتہ سے فروشد ان سو بستم
رویش چو آفتابے دیدم بگاہ صبح
بر پشت خنگ باد کشتن کشت سنا
اکنوں شدہ فریضہ تا مہر را پرستم
شرم از کسے ندارم دیوانہ خودستم

۲
باشتم

گفتندی محمد یار تو یونفا ہست

گفتم چنانکہ ہست او من مبتلا شستم

سمیر در دو غم را ما بجوئیم
مگر کہ درد ما در ماں پذیرد
حدیث در دل بائے بگوئیم
مگر کہ حرف غم از دل بشوئیم
کیس آمد اگرچہ پیش حبستم
چہ پنہم میدہد ای نیک خان
پس افتادیم اگرچہ پیش پوئیم
کہ ما خود عاشق ہر خوب روئیم
نظر دادند ما خوب بسینیم
چہ کار آید مرا حور بہشتی
مرا دیوانہ می خوانند خلق
زبان دادند ما ما حق بگوئیم
کہ در حسن تباں ماندہ فروئیم
کنوں از خوشی تن دستے بشوئیم

محمد عاشق است یا آنکہ معشوق

ہا ندیم اندریں حیرت چہ گوئیم

زہے عزت کہ پیش بایریم
خیال دیگرے گزافہ سراید
بلے افتادہ خوار و زاریم
ز شرع احمدی سبیزا زیم
اگر گلزار گردم بریند پا
ضرورت ہم بزخم خار میم

۳
عاشق یا آنکہ

اگر زخمی ز ندان غمزدہ آں ترک
شہیدم گرداں انگار میسر
کسے میردوریں عالم بیک با
منم کز غمزدہ ات صد بار میسر
بقائے عمر بادت حبا و دانی
مرا بگلزار بردر خوار میسر
خلاصی از غم و اندوہ یا . م
اگر نختہ مرا مردار میسر
مگر آزاد گردم از دو عالم
اگر در بند زلف یار میسر
نہا داسل ایساں برو نختہ است

۳۰
بکر

محمد ہمبراں اقرار میسر

من آں مستم کہ بانا زو نیازم
من آں رندم کہ در صوم و نمازم
نہ آنکہ سید الفقہا ست نامم
سمارہ در تو وصل در گدازم
شراب من نہ از انگور و شکر
مرا معشوق نہ بسیلی ایازم
مرا یک کود کے شونے معشوق
نہ او جن و بشر زین خفیبہ رازم
ہمارا میکند و حوئی خدائی
ہمی گوید ز ہر کس بے نیازم
محمد احسن صورت بخواند
مرا احسن عمر ایں سرفرازم
بشوخی گزیم سرے بر آید
منم بر این عمر ایں سرفرازم
چہ باشد سیلی و مجنون کہ ام است
فروا فگندیش بر دل بسازم
نہ آنکہ ابروے من قبلہ است
نہ من محمود نے ترک ایازم
بدون رخ من فرستم خود پیشم
زہر است ہر صوم و نمازم
نہ کہ لاج در آیت با من
بسوز ہجر و صلت می نوازم
مرا خود بر سر کوہ سراندیل
نہ آنکہ بچہ و بزم نہ جہ سازم
مرا تحقیق شد عالم حقیقت
امانی بادشاہی در حجازم
منم آں گلبنے خوشبوے بجا

۳۱
مکذام
تے

محمد بن کنت گفنا کردار

نہا دم برب شیرنش کا زم

زمانے گرا زین ہستی برائیم . جہاں قدس را در خود نماسیم
 دے بر صدر عرش دل شینیم . وراے قدس قدوسی برائیم
 برہنہ از لباس حق گردیم . رواے کبریا از برکشائیم
 پیایے جام جاں پرور بخشیم . سرود خود شناسی را سرایم
 ہاں ناقد کہ میجوئیم در حبیب . ہاں کس را کہ میخواستیم بایم
 بہ نقد وقت خود سازیم . براے وعدہ فردا چہ بایم
 محمد با حقیقت آگہی شد . سراے دہاں کہ از کس ہوایم
 اگر پستیم مثل ژالہ ہستیم . اگر اندر گدازیم آب و مایم
 ہر روز و ہر شب نیست کار . مگر خود را بدح خود ستایم

نباشد با کس مانند ما را

نمیدانی گرائیم و چہ ہائیم

دل از من بردیار من چہ کنم . جاں بجاں رفت و خشک تن کنم
 من نخواہم کہ دل و ہم بہ کس . گر یارستم بہ برد من چہ کنم
 پیش کہ ناالم و کنم فریاد . دل من بردا و بفن چہ کنم
 ہر کجا عشق رفت کرد و خراب . درد ام می کند وطن چہ کنم
 چو کہ از من نہاند با من بیچ . باز دعوی ما و من چہ کنم
 بے یکے سر و قد و لالہ عندار . گشت گلزار در چین چہ کنم

ماں جانست
 خشک تن چہ کنم
 کو اختیار برد

مہ و غور شید و مشتری زہرہ

نام آں کو کب تبمن چہ کنم

من امشب در کنار او غنودم ز فرق و تافت دم مخطوط بودم
دوسہ بوسہ سبک با گاز کے نرم بید نہ سینہ را ہم سخت سووم
مرا از خشم او سید او دشنام من از بس لذت اور امی تنووم
زہے دو تھے کہ آن دشنام درست کہ گویٰ نعمت زہرہ شنووم
سہری و سہروری گشتہ مسلم کہ سر را برد آں یار سووم
صبا ہے مطلعے میوں برآمد مثال آشد آمدور شہووم
زا حق صورت و از امر و ثواب محمدیت الایک وجودم

دو بیند گر محمد احمدی نیست

منے ترسا بود یا خود جہووم

دل را بدرد و سوز بنعمت ما سپردہ ایم گوے فراق عشق از بس صحن بردہ ایم
از رفتہ تو بہاست و از آسند و احتراز از خوب اختر ازے و توبہ نہ کردہ ایم
جز نقش خطا کہ حرف یگانگی است از تنگت وجود سرا سر ستردہ ایم
تا شربت بلا و صحن را چشیدہ ایم با صاف و در ساختہ مفرج خوردہ ایم
از غلطش و وحشیم تو بیمار گشتہ ایم و ز غمزدہ ماے ز گسست تو مردہ ایم
گر ترک غم و نہب کند شہر اہل دل ما غیش را یکے ہم از ایشان شمردہ ایم

بو القم زلف او دست چو ماے سید و راز

از جان و دل بگرددش او گرد کردہ ایم

شرابے وہ مرا یا را کزو بے خویشتن گردم مزید عشق من باشد بنیغزاید غم و دروم
زے مستی است مقصودم کہ ز صافی بہت کسانم نہ اندست گر صفا باے بدہ یکد و قح و دروم
نہ بودم ز اہلے صلح بکنج خلوت آسودہ نہ ازے بود تسبیح نہ بودہ خبر ہیں کردم
خدا را سالہا باشد بعد حق دل پستیدم قبول طاعت این آمد عشق در و غم خوردم

حدیقہ بیشتر باشد مرا ہم گشت زائے بہت
بسویم گزنی تیرے کھم سینہ سپر گوئی
لب لعلت جو انحر دے کز دوستی سہی بازو
ابو الفحاح بدہ جان را بہ پیش در نہادہ سر
نود سالہ شدم کنوں تو گوئی شہر دہم سالہ
بکنج خانہ خوش بودم کجا جسد ترا دیدم
بجز مہر گیا اے دل نمی روید دریں گردم
کشادہ تیز تر نیم دریں حرص و ہوس مردم
ترا چشم است غنخوارہ بجان و دل باز دم
تو انکہ مرد میدانانی زمیداں گوے من بزم
چنایں در عشق چالا کم تو گوئی کو دے خورم
پریشاں گشت حال من بگارت و تان و درم

بگلزاراں نظر کردم ندیدم چل تو سرے را

نبودہ ہمچیں ہرگز شکفتہ شد دل در دم

بیانا یک گرا سودہ باشیم
ز سہ غوز سہ نخر و سہ جاہ
اگر بازیم جاں را بہر حبا ناں
صفائی صفوی را روزہ بینم
چو خسرو گر لب شیریں ببوسیم
نبت وصل را پا لودہ باشیم
ز بود و خشتن نا بودہ باشیم
کہ جبہہ برد را و سودہ باشیم
چہ کم آید بلے افزودہ باشیم
بہستی خویش اگر آلودہ باشیم
نبت وصل را پا لودہ باشیم

بجز

محمّد چوں رہیم از درد و اندوہ

مگر از بود و خود نا بودہ باشیم

من عشق ترا حباں گزیرم
جز نام تو نیست بر زبا غم
گر زیم بجز ہر یار زیم
آں را کہ توئی مہر جہانت
من درو ترا بدل پذیرم
جز یاد تو نیست در ضمیرم
و مہیرم بہر یار مہیرم
در ہر دو جہاں من آں امیرم
بیدل بکھنشتہ بر سر یرم
بر فلک درت چو خوارم

میدان کہ

من عاشق درو مندستم

جزر و ترازو انجیرم

بیانا یکدگر شرط پنج با زیم
 دغا را پیشہ ہر مہرہ سازیم
 رُخ آں شہسوار خود بینیم
 بساط بکش و کم تا خود فراریم
 اگر ماندہ کسے اینجا پیادہ
 بفزین بند اورا مانوا زیم
 گرد کان خبر سر خود را نداریم
 بسیم و نقرہ وز را منازیم
 اگر یک بوسہ یا ہم اجازت
 ز بے باکی لبش را ہم گدازیم
 دلم را قبلہ ابروئے تو پیوست
 اگر چہ سمت کعبہ و رہنا زیم
 ہمارہ غرتہ سحر خدائیم
 در آں دریا چو سر راہ گدازیم
 اگر نیکیم و یازشت و بدستیم
 بجز یکذات را در حسترا زیم
 اگر چہ بے ادب و ایریم و بے باک
 حقیقت را نمودہ و محبازیم

راز و نیاز
 ن باغور

دلش کوہ چو
 در اسبکدینیم

دوسہ روزے کے ماند انعم باقی

محمد! حقیقت عشق با زیم

گرازاں یا را کرانہ کم نسیم
 مردن خوش را بہانہ کم نسیم
 قدم عشق را بسر بسریم
 نغمہ سور را ترانہ کم نسیم
 مے مستی و ذوق بر نوشیم
 لعل میگونش را چمانہ کم نسیم
 حالت عشق را حکایت نیست
 حاش بند کزاں فسانہ کم نسیم

سوز

گر پس جعداں سر پی گیریم
 لا جرم دست شاخ شانہ کم نسیم

لاجرم زنت
 شاختہ کم نسیم

مبیانا یکدگر عیشے برا نیم
 وجود خود ز یم غم نشانیم
 گہے عاشق گہے معشوق باشیم
 بقدر وقت یکدم خوش برا نیم
 بوقت خویش خوش باشیم امروز
 فہم فردا و دی و رگوشہ نشانیم

تا
برادر
را
مرد
نیم

غنیت دار امروز اسے برادر
 نمازہ باکے صلے و جنگے
 ہمہ را دست مال و پائیم
 محمد شدی تو ماش شد
 مثال سرور اکم سرور انیم
 اگر از در بر اند یار مارا
 مصلا بر کف تسبیح بردست
 نشان عاشقان را می شنایم
 بعد از چنانستیم یارا
 لب میگوشن را یکدم بگوئیم
 کجا دیدیم شکل حید اورا
 ابو الفتح محمد صدرویں کو
 سرین و حید اورا تا بدیم
 حدیث بحر از غرقہ پرند
 کہ ما نایم فردا تا نایم
 کہ با هر دوست و دشمن دوستایم
 مدائن کہ سرورے و سرورایم
 کہ ما گاوایں دشتی را شبایم
 نکه با غار سچوں گلبنایم
 نہادہ سربراں در استانیم
 چہ می بینی منان را پاسبانیم
 زآہ سرورے زرد و انیم
 کہ نشناسی کییم و از کیانیم
 مگر کہ جاوداں سرست نایم
 پریشان گشتہ دور از خانایم
 کہ ما سقف بلار از دبانیم
 سرورینہ گرفت پس گراقم
 میرس از ما کہ ما دور از کرانیم

نہ

فنائے مابجز صوری نباشد

بہر نور مطلق جاودانیم

مرا از جاں نمی آید رود از سینہ درد و غم
 دلم با خود ہی گوید تعالی اند محاسن
 و لیکن آن قدر باشد کہ گدازان شود در دم
 زآہ سرور و صدر گرم شد معلوم من ہر دم
 عروس عشق شبہا را نقاب از رو بردار
 مرا از جاں نمی خنیزد کہ شینم نہ کم و دم بر وقت یکدم
 کہ فارغ از غم و اندوہ گردم اندرین عالم
 بقدر وقت خوش باشم بویست و گمانے ہم
 نشان عشق باز است بہا خشک چشمنم
 اگر از پردہ ہستی بروں آئی تو ہم یکدم حن

نہ من تنہا شد م عاشق بروے گندمی روے کہ ایں رسمیت مہمودے ہم از حواد ازا دم
مرا درویت دریاں نے مرا رنجے بہت داروے کوریشے پختہ شد درول نثار و بیچ اس مرہم
مخم تنہا در بخوری مرا از دوستاں دوری نثارم مونسے ہدم نثارم دو کستے محرم

محمد چند غم نوشی و تلکے درد آ شامی
برو یکبارہ زیں عالم شیں آزادہ و خرم

شراب بعل او کردہ خرابم شکال حبدا و بردہ زتابم
سوال بوسہ کروم زملش بزد و دوشے و خوش گفت جوابم
تفائے زدن ازوے پس بدیم بخشم از من شد و کردہ عتابم
زبان خویش کرد او در و صغم بجوشیدم چو شیریں شد لعابم
وہان اوست گوی پر ز شکر لعاب او شدہ صرف گلابم
محمد تاکہ در صدر حیات است کشادہ میں ازیں اسرار بابم

تفائی زدن
از پس بدیم

گور من اگر و تے تبیائی

بے اسرار مفرج است ترا بم

شبہ خفتہ جمال یار دیدم دو چشم نخت را بیدار دیدم
کنار بوسہ سرم بود آسے و گرا اسرار و استار دیدم
نہ من بودم نہ او ہر دو کیے بود یکے اندر کیے در کار دیدم
مکت حبدا و سر حلقہ عشق گر ققاراں دریاں بسیار دیدم
شبہ گر جبدا و افتادہ دوست دریاں شب قدر بس انوار دیدم
حقیقت ظاہری پیدا است روشن شریعت را من از اسرار دیدم
صلح انجراہ من بر آمد رواج عید در افطار دیدم
توجہ بندگی را منی مجبار کہ ایں رہ سیرت احرار دیدم

شوقِ عشق بازی و عمل شد بزرگ ز عرفاں حسار و دیدم
 محمد تحفہٴ سنگر کہ یک نگ
 وزنت و شایخ و غار و بار و دیدم

روین فون

از چشمہٴ لاہوتیم ہر سوراں نہیں ہے میں
 و خیر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر
 و رویدہٴ انسان ماصورت نہ بند و دیگرے
 خورشید ہر روزینہ را ہر روز دیگر مطلعے
 از غایت قرب اسے پیر از ما باندی دور تر
 معشوقہٴ پارینہ را اسال دیدم تازہ تر
 اسے منکر محشر سیا بیہودہ اینجا اثر خا
 طاس باغِ حضرت تم بر صورت ز غمے مگر
 و از قطرہٴ ناسوتیم در ہر طرف بھرے میں
 اوزاد از خودایں سپرد ہر سر سرے میں
 و عکس عینِ شخص مادر نور مانوسے میں
 ایں ماتباب ہر شبے در سر مجھے دے میں یک شب
 ما یم با ہم یکدگر نزد یک را دوسے میں
 و شکل ہر کبریٰ من است معصومہٴ صغریٰ میں
 رفقی زمانے باز آبر نشورائش سے ہے میں بیہودہ اثر
 یسمرغ قافِ قدر تم ہر شکل عصفور سے ہے میں اینجا مٹا

ایجا محمد احمد است بام تفضی ہدم قدم

لابد ازل عین ابد اولی بشد اخری میں

آفتابِ حق روئے ماہ من
 ہر کے راکلک و مال و سروری
 ہر کے دار و رہے و رہبرے
 تو بخواب غفلت و مست و خوشی
 چاہ بابل ہر سر سحر تبیین است
 بعدا و افسانہ میگفت شب
 بادشاہِ خبر ویاں شاہ من
 خاکپایش تاج و عز و جاہ من
 سجدہٴ من پیش بت ہمراہ من
 نیست آگاہ از بکا و آہ من
 کوزن خداں تو بابل حیاہ من
 کاسے پریشاں کردہ گمراہ من

در انقضائش
عشق کم کن

دوست

دوست

حَدِثِ عَشْقِ رَا بَوَاسِطِ حَمِّ کُن
ز لعلِ شکرینِ لطفِ نغمه رَا
تو دعه کشتنم کردی پلا زود
برون آتا وجود جسدِ خواباں
اگر مانی بدیدی چه سره او
بوای محرمی یا ری نزاری
بواسے ابرو باران است ابوالفتح
لب او هم شراب و هم کباب است

نگین عشق در تحریر و تفسیر

تو کلکِ قاتلِ قیل از سر کم کن

شیرینِ شمر و آب ده فرا در انگار کن
خاطر پریشاں می شود جمع آیدم لطف کن
نشیده مار سیه دعوی قاتل می کند
بر طور موسی بوده ام بر کوه لبنان شسته ام
خودم در آں پاکب با تو برابر استند
گر حسن با احسان بود پیرایه زیباشود
از همه جرم و خطا تو رحمتی ایشا کن
تا پر تو چهره بری بواستح را سائیکند

چشم

دیوانه شوا سے سحرابت روم را مضار کن

گر خم خمار کشاید دهن
گر بت بن برقع ز رخ بر کند
جمله چہاں مست شود همچو من
مهر طے گیر دشور و فتن
جرعه بے جود چه بادہ کشی
ننگ بکف گیر و سر خم کن

۱۔ سدا که حبیبی این غزل را در جوامع انکلم در لغو و معنی و در شرح و تفسیر و در نظم و نثر و در هر یک از اینها در جوامع انکلم در لغو و معنی و در شرح و تفسیر و در نظم و نثر و در هر یک از اینها در جوامع انکلم در لغو و معنی و در شرح و تفسیر و در نظم و نثر و در هر یک از اینها

بادہ رود و سر طرے میچو جے باش در اں بجائے کشادہ بین
خانہ چوں خانہ خسار نیست نغمہ در و رقص و رود و فن
بوے کجا یا ہم و در گلبنایاں سر و کجا جویم و اندر چمن
گو ہر اگر خواہی در بحر جوئے خوب کجا باشد اندر خفتن
یار کجا جویم و رو ہر نیست راز کر اگویم تنہا چو من
پیش ابو الفتح محمد گوے

بس کند از سوز زیادہ سخن

یک جہدے بجا م ماکن یکبار بے بکام ماکن
ساقی قدحے بدست مادہ یک چشمک زن مدام ماکن
گر برگذری بجا م آں شاہ اے باد کیے سلام ماکن
آہستہ ترے گوشش بر خوں گستاخی کن پیام ماکن
اے شاہ غیب یک کرشمہ پس سر و جہاں بکام ماکن

دشنام دی تو چاکر انرا

مخصوص بدیں پیام ماکن

بنام

جواں مست من دیوانہ من لب میگون او میخانہ من
ہمہ شب شورائے ذراں شمع خیا نگوید ہم فلاں پروانہ من
پریشیاں برچہ گردم در چمن ہا کہ سروے بہت اندر خانہ من
اگرچہ زندہ مانم تا قیامت نخواہد شد تمام افسانہ من
اگر عشاق را پرودہ نوازی سر و لور و دند فغانہ من
مرا با عشق باشد آشنائی کہ شد ہر آشنایکانہ من

سوزشے

خوشنوا

محمد شد بروں از ہستی خود

۱۔ اس فزل در جوامع الکلم و ملحوظات و تذکرہ بت و بیجم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۰ ھ درج شدہ است

ضرورت شد جهان ویرانه من

اگر تو عاشقی عشقے بجوی وصل بے سہراں
چنین چشمے کمن دیدم اگر ایں مردمان نیند
بحمد اللہ چنانستی کہ خلقے در شناختیست
اگر باہ روئے تو شبے بغنودہ دانے

بنقد وقت خوش باشی چه باشد در بخود بار بار
چون فتنند سر غلطان و مرستان و سہولستان
صباحت بالملاحات ہم ترا حنہ است با حلا
چه باشد راحت و صلت چہ خیرست حرمت

توی بحر صفایا را ترا خلق و کرم بسیکن

شدم تا آشنائی تو شدم غرقاب اندواں

یا صاحبِ حسنِ لطف و احسان
پیشِ رخ و زلفِ آن ستگر
ای جانِ جہاں و جہاں جا نغم
گر عِزِّ عِزِّ است با بارِ انار
از چشمِ تو باد و وام کردند
بر زلفِ تو ناز و ایم دستے
ہر جا کہ کعبے بلبند دیدم
نورِ لب

ہر جا کہ ہے لب بند ویدم

رفت است مولا کہ سمریناں

۲۰
ن
قسم سوم

جس پر بڑھت پلے یار سودن سہری و سہری باشد فزون

ہمہ شب در خیال خال وزلف ندید و چشم من روئے غمخودن

بدیں حسنه کہ تو بستی بدیں برب
بدیں سمورت توانی دل ربودن

چنانچه از تو سر دوشا مہاگو
نیاید از منت الاستودن

اگر لطف کند یک بوئخشد

بجز وہم و خیالے ہم دگر بہت
یقین شد نیست خبر گفت و نمودن

ف

محمد بارک امد حبیب بہتر

جبیں بشت پلے یار سودن

فوق و طرب فزاید تازہ شود جہاں از ترک غمزہ تو اگر باشدے اماں
 ابرو سے نوکمانے و شرکاں چوناو کے ترسم ز نادو کے کہ شاید از اں کسان
 می آیدم بوجہم کز اں محل می چکاں یکبوسہ سوال کنم یا ہم از نشان
 اطلاق نام عشق روانیست برکے کہ از جور یا رخس کس نہ نالد و فغان
 بوالفتح را گجے کہ شرے کند ز خلق

کای پیر چشم باز بنواں بسیں نہاں

بشرط دوستی کردم و فاسن کہ بر در و بلاد ادم ضامن
 بتاں را سجدہ کن ما شام بشت معاذ اللہ کہ وارم این روان
 مرادش نام میگوئی خوشت بابا نخواہم گفتت الا دعامن
 مرا باز لف تو کارے و راز است مداں کو کہ کنم دست از جفا من
 بگرداں مہر و راہر چونکہ خواہی نخواہم کرد از دستش را من
 بنوا بد از تو ہر س آرزوے نہ دارم آرزوے جز لقا من
 چرا فافغ نشینم بے غم از نسیم کہ یار من ہمیشہ ہست با من
 ز در و تو کہ ریشہ سخت و ردل نخواہم از خدا ہرگز شفا من

بہر وجہ کہ دیدم لے محمد

ندیدم در جہاں الا خدا من

ساقی فدے شراب پر کن نہیں رو خوشے تو تازہ تر کن
 چوں سنئی بادہ را چشیدی پر کردہ سبوت بادہ سر کن
 ہر منکر عشق را کہ بینے نامش تو ستور و گاد و خر کن

از غم و اگر کشادہ تیرے چشم و دل خویش را پر کن
 ابرو سے بتے اگر بیدی از صخرہ بگر، و قسطل بر کن
 معذور بدار گرچه پس رفت بر جعد و سرین او نظر کن

بوالفتح بنوش با و خوش باش
 از غیر خند او بے خدر کن

منم آں رفت ز خویشم اللبناں اللبناں فارغ از دست بکیشم اللبناں اللبناں
 نہ مرا صبح و شامے نہ اصیدے و دامے نہ اچختہ و خامے اللبناں اللبناں ^۲مراجہ نشا ہے
 نہ اماں و جا ہے نہ ما باغ و چا ہے نہ مرا سر و را ہے اللبناں اللبناں
 نہ مرا لکے و لکے نہ مرا بحر و فسکے نہ مرا در و ہے و لکے اللبناں اللبناں ^۲لکے ہے
 نہ مرا لقمہ و کسے نہ امید و نسیے نہ مرا چہنہ و دانے نہ مرا سخن و حسمانے
 نہ مرا در وے و درماں نہ مرا سر وے و سامانے نہ مرا اکر وے و کارے نہ مرا اکاے و بے
 نہ مرا ریش و نہ ابر و نہ اسبت و نہ مو نہ مرا فر و دینہ نہ مرا ستہ شبینہ
 نہ مرا خرقہ و گینک نہ مرا کاسہ و صحنک نہ مرا کیمے و دانکے اللبناں اللبناں
 نہ از آدم و حوا نہ من از پستی و بالا نہ من اینجا و نہ آنجا اللبناں اللبناں
 نہ مرا صافی و در وے نہ مرا سب و دورے نہ صلا ہے و نہ در وے اللبناں اللبناں
 نہ مرا گلشن و گلخن نہ مرا درست و دشمن نہ من با تو نہ تو با من اللبناں اللبناں

نہ منم عاشق صادق نہ منم فاسق ذایق
 نہ منم خواجہ واثق نہ منم بندہ رایق
 نہ مرا بود وجود سے نہ مرا جو کسہو سے
 نہ منم پیدائے توحی سید و شیدانہ توازما ی و با ما
 نہ ابوالفتح نہ ابوالفتح اللبناں اللبناں
 نہ مرا وصل و فسخ اللبناں اللبناں
 نہ مرا مہر و مالے اللبناں اللبناں
 نہ منم شاہ و گدائے نہ مرا فکر و رائے

نہ مرا قیل و قالے نہ مرا وقتے و حالے

نہ مرا بال و بالے اللبناں اللبناں

اے جوان گر عشق بازی جو دکن
 بردش گرا بیتائے بایت
 دل بیاز و جان باز و دین ہا
 صدف جان میکنی در عشق اگر
 بر غوری از عاشقی تو آنگے
 خوشتن را بچو عود تر بسوز
 از وصال او تو آنگے بر غوری
 شام بازار را خوشنود کن
 سرچہ او پائش بود موجود کن
 پس ز سودائے محبت سود کن
 نام خویش و ہم لقب و دو کن
 خوشتن را نیست کن باو کن
 تاشوی خوشبوے عین و دو کن
 ہر چہ یار تو ترا فرمود کن

بیت

اے محمد نیست باو دارشوی

شایدت پس نام خود محمود کن

آمد بدت غریب و مسکین
 با بیچ کسے ندارد لطف
 ہر جا کہ رود کسے نہ پرسد
 رخسارہ خراش ز آب دیدہ
 جی پارہ در دمنہ و غمگین
 بنمودہ لمطف یار تکیں
 بر ہر کہ شود کسند نفیریں
 در سینہ تراش رنجہا میں

اورانہ حریف و یار محرم
گرتیخ بہ فسق او برانی
اورانہ حسد نہ قعد با کس
واماندہ و بید لے است بکس
اورانہ قرین و دوست ہم دیں
او گوید شاد باش و خستیں
پاکست و دش زان و از این
اورا تو مران غشم چندیں
بر مردہ کنی تپیز نسکین
پروا چہ کنی بسوسے پرویں
ای ارحم الراحمین چہ دانی

کن رحمتی کہ برورت قناتہ است

بوالفتح گئے است نیک گر گیں

دیوانہ و عاشق شدم بپسل آں شیریں سخن
گر بوسہ برب ز دم انبی رضائی خشم چیت
باسینہ ام سینہ بسا لب را بنہ ہم بر بسم
خواب ہمہ بختی شمر تو در میان نشان قمر
از تو مرا روشن شدہ ای آفتاب مہر
من دی شرابے خوردہ ام ماندہ خمارش و سرم
ہر جا کہ خوبے دیدہ ام کو کمل بیدادی کشد
بوالفتح عاشق کہنہ نو نو گزیندہ رخے

مردم ملا متہا کشد از ہر کہ باشد مرد و زن

نشکایت یار ہم بریا گفتن
اگر ایسے جفاے کرد با تو
چہ خوش باشد نہ کہ ہر بار گفتن
نمی شاید برا غیار گفتن
نباید قصہ اس کا گفتن
شبے با ماہ روے گز غفتی

حدیث قصہ مستی و مستان حرمت باو برشتیا گفتن
اگر صوفی شدی شرمست نیاید حساب تنگہ و دین گفتن
گلہ از جامے و از خمارش ترا منع است بر خمار گفتن
ابوالفتحی محمد رانشايد

سخن از وصل در باز گفتن

آں جواس ہم جان و ہم جانان من عشق او ہم درد ہم درمان من
ظلم بر خود میکند بریار ہم او نذر آن خود شود نئے آن من
او میان گلبنان شگفته گل او میان سرکشان سلطان من
من در آن خلوت که بایار خودم نیست روح القدس بخ و بان من
من بروں از خویش بودم نالکے شد یکے اندر یکے اثنان من
گر عیاں را بایان جمع آورم منته بر من نہد منان من

اے ابوالفتحی محمد باز آے

باز آمد نیست در امکان من

غمرہ بن تو دل بے برنت بنہ بجان من جان و جہانم آن تو درد و غمت اثنان من
بوسہ اگر ز دم چہ شد ناز و کرشمہ صیت این لعل لببت ہمہ گمان است گم شدہ آن نشان من
ہر چہ کنی ترا سز و فعل مالیشار توئی قہر مکن کرم بکن زبیدت اے جان من
کیست دلالہ و رقیب نیست و جود ریا من تو تو بمن یکے عین تو شد عیان من
شخص تو در خیال من بود تو در نہاد من نقش تو در ضمیر من نام تو بر زبان من
دیدہ شدہ بعینہ مردم چشم من توئی نیست بجز تو دیگر کسی سچ جہیم و جان من

مہر محمد احمد است و احمد را احد بنحو اں

مہر محمد

آہ حجاب من شدہ میمے کہ در میان من

باشد کسے ز عشق مرا امید نشان
 آنگو ز خویش بخیر است با خبر ہماں
 اطلاق نام عشق روانیت بر کسے
 کز جو ریا رغبت کند نالہ و فغاں
 رفتم گشت باغ کہ بسیم مثال پا
 سرے دگر کجاست جھکے ی ریا
 گویم بدیدم کہ لبش را خراب شد
 مارا عجب کہ چونہ بدیدست در کمان
 مردم دریں موس کہ ہمیرم بہ پیش تو
 کارم سجاں سیدہ و آخر شد و توان
 عاشق شکم پرست نہا شد جوان
 روحانی نہا شد محتاج آب و نان

چوں من خرابی از بحر عشق نیست

بوالفتح را پیرن بخراں دگر نشان

خوب رویا تو کرشمہ ناز کن
 عشقہا از اعجز و زاری ساز کن
 ساقیا یک جرعه در کام ریز
 مطربا یک نغمہ آغاز کن
 سرو قد آبکش باہمت بلند
 گلعدرا خار را انسباز کن
 شاید تو خود پرستی را بباش
 غمرہ زن از سیم و زرا غماز کن
 گیرے تو شیخ وقت و مرشدی
 بل مع الاسلام شئی باز کن
 پیش کند وی کبش نقمہ بدہ
 انگہ بر مردمان در باز کن
 نقد را بانسیہ تو یک جانبہ
 می شود قصہ دراز ایجا ز کن
 بوسہ را اگر او اشارت میکند
 خویش را متان بہا ز ساز کن
 نیست مقصودے و موجودے مگر
 واحدنی واحد اعمبا ز کن

اے محمدت پرستان کا فراند

حق پرستی را کیے ابراز کن

مستم حسن را خزاں کن
 درد و اندوہ را بدرماں کن
 حبسہ را شانہ زن فراہم آں
 خاطر جمع را پریشان کن

آن سیه زلف راز رخ برگیر کفر را بدل بامیان کن
 مشک و عوی طیب کرد و جعد بکشا و بس پشیمان کن
 بوسه التماس گر بکنم کرم خوشتن و و چندان کن
 گر تو داری سبغ دل گردی گل و نیوہ و حبیب و دامان کن
 اسی ابو الفتح ستر باز بگو
 زیرہ را ہم سبے کرمان کن

سہیتے
 مہتا

جھائے یار الے دل و فادان اگر گردی و دہ آں را صفادان
 اگر تینے زند بر سر زبے لطف اگر تو دم زنی جہل و خطادان
 اگر عاشق شود زان محلستان دران حالت زند بوسہ روا دان
 ز جور یار و دل گر خواستے است تو در درش را عین دوا دان
 چه پندم میدہی اسے ز اہدو تو مارا بد بگو و اس را دعا دان

محبت مایہ رنج است و محنت

محمد حسن خواں را بلا دان

رویف واؤ

مرا یسے است در خاطر اگر گویم کدام است جہانے بتلا گرد و بلاے خاص و عام است
 ربوہ ز باد لعل میگوشت جہانے مست می گردو شگفت آید ہمہ کس را ندانم تا چه جاہم است
 صبا از حبیب و دامانش و بد بوی بگوارا صبح از تابش عارض نکد کن مہر دام است
 پیاد را مثل باشد و چشم مست غلطانش وے پر پر پاید مگر ساقی مدام است

زر خسار و جبین او ہزاراں مہر می تابد

قد و بالاش اگر مینی ہی سہر و تمام است

سہیتے

مرا افتاده است با آں دو گیسو
نہا دم دین و دنیا را بیک سو
شدم از قبل اسلام بیزا
چو دیدم عین محراب است ابرو
اگر عاشق شدی جو رو جفاکش
نہ آنکہ نیکوئی باشند بد خو
مرا در دل نباشد هیچ شخصے
در آں محضر کہ نیست الا کہ یا ہو
اگر یک بوسہ خواہم بکنت
نہ بخشہ آں مکار شوخ بے رو
اگر بر لولے عاشق شدستی
بکن از خویش و از بیگانہ یک سو
ندیدہ و دیدہ ام روئے غنودن
مگر آں چشم فتنہ کرد جادو
میان چشم و دل می رفت گفتے
کہ عاشق من منم یا آنکہ تو تو

ابوالفتح از رد انصاف گفتے

محمد راست میگوید کہ ہر دو

آں یاری یار و محسوم می کو
از صدق و صفا و مردمی کو
آں طیب و طرب نگار و بر
آں مشرب و عیش و خرمی کو
مے خوردن و مہدم پیایے
آں مستی و ذوق و خرمی کو
آں وقت جماع خوب و یایں
آں مجمع عشق و مہدمی کو
آں رقص و سرود و دف و دنگ
واں خندہ بلایے بیکمی کو
آں ساقی سادہ باوہ بخشا
بانا زو کرشمہ مردمی کو
آں بوسہ و اکنار و اگلان
واں رخس و صلیح درہمی کو
یاراں کہ بیکد گردا رفتند
آں حال مستی و درہمی کو

ابوالفتح بدرد و سوزے بر

آں یاری یار محسوم می کو

عشق بازی اگر ببازی تو کار دنیا و دین بازی تو

نیکوئی و بد خوئی

مست و درہمی

خندہ و بلایے

درہمی و مستی

تو برادر

۴

و برادر و غمت قرار شد
 خوش بزی مرد بے نیازی تو
 نه تو در بر نه یار و بر تو
 برچه زنی و باچه سازی تو
 رخ آں شمع را کج بامینی
 گره چو می نمی گدازی تو
 نیست در عشق گره کسے انباز
 فرو باشی و سر فرازی تو
 مرداں را که میسکنی پامال
 قد بلند و مودرازی تو
 صوفی با صفا و صفائی باش
 چند بر ز بد خویش نازی تو
 گر خدا را سخی شناس شدی
 برچه هر جا بنی گدازی تو

ای ابو الفتح خوار و زاری

بایدت هر نفس گدازی تو

می بینی آبخواں خوشخو
 آں قد بلند و راز گیسو
 آں ماه جبین زهره خسار
 با بیج کیے نکر و یک سو
 با جله جہاں نفاق بازو
 گوید تو منی و من ہمیں تو
 چون نیک نگه کنی بدانی
 اسرار کشیر آں دو ابرو
 آں چشم کشادہ چشکے زد
 بر بست خیال سحر و جادو
 آں محبت نگر که ارخان است
 واقعبہ کفر است بازو
 آں حس شکر که غل خوشد
 و اں خال که کافر است ہندو

بوغضت مدار استوارش

آں ظالم کافر است بد خو

گرچه پیری و یا جوانی تو
 عشق را با تا توانی تو
 عشق را پیشواے خوشینا
 کم نگر دی و کم نمائی تو
 لعل میگویش را که بوسه زنی
 واکہ دروہم و در گمانی تو

۴ حضرت خواجہ ایرغزل را در زکند بہت دشمن و قیدہ ستہ مر قہ فرمودند

عشق را نقد وقت خود می سنا باش باقی بدافسانی تو
 گر خیال لبش بدل داری روز و شب مست و شادانی تو
 گر شوی در دوش و غم آشام ایمنی خفته در امانی تو
 دامنِ لطمه پیشش شد
 ای محمد چه ناتوانی تو

رویف صا

یار اجمال شمع رنخ را تو دیدی پروانه وار گرد چرخ پیرید
 خامی تو هیچ دو دیرا غم نخوردی خوروی تو گرم و سرد جہاں اندید
 ذوق خار و راحت مستی گرفت گلے بنا زن لب میگوں مکید
 یا شرط عشق را بکس باختی گبه ذوق وصال و درد فراق چشید
 و قتی پیای تو نشکست است خاچر گاہے بوسل آن تن گلگون سید
 معشوق تو گاہ بخشم از تو رفت است و آنکه بعلج آمد در بر کشید
 بوالفتح راستی که جہاں اندید
 فی راحۃ چشیدی و نئے غم کشید

منم در عشق بازی پیر گشته ولایت در دو غم را میر گشته
 نہم در سر پریشانی ضرورت کہ زلفت پاکشان زنجیر گشته
 مگر جلدش پیچید در گل ویم شدم دیوانہ و تر و پر گشته
 وضوے عشق را بر قول عشاق ز خون دیدگان تقدیر گشته
 جوانی عشق در پیری فراغت تو گوی مشک بوده بر گشته
 مرا عمرے است و ز جہاں گذشتہ بتقوی و عبادت دیر گشته

۳۲۱

نہ حضرت خواجه بندہ نوا زبیر غزل را در زجہ سوم شوال سنہ ۱۰۰۰ فرمودند۔

مگردارند خواباں استوارم
شود وصلے بدین تدبیر گریخته

کدام آں دل کہ دلبر برگزیده
خوش آں عاشق کہ بامعشوق پیوست
کدام آں سر کہ آں سرور گرفته
پس آنکہ عشق را از سر گرفته
زہے دردے کہ در عاشق تہی
زہے یارے کہ کاسے برگرفته
چہ کار آید نبات و انکبوت
کے کزلعل تو شکر گرفته
ترا ناز و کرشمہ شد زیادت
نہال عشق ماہم برگرفته

ببازی گفت ریزم خون اورا
محمد این نکو اختر گرفته

آں سادہ کہ بہت خواجہ زادہ
اورا ہمہ روز نیست کاسے
دین و دل من مباد دادہ
جز گشتن باغ و نوش بادہ
آں منہ بچہ را ہر آنکہ دیدہ
زنا رہبستہ برکشادہ
ایں دولت ہم شود میسر
من گردم خاک و رفتادہ
گر عاشق پارسا است زائد
او مخرف از طریق جادہ
بوالفتوح اگر تو عشقبازی
بر بند گلوے خود قلاہ
و انگاہ بدست یار سپار
ہر سو کہ بود بروکشادہ

در کعبہ و کلیسیا ہم
اخلاص و ورع مباد دادہ

عمر را کردہ اندامزادہ
عمر را بر مثال حصے دادہ
نیمت ازوے گذشت اندازد
لیکن آں حصن را نیست دروازہ
ای جوان این گماں است درخورد
ہر دلم این دخت میشود نازہ

این نزل و جراح الکلم در لغو نظر روز غیب بہم ذی الجوشنہ مرزوم شد

رو

ن ہر دلم

بلکه هر روز در زبول زوال
لیک رفته است قسمت، انداز

ای محمد نو و نمود است رو

در نو بازداست آواز

تکرده زلف را شانه جهان بگشته دوا
بروے سبک شمع تو دل من ادا پروانه
نه چون تو دلبسته باشند چون من شکسته
دوای من جفاست تو شد ایست ایاز
رخ تو کعبه جانم خم ابروے تو قصه بسط
لب بهیگه رخ تو یار ادر است میانه
چرا از آن سینه است خود شویم آید
چرا از آن جان و تنم اخزن شویم
الا ای یار حسین تن وجود از تن من بود
محمد شیخ تزدیری نه ایست کار مردانه
نهای شب بخوری و روز بسجاده نشینی

نبرد عشق بازی شوران زرد و نما خا

تو خامی ای پسر طبع غوری بخت بکند

نقش نگار خاتم دل را نگهینه
لعل لب و دامنش به رافینه
هر چند مغلم ز نقد و سمال یار
از درد چهره پست لب بهینه و فینه
زیب که سرفرو و نیار و مبرور
آنکه ز بندگان تو باشد مکینه
از جور و از جهاش بهر دم چه پریم
کز درد سوز و سست به جانم خزینه
یعنی چنین بود که گیم آن نگار من
تا گاه از درم بدر آید کشینه
چون آشنای عشق بغیر افتد
جز درد سوز رخ ندارد سفینه
آن آه سر و هر نفس بر موارود
ترسم اگر بر آید از سوز سینه
لعلش اگر ز لطف مرا بوسه بداد
آن میر غمره بر پنجه شمشیر است و کینه

بوالفتح و اربابش دنبال نقد و

فردا ز تار حبله بانکار و مینه

زلف تو کند ستم ہمارہ
نمسنہ بکند جگر و دو پارہ
تنگ بوہنت شکر فشانہ
لعل تو کند شراب خوارہ
پستان ترا چنان مکیدم
گوئی نبات بہت دو پارہ
پس کویہ سریں ہر آنکہ رفت است
می باید کرد سنگسارہ
آن ماہ مرا بدست ناید
پیچیدہ بر من این ستارہ
اے جعد دراز و خور و ہمت
لب لعل تنک مکن دوبارہ
آن منکر عشق را چہ گوئی
گاوی و خزے و سنگ خارہ
در عشق نہ اگر تو مسیری
بائے کہ باش یکسوارہ
بین پیرہن و جود کردم
در عشق بتاں ہزار پارہ
گر ممکن نیست وصل خواہاں
می کن توزد و در یک نظرارہ
گردست نیرسد بجعدش
دیوانہ باش سنگسارہ
بواغ فتح اگر وصال جوئی
چارہ نہ بود ز مکر و چسارہ

گر عشق نبازی اے محمد

تو کیسی و سپہ و چکارہ

جوان مست من سینہ کشیدہ
خرا مان میر و گفت آنکہ دیدہ
جہانے زوشدہ دیوانہ ہر سو
چنین صورت خداوند آفریدہ
تمثل کرد اواز نورستدوس
مجم غیت این صورت گزیدہ
اگر سرے است ماندہ استادہ
و گر بغیت بر مردم دمیدہ
و گری است عاشاق سیست
خیال جعدا و ستانہ دارد
ازین خاشاک و از خارے خلیدہ
و گر گلبن بود خالی نیابند

سن

بہار
نات

چنین صورت مسلمانان بدانید
نہ چشمے دیدہ نے گوشے شنیدہ
اگر ابروے او خود مین قبلہ است
چنانہ طرف سمتش خمیدہ
ملا مت عشق بازاں نشاید
محمدا راستایں وصفے حمیدہ

جان راجی سپارم با سینہ کشادہ
مست و خراب باشم لب لبیبانہ
حمدے خدائے گویم نہ کرنے بجائے ارم
شد عاقبت حمیدہ باب الکریم کشادہ
گر رحمتی بیاد باشد شستہ بر در
در مرد و نیست مارا بجے بدر قنادہ
بر ہاں غریب گوید سخن غریب فزاںک
مئی تب تو بجے جوانمردانیک منم نہاں
جنت، بکار ناید حور و قصوف زن
یک غمزدہ بیاید باغ و حریف سادہ
گیسو دراز را اگر کایش قصہ مختصر کن
می باش بردار و روز ثباتادہ

گور زین بابل
عے تکتی
چو زلف
جزایں

ردیف یا

بہار آمد بگلزاراں خرامے
بروے شاہد و ساقی سلامے
برجے باغ و صحرا خوش برآیم
بیک دور و دور سپر خورده جامے
دے یاران ہمدرداں خبر کن
پیر بر مطرب و میگو پیامے
کنار و بوسہ گر شد میسر
لگو آنجا حلالے یا حرامے
اگر دستے نداداں خواجہ زادہ
بیایں رو بہ پیش شوغلاے
ازاں تنگ دہن زان علل باریک
اگر درد لبری تو چپیرہ دستے
منم در عشق بازی خود تہامے
محمدا و خرابات و خرابانی

نکو کردی برآوردی تو نامے

نوبت عاشقی است یک چہند
باز بنیدم دل بد لب بندے
یارمہماں رسد چہ پیش آریم
جان و دل خود شد است اپند
برزبان نیت جز کہ نام فلاں
میچکد سرچہ بہت درآوندے
عاشقان بت پرست و بدین
لکراں را چہ میدہی پندے
زادے ویدے بت روہا
فاسقے بت پرست شدرندے
باغبان قامت اگر دیدے
بیخ و بیا دسرو بر کندے
سروے بودے اے محمد تو

زلفش اردر بلا نیفکندے

نہ جائے تحمل است و زاری
گریا رنگد با تو یاری
مطرب غزلے کہ دل نوازی
ساقی قدحے کہ غم گساری
اے نازک و آفریدہ از ناز
اے فطرہ ابرو سہاری
اے سنگد لا و شوخ بے ہمد
این نیت طریق دوستداری
آخر کم از انکہ باز پیہ سی
اے سخت کماں چست یاری
رسمے است قدیم این تباں را
اے دل تو مگر خبر نداری

بوافتح اگر تو عشق بازی

مسکینی و عاجزی و خواری

بجہ اندنگارینا چناں موزون و زیبائی
کہ ممکن نیست جانے راز تو یکدم شکیبائی
خطاب لاشریک لک دے کبریا بیست
تو ی پیرایہ خوبی ز تو زیباست زیبائی
چنانہ دوست میدارم کہ محض دوستی تم
دل و جانم ہمہ عشق است منم با عشق یکنائی
بگفت دیو مردم من زبت روان نظر دارم
منش لاجل میگویم کہ احسنی ترا از حقنائی

مراد دل نمی آید رود از سینه عشق تو مرا از جان نمی خیزد که شینم بے تو هر طائی
کشاوه راز میگوم مرا دل بستگی تبت
ترا آراسته صانع چنانکه بادت هستی وے انوس می آید بے خود کام و خودائی

محمد آں جو نمد است که در پیری نظر بازو

تعالی الله ابو الفتح اخدائی را تومی شائی

مسلم نیست عشق و پارسائی معق نیست صدق و خود نمائی
ترا با عاشقان نسبت نباشد کتا از خوشین سبیر و نیائی
ز بے کم ممت و رسوا که باشی بگفت خویش گر خود راستائی
الاے و لبر چایک توانے و ہی مار از بند غم رمانی
محمد تا توئی در بند هستی میسر نیست کز غم هارائی
حدیث عشق در گفتار نیست چه بیوده تو چندی شاز خائی

چنین گویی جہاں و ہم و خیال است

خیال خوش خیال و لبرائی

آسوده دے ستوده جانے بایار شسته یک زمانے
وز خود قدے زنند با خود ملکه است و گرد گر جہانے
بردار زرخ نفتاب کیبأ از عالم عشق ده نشانے
اغما زروے خوب حاشا خود را تو ز خود مکن زمانے

ندس

از خال و لبش سخن محمد

گرد آر مکن و گرد زبانه

سروصل مانداری ز کجائی و پستی اینجا که نیست جاع و آزار که شد رانی
مینازومی نمائی هر خط و در فزونی فریاد از تو مار نظاره می ربائی

ربائی

گزشتہ پڑھو

گمہ ناز نے نیاز سے گلہ ہے نیاز ساری
چوں وقت کار آید گوید کہ عاشق بند
من آں فلاں فلاں سلطان وقت نیم
یسمرخ قاف قبرم از آشیان قدیم
ہر جا کہ یار جوئی آنجا حضور یابی
بوالفتح را گوئی تا پسہ از محمد
گلہ ہے شرم و چنک گلہ ہے بغزہ آئی
باتو مرا چہ نسبت با ما چہ اشنائی
تو کیسی کرائی زین مغلسی گدا ئی
از لامکان نہ استم شخصیم ہر کجائی
اما وصال با ما شک نرا ز خالی
اور اجواب گوید فریاد ازین جدائی

گر ایں سخن نشیند و رجان طالبم

من از میان نخیلم ماندہ رو خدائی

میلہ تجرم

اے یار عزیز می توانی
یک بوسہ ز لعل خویش بخشی
ہاشاکہ مرا میسر آید
گر برم کہ بخلو تنہائی
اے نازک دے آفریدہ ازنا
پیش و پس تو گفت گوی
مردی تو دے چو کبک نقل
باقدر بلند تو درازی
تا ریکی شب ز عکس لغت
آں یار مراست چشم ہست

از بوسہ شود لب تہ احساس

بوالفتح یقین است در گمانی

اے باد فوجہا ی از راہ مطف یاری
در گوش بلبلان گلہ از گل خبر چہ داری

کے باز می بیاید آن فصل ناز و سوسے
کے بوجے گلعدار یا ہم زنجیب و ماں
آن گل کہ دینہ گم شد امروز بازیابی
دی رفت باز ناید فردا کہ گفتی آید
بے از خیال و صلے عاشک که عشق شد
کے در کنار نشیند برابر ہم یاری
باجدا و تیرہ چیم مانم ز بیقتاری
امروز مست گردی فردا شوی خماری
بر نقد وقت سازی امروز در شماری
بے برگ رنگ و بوجے چوت کجانی

بوالفتح رافضی از غیب نصیبے

گر یار تیغ را ندسرا تو بر نیاری

مگر آواز عمارت
نہایت در بند
مست ہے

مگر آواز غمناک از قعر چاہے
مگر آوازیان جفت دوری
چو من می باش در دوشام و خونوا
ترا من دوست می دارم و گریہ
چہ بد افتد ترا ای شاہ خواباں
اگر خوانی و گرانمی تو دانی
محمد جزدش دیگر دے نیست
نزد دست یار ز داز سینه آہے
توی قمری کہ می نالی پکانے
کہ من ہم زین ندارم کلاہے
نکر دستم جزاں دیگر گناہے
اگر باشد گلے نیک خوابے
ندارم من جزاں روہیچ راہے
ندارم من جزاں دیگر پناہے

روم اکنون کجا آوارہ ایدل

بکرده موبید و روسیہ

دُکبرے نیست چوں تو یک پیرے
ہر کسے روے خوب دار و دست
نقد مارا بدل بے سیمہ کن
قصہ عشق احسن القصص است
مادرش را سہمی ازل نام است
بیدے نیست سچو من دگرے
اہل دل را بود دگر نظرے
در نقد است وصل در خطرے
فہم این ستر کے کسند بشرے
مثل عیسیٰ ندارد او پدرے

لے بروز جدوت و ہم ذی نقدہ مستہ ستر ہم فرمودند لے این غزل را نیز زید ز جدوت ہم ز نقدہ مستہ ستر ہم فرمودند

سراں دسرواں را بردت سر
ضرورت خاست از تو بے نیازی
ترا چوں تو نظیرے نیست دیگر
سز و بر سکل خوبے خود بنیازی
نباشد زیورے زیبا تر اے یار
برائے دلبرے از دل نوازی
محمد را نظر جز بر خدا نیست
ندانی عشق بازی و حب بازی
محمد را دماں محمود غزنوی
تو خود را ہم سپنداری ایازی
محمد را محبت فیض آبخاست
تو از ستر اقامت حسن و نازی
رسد بر مہ کنی کبر و کرشمہ
سز و بر سر و بتانے کرازی

دیگاری

قصہ ہفت

قمر بالاست بالائی ندارد

کجاست آن سرو این گنازی

ترا حق داد و روے پر جامے
مرا بخشد عشق پر کسائے
ز حنِ خویش انگہ بر خوری تو
کہ عشق من ز تو خواہد صلاے
بدین حن و نمک ناز و کرشمہ
نباشد مرد را دیگر مثاے
ترا ناز و کرشمہ داد چندان
کہ ما را برد از ماے بجائے
ببت باریک بن نازک تنک تر
ندارد احتمال قیل و قالاے
اگر کردے اشارت بوسہ عیش
یقین گشتے نماندے احمالے
سوال بوسہ از بعل آں شاہ
محالے ہست بل فرض محالے
درخت سرو و نخل و شکر ہم
نباشد همچو بالایش مثاے

نظم سرو و نخل

محمد در جبلت عقباست

خمی آید از و دیگر خصاے

صباے دلربائے مرجائے مبارک مطلعے میمون لقائے

لب میگون او یارب چه بعلست کہ ہر دم میچکد از وے صفاے

ۛ۔۔۔ جوامع الکلم در لغز و نعت شنبہ است و پنجم ماہ ربیع الاول سنہ ۳۳۰ درج شد و است

اگر تو نیک گوئی نیک خواہی
مزید درد مارا کن صفا ہے
بخواس الحمد و بر دل زن بفرما
مبادا درو اس دل را دوائے
ہمیشہ بودہ ام معشوق خواہاں
کنوں عاشق شدم و دیدم بلائے
ہمارہ مالہ از درد و محراباں
وصالت را نمی یایم بقائے
سرافرازم بعبدناز و کرشمہ
اگر دستے رسد مارا پیائے
بہ یکبوسہ دو صد جاں می فروم
عزیزاں را یگان است بہ بہائے

نمی خواہم خدا و ندا محمد

کہ ببن عشق خود را انتہائے

من آن نام کہ تو دیدی توان نہ کہ تو بودی
مزید در و من کردی تو حسن خویش افرویدی
نوید کشتنم کردی براں بشارت شادوم
مگر مرا و مزیدے برآمدست بزودی ^{مگر آدم بود}
وے ز عادت نختم ز رسم کار تو دانی
بہر کہ وعدہ کردی تو روے نطق نمبودی ^{دائم نہ بودی}
گراں سرینے کردست ز آب چشم غرق
فسرود آمد کشتی نوح بر کہ جودی
دراز باد عمرش کہ برد جانم از تن
دو گیمو کہ کشتادی ز عقل و موش بر بودی
نہضتہ عشق نیازم شوم فضیحت و رسوا
ز شک بوے نیابی مگر کہ ناز کشودی

بو الفتح عاشق گشتی مدار باک ز دروم

بگیر ذوق محبت مباحث آنچه کہ بودی

بیاساتی بدہ پُر کردہ جامے
گوزنہار حلقے را حراں ہے
براقے سمچوں برقے را کن زیں
مند بر سر تلاءے را لگا ہے ^{نہ نکلاے}
ندارم منزے از خویشتن دور
پیاے خویش را عم کید و گامے
بیک گامے گذارم ہستی جاں
بد مگر گام گوید حق سالاے
کجا جبریل تا سوز و زنا بش
کجا عرش است تا سا زیم باے

صبا ہے یا سائے نیت با ما شاید صبح اینجا نیت تھامے
 نہ من زار بے تسبیح سازم نہ ام خواجہ نہ من بہ ستم غلامے
 من اویم او من و لیکن بہ کونین ہمیں مرغی است دانہ نہ دانے
 محمد رفت از خود وہ درینا

از وہاں تیری نہ ماندہ جز کہ نامے

جاں تو بخشن خویش بخشاے از جرم و گناہ ما تو باز آے
 یک بوئے اتما کس آمد یادو شے بزن و یا بفرماے
 اے مرکہ نہ دید روے خوبت اے وائے برومرا صد وائے
 گر عشق بقہر خویش تابد کس را بنود قرار بجائے
 بوالفتح بہر طرف چہ پوی ماہر و نفر شدم کیپاے

اے سید پاک نے اوہ شہباز
 زین گفت و شنود خویش باز آے

نہ نوشم جز شراب عشق بازی نہ پوشم جز لباس کار سازی
 نیارم ہر فرو جز پیش سروے نیاموزم ہر جز ترک تازی
 تنخواہم کرد کہے جز کہ دل را نبازم بازی جز عشق بازی
 چہ باشد مال کس مکیں گرفتار کہ بائے ہر نفس در کبر و نازی
 مرا جز عجز و زاری نیت کارے ترا ہم نیت الا سہ سہ زاری
 ترا گیرم نہ داری احتیاجے نہ شاید کرداں حد بے نیازی
 یکے پیارہ امتدادہ میر و تو در عیش و خوشی و ناز بازی
 محمد پیر شد در خدمت تو مصلحت خواری و زاری و گدازی

وگر تحفہ مرا بہ بار گوی

کدامستی کہ با عشق بازی

مرا از خوبرویاں شد نصیب گئے اندوہ و غم کہ لطف و طیبے
 برنجے مبتلا کردست خدایم کہ از دے بہت عاجز ہر طیبے
 اگر در سایہٴ بام تو یارا شود آسودہ مسکینے فریبے
 ز جاہ و وعز تو بیخے چہ کم شد جوان مرد اتونی آخر لبیبے
 نہ میند چشم روئے خواب ولحت بدل باشد اگر مہر حبیبے

مدہ پسندم کہ باز آ از محبت

محمد راست از خواب نصیبے

اے یارا اگر چہ بے نیازی بزرگ شرف نے است دل نوازی
 آن عشق حقیقی است بیشک آں زاکہ تو گفتے محبازی
 می سوزم و مسیرم از اندوہ گویند کہ اینست عشق بازی
 اے عاشق مستمند چونی در سر نفی تو در گدازی
 اورا سیر وصل نیست با ما مارا نہ دے صبور و رازی
 پائیندہ نامد حسن ہر کس بر یک دو نفس چہ سرفرازی

از بند وصال حیر و ارہ

بواستح اگر تو پاکس بازی

اگر تو سرگذشت من بدانی مرا جز بیدل و مسکین نخوانی
 بکن ہر چہ کنی زیباست شاید سرت گردم مرا از دور زانی
 چہ تلخیہا کز اس غمزدہ کشیدم لبش دارد دے شیریں زبانی
 مرا ابرو دے تو پیوستہ قبلہ مہوے کعبہ و صخرہ چہ رانی

چہ چندیں در سرت حرص و مہربا

محمد گشتہ توشیخ فانی

گہ گہ گر بکوائے ما گزری باشدے این طرف دے نگری
غمره اش ناو کے کہ پرواز د عمر جان خستہ را کند سپری
اے کہ منکر ز شیوہ عشقی نیستی آدمی کہ رو تو خسری
اے مذکر چہ پسند خواہی داد تو کہ از سر عشق بے خبری
چوں تو خوبے کسے نشان ندید کلی و صغ و چہ سرہ چوپری
سرو قدی و راست طبعی ہم گل قبا پوش و سیب سبز تری
اے محمد تو عشق باز کنوں

نیست کاین اوست تو دگری

نک
اکون

کمند محبہ تو بر حلقہ دے خم ابرو دے تو محراب عامے
لب انکور تو باد چکانے خدو خال تو با ہم صبح و شامے
ہمہ آزادی خواہ مسند از حق ترا خواہم شوم کم تر غلامے
بے مقتول و قاتل نیست پیدا وے بر بل خون غور اتہامے
سُریں چوں کہ کمر بشل کاہے عجب کاہے بود کہ راقیامے
اگر دینا کہ جعش دش گرفتہ بلاو کرد را مسکین سلاہے
منم گر پس روز باد و عباد وے در عاشقی ہستم اماہے

۳۲
بلاد کوہ

محمد نبی مرد ملامت

نہ در عاشقی مرد تہامے

ترادادند روزے چند شماری چرا بر خویش خود را می گماری
برو خوبے بریں و بادہ را نوش گہے سرمست باش و گہے خناری
چہ بر خوردی ز عمر خویش یارا دے با خوب روے بر نیاری

۳۳
می نوش

بکوسے می فروشاں رو بگشتے کبن باخبر ویاں عشتد یاری
ترا باخیر و شرکس چہ کار است بنقد و قت شوگر مردکاری
ترا از منے نشد گر آبروے بنزد عاشق میخوار و خواری

محمد گرنبازی عشق بازی

تو آنکد ایلد وگا و و حمار ی

مرا باکس نمازہ صلح و جنگے مرا اقتادہ از سر نام و ننگے
مرا معذور دارید اے فقیان دلم بردہ جو آنے شوخ و شنگے
منم سر مست ہر بازار کوئے نخورد کسم اگر چہ سے دینگے
خوشم ز آنچہ رسد از تو نکارا زب بوسے و از غمرہ خدنگے
کنم من جان سپاری چون سازم گراز برگ نو بازیم رنگے
بجاں بازی مرا فرمان دہی گر بیازم و رزاں نبود درنگے

کہ از برکت تو

محمد نیست نابودی مگر تو

ترا باکس نمازہ صلح و جنگے

مشل فحم و فادارے ندید تسم دگر ایسے بقا با داتراے غم توئی یار و فادارے
مرا یاران ہی خواند سوئے باغ و بتا ہنا مرا بے گل رنخے رستہ بینہ چند نو خالے
من آنکس ملاکمی خواہم اگر با من نباشد او چہ گردم من بگلزاراں چہ کار آید چمن پارے
مسلمانان مسلماناں از ان بی درد فریادے دلش با مردماں با من چنانکہ باز بردارے ہر باریے
خیال جیدا و کردہ مرا رسوا بہر خزانے پریشاں ساختہ بلکہ بہر کوئے و بازارے
دلم بر بود و لدارے تسم گکائے و خوشخوار سرین اوست کہہ سارے براں حبش یارے

جہاں چنہ بسر آید محمد مونے باید

مشل غم و فادارے نیابی در جہاں لیے

بیاکہ برہمہ خوبان شہر سلطانی
 اگر تو ناز کنی بکھنایا کنند
 بیک کر شتمہ و چٹک دل از جہان بی
 سہر توبہ بگردم ز عشق سیم تنان
 سزد کہ پیش تو خواباں کنند شناخوانی
 و گر تو سر بفرازی رسد کہ شایانی
 سزد کہ سحر گویش و معجزہ خوانی
 ترا بدیدم و آدبہ پیش حیرانی
 چہ و رواست کہ دارم از چہاں برد
 چہ داغماست کہ دارم بینہ پنهانی
 اگر ز عشق کنی توبہ مرد و دین نہ
 و راے عشق بود ہر چہ باشد آن فنا

کمند جعد تو بر حلقہ دای
 فوای درد مطرب می نواز د
 امیراوست مرخا صے و عامے
 ز غصہ کا قیم کمند سلاے
 مرا یاران منید اوندیاری
 مرا شاہد نمی گوید پیامے
 صبا حے خندہ بر بخت بد خود
 بہ گریہ میگزارم نیز شامے
 حدیث عشق نطق ما بہ بستہ
 نمیدار دور و اگویم کلامے
 ہزاران درد و غم را اختیار است
 بقائے درد را باد انتظاے
 وصال خوب و وہم و خیال است
 سماں سوہست دل را اہتمامے
 توئی شہرت سخن خوب و دی
 مراد عشق بازی ہست نامے
 اگر خواہی کہ دانی عاشقی چہیت
 محمد را شوالے خواجہ غلامے
 مہ نومردان را انتظار است
 نہا تو روے از بالائے بامے
 بیاکہ خوب روئی نیک نامی
 تو صید عقل را ہستی چودامے
 اگر تو دل ستانی باز نہ ہی
 توئی درد لبری بخت نہ خامے

مرا مردن روانہ بود محمد
 مرا شاید کشد با صاف جامے

امروز مراست روزگارے امروز مراست روزگارے
 از گلبن او بدل خلیہ است از گلبن او بدل خلیہ است
 الحمد خداے آساں را الحمد خداے آساں را
 دیوانہ مست او شدہ ہیں دیوانہ مست او شدہ ہیں
 آں بادہ کہ از لبش چکیدہ آ آں بادہ کہ از لبش چکیدہ آ
 از درد و دم بہر کہ گوئی از درد و دم بہر کہ گوئی
 عشق من و حسن او شدہ ہو عشق من و حسن او شدہ ہو
 غمخیز و زن و گوی باز و کیش غمخیز و زن و گوی باز و کیش
 اسی کج کلہ و بلند ہمت اسی کج کلہ و بلند ہمت
 فراق ترا چوں شکارے فراق ترا چوں شکارے

زیر بانہ و بناک پایت
 ابو الفتح چہ کس کہ ام بارے

مرا حق و ادویارے دل پندے مرا حق و ادویارے دل پندے
 بتے آشوب و لہا عشق بازے بتے آشوب و لہا عشق بازے
 کیے جزاکمرا برو ہلاے کیے جزاکمرا برو ہلاے
 ننخواہ جان من بروے مگر کہ ننخواہ جان من بروے مگر کہ
 تو منکر عشق را یا را سپہ خوانی تو منکر عشق را یا را سپہ خوانی
 مرا غیشاں و یاراں نیکو آماں مرا غیشاں و یاراں نیکو آماں
 منیدانداں مثنیٰ ستوراں منیدانداں مثنیٰ ستوراں
 مگر جہد و سرین او شدہ ستند مگر جہد و سرین او شدہ ستند
 نہ من تنہا گرفتارم بدامش نہ من تنہا گرفتارم بدامش
 و دم را نیست از و آزار ہر گز و دم را نیست از و آزار ہر گز

منم کز دیدگان خود بر شکم روادارم بہر گردن کمندے
محمد شکر حق را کن بخودے

ترا حق داد ایسے دلینے

اگر خواہی کہ ذوق درو گسیری نہان می باز عشقش تا بمبیری
حکایت کردن و نالہ گزیدن دواے درو باشد دل پذیری
شہید بدر باشی ای جوان مرد بدرو ماہ روے گرمبیری
نہاے عشق بازی ذوق دارد ہوا با خوش براں لیکیں بیری
ملا مت نہ عزامت نہ ہے ذوق امیری بظاہر گر چہ سیری
و قار و قرو عزت باتو باتی است اگر چہ خواجہ باشی یا وزیریری
نہے خمرے خمارے نے سلائی نہ ہے دروے کہ دار و دلپذیری

نسلات

محمد عشق بازے کہنہ بہت

ترا باید کز و این فن گسیری

بہ لوح دل مرانقش و نگارے مراست از خیالات روزگارے
بہر جا کہ یکے مرغ ہواے است ہواے عاشقاں بوس و کنارے
ہمہ کس دوستے را برگزیدست گزیدست تم جفا کارے نگارے
مرا معشوق من ہمہ سایہ شد بجمہ امتد کہ شد معشوق طارے
چہ طعنہ مہینہ در عشق زاہد مرا ہم بود روزے روزگارے
بدیدم تا منے مہینہ خوارہ را مرا افت و باکے کار و بارے
سرے بہناد و ام پیش چلیپا سجدے میکشم بروقی بایے
مرا آن عزت و دولت کہ دادست کہ گرم بردار و خاکسارے
پرستم ہر چہ یار من پرستد اگر چہ بت بود یا سنگ خارے

نمائندہ ہیکار

جواں مرد از ہر عرق مرا گو گزنفارم نماید پیر کاے

محمد در میان درد منداں

ترا ہمہ میکند ہر کس شمارے

چو غش باشد در ایام جوانی میان ماہ رویاں مہربانی
 کند ہر یک دگر را لطف و یاری زہے عیش و خوشی و کامرانی
 میسر خلوتے گرا جو آنست ہاں ساعت شمار از زندگانی
 مرازاں محل شیریں تلخ میگو کہ نزد است آن شکر نشانی
 ترا آن دولت و غرت کہ دواست کہ بر یار عزیز خوارمانی
 دو چشم مست او غلطانت ہو دو صدر بخور را بے ناتوانی
 الا حبد درازا کہ ہر سینا زوم دستے کہ دانم دل گرانی
 خیال لعل تو مستانہ دارد نہ ام مست شراب ارغوانی

نہ کہ تزدیر باشد چاہ جوانی

محمد عشق می باز دہستانی

اگر مسیرم بدر و مہربانی مرا باشد حیات جاودانی
 سرے بر در نہاد و ماندہ امن تو دانی گر بنحوانی یا برانی
 اگر خندہ زنی گلہاں ببارد و گر گریہ کنی دُرسے چکانی
 نمک حین تو دلا لہ است مارا کند ناز و کرشمہ پاسبانی
 میان مانگنجد حبزہ کو ذوقے اگر داری تو حسنے پس بدانی
 ترا برو دواست ہر دو محراب فرضیہ شد نماز ما و و گکانی
 دے ہا دے اگر گرد میسر تو آں دم را شمار از زندگانی
 اگر بوس و کنارے ہم بنخشد زہے عیش و خوشی و کامرانی

جند

بدردنم چہاں آسودہ امین نیا سایم چہیں درشاومانی
 ز چشم مست غلطانت رسید نصیب من بلا و نا توانی
 اگر تیرے زنی اے ترک غمزہ رواں از سینہ و جاں بگذرانی
 سرینے کاں نگارنا زمین است کہے نہ بود بریں شکل و گرانی
 محمد نظم میگوئی تو یا نشر
 نباشد نظم کس را این روانی

منی از حسن و خوب روی زیراکہ بعینہ تو اونی
 تو از سرتا قدم جمالی تو موے دراز و مشک بونی
 در تابش سہو آفتابی جزا کمری و ماہ روی
 لطف و کرم است و تو بسیار در توصفہ است از حد و روی
 وصف دہن تو بہت یارا ہر جا کہ زبان ز گفت و گوئی
 تو منزل ما و من نیابی بوالفستح بہر جہت کہ پوئی
 آراستہ چنانکہ باید
 افسوس کہ نیک شت غمی

از خرداوی

ز ہر شمع رخ پروانہ واری بسوزم گر کند این بخت یاری
 بیک بوسہ دل مارا تو خوش کن قفائے چند برگردن شماری
 بھمداد مرا عزت و فخر ہے است کہ میرم بردیارے بخواری
 سگ دیوانہ ام کوراکرم من کند باناک کوئے یاری
 تو از برگ نوارنگے نداری تو چہ بیسکنی جان را سپاری
 محمد شہباز کے کہنے تو
 ہمارے تشنہ و بر غرق کاری

جوان مرد ادب آری وصف جودی
مگر لب بر لبم کیار سودی
ہمہ شب در خیالے زلف و خالے
بوہم خویش ای دل خوش غنودی
مرا گوئی چه دسبالم گرفتگی
زودی چشمک بخندہ دل ربودی
چه گویم چشم تو چه شوخ دیدہ است
زدم عقل و دین را و اربودی
ز مجنون عشق و از لیلی نظر ما
حدیث لیلی و مجنون شنودی
بجز جوہ و جفا دیگر سبازی
تو عین درد غم بر اکشودی
مرا تو وعدہ کشتن بکردی
کر مایاں را بود وعدہ بزودی
شراب در دریا پر پر بہیمسا
مرا شیار گداز از جہودی

محمد عشق را فنا بخش

ہمارا محنت و غم را فرودی

ندیم در جہاں یائے نیش در غم خورے
نباشد در جہاں شخصے بے غم وفادارے
علیٰ ہذا چین آمد کہ شخصے نیک سخم من
مرا یارے وفادارے و دلدارے غم خورے
وفائے سینودی گزشت غم مرا شادی
ز بے یارے ز بے چارے ز بے کلاے ز بے یارے
نشان عاشق صادق اگر گوئی ترا گویم
کیکے از سوختہ رفتہ کیکے از زارے
ز رشک و غصہ می میرم مرا مشوق عالی
از ان ہر یک نشان گوید مرا گل شستہ خالے
ترا اے سرور من بہت کہ با قد بلندستم
اگرچہ راست میگوی ولیکن بے گل دلاے

محمد را موس در سر کہ او در سوز غم میرد

نہ چوں پروانہ یک لمحہ ولیکن جاودا آے

اے ساقی مست من صفائے

اے سادہ کیا بوسہ کنای

اے صاحب شتی و باغے

و اے مطرب خوش نوا نوائی

و اے شاد و خلوتی حفائے

اے یار درختی و ہوائے

اے شیخ و قلندر و مولا
مارا سر سوری نباشد
اے زاهد مستجاب دعوت
از بہر مزید عشق و دردم
باشم ہمہ روز و خیالے
ہر روز برم خیال و صلے
ایختہ وجود است خالی
بوالفتح دل از جہاں تو برگیر
اے مونس روزگار میکس
روز و رستہ بہت این شہرہ
میدار غنیمت اے جو اندر
اے خواجہ نشد مرا میسر
این اہل و ولد مرید و فرزند
مرغ دلم از قفس قیادہ
کے باشم من ز خود برآیم
من باشم و او دگر نباشد
الحمد خدا اے آساں را
مارا تو دماں کہ مافقیہیم
طاؤس صفت بشکل زاغے
ایں طابن من بہت وجود آشد
بوالفتح بقدر وقت خوش باش

اے کوچک و نغز و باغچائے
باشم سرے و خاکپائے
تسبیح بگو بخواں و علے
کیا فاستح خواں بالتحائے
من مانم و غرق آشنائے
ہر شام بگریو و دوائے
الاکہ دوست ہو و ہوائے
جانے نعم و بلہ است و لا
تو در درماکن و دوائے
نے مانم و من نہ تو بجائے
شو صوفی صاف باغچائے
ہر روز بمنزے و جائے
گشتند مرا چو بند پائے
روح قدسی اسیر سائے
پرواز کنم در اں فضائے
باشم در و را و رائے
وایم صواب بے خطائے
در ملک قدس پادشائے
باقی تو دماں جہاں خدائے
جز من مطلب بہر سرائے

جائے نعیم و
بلاست

روح القدس

عشق

گرداری عقلی درائے

دے دارم اسیر و مبتلائے تنے دارم گرفتار ہوئے
ہمہ کس خیال غر و جاہ است بماندہ خاطر مرا ابتلائے
مگر گرد و سر من خاک آن در تنہم پیچیدہ پارہ بوریائے
مرا ریشے میاں سینہ پختہ است طبعیا کرتوانی کن دوائے
گر قسم نبض خود دیدم رگ بان نماندہ ست در من امید بقائے
مگر یک بوسہ بخشد مرا یار ز حسن لطف بہ نماید بقائے
جہانے تازہ یا ہم جانکے نو نہ بنیم بیچ گہرے فنائے
نہاں دینے من آرزوئے مگر میرم سرے در زیر پایے
دے رنجور دارم تپ بہین است کم از غیر حق من احمائے

محمد از ہمہ غمبار ست

نماندہ در دلش اندک ہوئے

الا اے ساقی خوشخو صفائے الا اے مطرب خوش گوئیائے
چہندم میدہی ای زائد وقت مزید در و مار کن دعائے
قمار عشق بازی او فرہ برد کہ با معشوقہ می باز و دغائے
ابو الفیاز ہے دولت اگر او و بدوشنام و من گویم ثنائے
اگرچہ نیست ممکن وصف یار مرا برباد میدار و عصبائے
قوی گیسو دراز دست کوتاہ کہ اندر ملک عشقی پادشائے

ز من از صد رویں پرسید گویم

خوابے بہت ز منے خوشنائے

فرہاد منم تو کہ شیرینی باکوہ گرفتہ ام قرینہ

گر عاشق کس شدی ضرورت
با محنت و درد ہم نشینی
من عاشق تو تو یار معشوق
مہتاب منم تو شمس دینی
شیریں لب تست تلخ گفتار
شکر دہنی و زہرہ سینی
ابروت بعینہ است قبل
وان غلط چشم رانہ بینی
گوئی کہ دو شہر یار سرت
دل زندہ بیکدیگر مبینی
یک بوسہ زردم بغیر از آن
چندیں چہرہ ہی تو طاق ببینی

بوالفتح خیانتے نزاری

الحق کہ موذبی امبینی

مثل تونہ دیدہ ام جوانے
شیریں شفقتے شکر دانی
از ناز و کرشمہ نیک دارد
میباز و خود بخود نہانے
او سرو قدے است گلنزار
باریک کمر سرین گرانے
او ماہ جبین لال ابروست
جا دو گرے بہت سحر دانی
او بلغ و بہار تازہ روی است
بالاش قیامت جہانے
زیں چاکب دست شہسوار
باجعد و راز موسے ابنوہ
زیں تیز روے قوی کمانے
تا بر سر عشق برتر آید
برخانہ اوست نزد بانے
بیسند جمال جاودانے

میگرد چشم بچومتے

می افتد بچونا تو آنے

بسیتم نطق کا مرانی
گشتم طواف شادمانی
خدا کہ خوشیم و شادمانیم
نوشیم شراب ارغوانی
با چنگ و رباب نائے دوزک
بارقص سرود گل نشانی

اندوه ز مابدور کردی اے غم تو سیاه روی
دوری است ز مابدور دوری از قرب سید پر نشانی
مشتوقه مرا بر هر ساره در عدد و شمار نیست ثانی
از کاشش و از دینخ افش بیزار شدم حین آنکه دانی
عشق و من و یار بر سه یکجاست در بوسه و در کفن رمانی
هر یک زدگر جدا نباشد

بوالفتح همین است زندگی

خوش باد عشق و رجوانی آسوده بوسل یار جانی
او از تو نصیب خویش گیرد دزدی تو نصیب خود ستانی
خاصه که بود نگار خوش خود او مست تو مست عیش رانی
گریه توئی تو او جوانی باشد ز تو او لول وانی
از غسل ببت نصیب باشد مستی شراب و ریشانی
مے خوردن شد مرا عبادت رفته است خمار سر گرانی
از چشم تو دیده شد اثرها جادوگری و طلسم خوانی
از چشم خوشت پیدا آمد غلطیدن خاست نا توانی
تعلیم بلند سبب شد اے ماه لبت سر و ثانی

بوالفتح شدی تو پیر توبه

تا چند اسیر کردگانی

اے پیر باز با جوانی بین ناز و دگر جیبانی
باریک بله است و خنده باز شیرین و بنفشه افشانی
بادام بعبیه است چشمش لب پسته و شسته خوشبانی

بند راجی

سوی

مید

تو علم راج

ماہیت و یک بالاحت
سرویت و یک خوش روانے
سرویت و لے ہلال ابرو
شمعے است و یک بے دھانے
سرخے است و یک کبک رقبا
بانغے است و یک نئے نہانے
دینے است و یک دین احمد
آیتے است و یک ازقوانے
کفرے است و یک کفر فرعون
موسیٰ است و لے زحق نشانے
او یوسف ثانی است بہیات
از وحدت ہی کسند بیانے
بوالفتح بگو کہ اے محمد
ہزل کشا و دہ زبانی
او تنگ لب و کشادہ سینہ
پستانش مثال نار دانے
روے تو بہشت را نمونہ
کز دوزخ میدہ امانے
دریاست و لے برابجیواں
اور است حیات جاودانے
جعدے است و راز ہچو مارے
حیۃ است و لے حیات جانے
او عاشق خوشستن ہمیشہ
میداند ہچو او جوانے

۳۰

گوئے تھانے
بندر ہند

گر ہستی آں جہاں نباشد
او بہت فلاں کہ یا نے

فلان کرانے
نقلانہ و کیانے

مرا در دل خیال زلف و خالے
دل مرگشتہ از حالے بھالے
مرا در دی بہ پایا صفا و
بجام زر بجن یا در سفاے
مرا مقصود بہوشی و مستی
گرفتہ وقت من و در دل ہلاے
لب میگون او و ہم و خیالے
بہم بہ لب رسد باشد محالے
دوسہ دشنام دہ در مجمع خلق
مر شہرت شود عز و جہالے
اگر تو پردہ از رخ باز گیری
جہاں نے بخبر گرد و جلالے
سیان مردمان انستہ نظر
کے گوید فلان است کس

کس

زندقرعہ برائے کشتن من زمین ہم می شود زیر کوش فائے
 محمد برفس امید دارد کہ چشم او کند باوقے قیائے
 بزخم خنجرش پارہ کند دل
 شہید عشق گردم بمثالے

خوشی و خرمی و کامرانی فراغ و عیش و عشرت جاودانی
 میسر می شود بلکہ معتدل اگر نوشی شراب ارغوانی
 ترا حسن و نیک ہر روز افزاید مرا افزود مردم سہرانی
 اگر باکہ سرینے خاطر نخواست تلازمیش او تو پس بمانی
 بخلوت بابتے فارغ نشستن ابوالفتیٰ ابن است زندگانی

محمد این ہم گفتار تو صحبت

یکے اندر یکے شنیدت ثانی

جوان مرد و اصباحے راضیائے کنار و بوسہ را دارم ہوائے
 من از لعل لبست دارم خراشے بجز بوسہ دگر نبود دوائے
 بلب جان آمدست کیبوز فرما قریب الموت را فرما بقائے
 ز لون زلف تو شبست تاریک بیک خندہ جہاں را شد جلایے
 تبسم کرد عالم نام او شد ز یک چشک دو صد گوزنایے
 مرا در دلیست بی دریاں دریغ است کہ می گویند ہر روزے دوائے
 اگر در دوا و منت عاشق صبور است ندارد صبر را ہم احمائے
 محمد لامکانست زاکمہ اورا نباشد بیج تنغینے سبجائے

گہ در میکدہ واپستہ

گہ در زمرہ و تقویٰ پیشوائے

مقرر

۲

آمدہ

زبون بفضیلت
 اکمل عالم

لعل شیریں تو شکر بارے لب من طوطی شکر خواے
 زلفِ توتار و شبِ یلدے جعدِ تو و شبِ سیہ مارے
 بیچ سروے بمشل قامت تو من ندیم بہ بوستان بارے
 دین و دنیا مرا چہ کار آید نیست جز عاشقی مرا کارے
 بوئے لطفِ کردہ چو مرغ گرز و سیم گاز کے بارے
 گشت گلزار و باغ خوش باشد نیست خالی از زحمت خارے
 در جہاں بیچ چہیز بہتر نیست جز کہ یک لخط صحبت یارے
 گریہ پرسی محمد است عاشق
 ہمہ گویند کیزبان آریے

جوان من جوانے خود نمائے سوار من سوار بادشاہے
 حریف من حریف خوب طبعے قرین من قرینے دلربائے
 نگار من نگار نقش بندے ندیم من ندیم باصفائے
 بود گردم غبار خاک آں در نماند است در سرم جز این ہوائے
 سر من زیر پایش باد چوں خاک ندارد در دامن دیگر دوائے
 بد رو عشق اگر میرم ز کجے شہید عشق را باشد روائے
 اگر یارے کشیدہ تیغ آید بنہ سرمیش او گو مر حبائے
 دل و جان و سرو تن دین و دنیا کنم در زیر پائے افسدائے

محمد خویش را عاشق ہند نام

نہ دیدم آں چہاں یک غم دہائے

دیدم بہ کلیدیان نگارے زیں درد کشتہ شراب خواے
 مد من خمرے خراب شکلے دیوانہ و شے نزار و زارے

برمال

گفت از سہر وقت خویش جانے
آنگہ بصفائے مے نگہ کنن
بر لوح وجود نیست نقشے
مجنوں چہ کس است کیت یلی
نفس و کہ بود کد ام فرما
بہر چہ زن عزیز مصراست
از چہ سب است اں گرفتار
خود چاکر و بندہ چہرا شد
زین حال کسے خبر ندارد
جز بنجہرے شراب خوارے

میشک بخدا محمد اینجاست

چوں احمد پاک حق گذارے

نہا

الا اے شاہرہ رو لقاے
الا اے صاحب شیریں کلاے
الا اے زاہد مقبول دعوت
الا اے شیخ بر سجادہ جاوہ
عفاک اللہ یا شیخ المثنیٰ
رسیدہ بانہا عزم و لیکن
بدریاے شدم غرق اسی فیاں
لطیبا زحمت خورا بد رہبر
الا اے مطرب خوش خوانے
الا اے ساتی ساوہ صفائے
مزید و مارا کن و عاے
نفس زن تا بدام اقتداے
بروے خو بروے ابتلاے
نار و در و غشقت انتہائے
نبودست ساحلش را آشنائے
کہ در و عشق را نبود و وائے

بحمد اللہ محمد عارفی تو

شناسی قدر بیدل متلاے

بچشمک معید جان کردی بجنده دین و دل کی
 اگر خوبان بدل برون بدعوی آمدہ کیجا
 ز مے متی است مقصودم بدہ پر پیایہ ہم
 مراد سر مجھے تو دل و جانم فدا ہے تو
 بوقت خویش خوش بودم نہ از غلوت و درم
 محکم گردن عاشق کہ حیت آن نالہ و گریہ
 بضر بے غم خوش کردی بزخم غمزدہ آزر دی
 جوان مست و چالاک کی گزین میدان تو گو بردی
 جوان مزانہ بینی تو کہ صافی بہت یاد دی
 ہمہ عالم ہائے تو بسجمن بخشیدن فردی
 مرا ہے بت زمین بردی کنوں تو سجدہ و وزی
 تنے زار و نزار ہم بہر دم بادم سہری
 گراید عمر پامانے نیانی عشق را غایت

نہ پیری تو نو د سالہ بدانکہ کو دک خردی

نزدادہ شنگاری مرا سکینی وزاری
 نگارا خبر دئی تو جو آنے خوب شکلی تو
 رموز سحر را دانی توئی استاد جادوگر
 ہواے گل رخنے مارا بگرداند بگلزاراں
 ز سہ لطفے کہ حق کردہ ترا عز و مرا خواری
 ولے افسوس می آید کہ بارے بر خفاکاری
 شدی باہر بدل بردن جگر خوار کی چو فقاری
 ہواے کہ سرینے ہم مرا کرد ست کہساری

سینہ روی است این چشم بہر جا دید خوب را

یہ رویت

گرفتہ نقش در خاطر کشد و نباد اش خوار کی

مادر و ہر چوں تو فرزندے
 لعل شیریں تو شکر باے
 عاقبت عاشقان بدرد میسر
 پیر گشتیم تو بہ بکشمیم
 نیست از سیم و زرا اگر نقدے
 جعد شگون شکل خبہ آن
 لب تو نیست بلکہ برگ تہے ا
 گر بزادہ نبود و لب بندے
 دہنت پر ز شہد آوندے
 زادہا بہیودہ مدو پندے
 عشق ابا ختم یک چندے
 بہر یک جرعہ باز سر بندے
 پایہ مارا نہد سیہ بندے
 واں سرین نیست بہت الوندے

بدرد میسر

بت نیست

اے محمد بدانکہ مادہم
کم بزا دست چوں تو فرزند

عاشقان گر کنند تیرے وار معذور کا نست تدبیرے
توبہ ورزند نہ ہنمایند تا فرو آورد بے شیرے
عمل شیریں او چہ نیز زبان بست شہد آمیز کرد تقریرے
اے محمد ترا میر نسبت راہ حق بے عنایت پیرے
بتلار بہرچہ دست و ہر نمکند در رہ تو تقصیرے

حجدا واپائے بند بولفتح
ایں چنین رقتہ است تقدیر

مرا افتادہ در خاطر کہ بر آیم ازیں ہستی
کہ اے طاووس جان من تو مرغ باغ قدوسی
تو اے سمرغ باہمت چرا چوں صموہ کردی
بسوی گلستان بگر بروے گل کہ میخند
بہاراں گلبنے خند بہاراں بلبلے گریہ
برفقارے نہادی پا بھیرت ایستادہ غلق
شدہ دلالہ خود بیرون رقیبے پاسان خفتہ
گہے راستی شادی گہے در ختم دلجوئی
گر نیمم کرسی علوی نہا نم من بریں ہستی
چہ چوں زارغ و غلیو از میراے خوشاں ہستی
بدام و دانہ افتادی تو ریش عقل بگستی
نشاط بلبلان ہم میں چہ می بازند از ہستی
نبار و ابرغیانی نشاندازہ گل مستی ہستی
بگفتارے کشادی لبان مردماں ہستی دہان
دگر معشوق ہم خوش غوچہ افارغ باند ہستی
گہے ہر دو یکے گشتہ ہر ذوق است بخور کی خود ہستی

محمد یحییٰ باشد مراد من رود کارے

ز بد بختی خود دانم کہ خواہم مرد از ہستی

نکار اسرودا گلعداری تو با ما است گودر دل چہ داری
بخواہی کشتنم از درد و محہبہ راں نہ بے دولت بوصل آرزوہ داری

ترا در سرمہ نماز است و شوخی تعالیٰ افتد کہ چوں تحفہ نگاری
 جہانے گشتہ سرگردانست بر تو تو فایغ از ہمہ سبب زار و داری
 ترا جز باز و غمرہ شیوہ نیست مرا عجز است و مسکینی وزاری
 نمازہ چارہ الا کہ مسیرم پس دیوار و پیش در بخواری
 شدی گرد پس کوه سرینے ضرورت ہر طرف پس سنگاری
 محمد عقیبا زں راست شری

نباشد عا شفقے از در و عاری

بر بل ببت سیاہ خاے افزودہ جمال بر جہاے
 اے قد بلند و پست زلفین اے صورت قدس را شاے
 یک خندہ زوی و عشوہ دادی گشتیم از و ز حال و دہاے
 تنگ و بہت کہ پر شکر بہت بیرون است زوہم و خیاے
 بہ ہم لب من لب تو حاشا کاین است محال در محالے
 بو الفتح بوقتِ حوشِ غمناش
 مگذار حواے جاہ و مالے

بحال و شاے

مثنوی

محمد چوں تو در عالم ندیدم نہ از کس مثل تو جاے شنیدم
 دریں دوراں تو تنہا بے نظیری تو سلطانی نہ محتاج وزیری
 توئی مستے خرابے عقیبا زں توئی رننے لونڈے سرفرازے
 توئی پیر منان پیشواے توئی دربت پرستی رہنماے
 ترا در عاشقی نام بلند است ترا در غور روی را ہے پسند است

تو خود بیگانه از خویش و نه نشان
 یکے خود کا مدد بخو کیسے
 ترانے نام و سنگ جاہ و جاگہ
 ترانے عقل و دوش و راہ تدبیر
 تو خوباں را یا موزی کر شمر
 نہال بت پرستی را تو بسنیاد
 ہمیشہ برد رخسار شسته
 کنی بر قاضی و مفتی تسخیر
 کنی تو کفر را بادیں سراسر
 بجائے قبلہ میں ایمان جان شد
 گئے صافی شوی گاہے کبابی
 نہ شمعیت یافتی عکس و نشان
 بہ میں عین الیقین مقصود و میراب
 بدستے نسخہ سادہ بہ بروی
 تو میر غیب را از سر کشادی
 پس آنگہ سوے بت رویاں نظر کن
 ز نیلایمبی و یوسف غلام است
 یکے اندر یکے شد اسم اعظم
 بگو ابلع را کہ می کند رو
 کہ تخم ہر بلا از دست تو رست
 خلاف مطلعش سر سے نہان است
 تو خود بیگانه از خویش و نه نشان
 یکے خود کا مدد بخو کیسے
 ترانے نام و سنگ جاہ و جاگہ
 تو خوباں را یا موزی کر شمر
 نہال بت پرستی را تو بسنیاد
 ہمیشہ برد رخسار شسته
 کنی بر قاضی و مفتی تسخیر
 جس بانگ موزن را برابر
 ترا پیوستہ بروے تہاں شد
 بہر و جہے تو روز بت نہانی
 چہ دادی کن روے تہاں
 ترا روے تہاں شد آئینہ سار
 صفائے بادہ را نظارہ کردی
 تو عین و عکس را یکجا نہادی
 تو خود را از وجود خود بدر کن
 چہ باشد بیل و مجنوں کدام است
 محمد عیسیٰ و موسیٰ و آدم
 رہ آدم اگر ابلع میزد
 خدا یا این بلا دستہ از دست
 بر آد آفتاب ماہان است

نتیجہ

زبان را تو ازین گفتار گرد آر

تورخت خود ازین بازار بردار

رباعیات

پروانه چراغ دید شد دیوانه
از خویش بشد بهیچ پروانه
از خواب بریدستی خویش بدید
شد عین چراغ آتش و پروا

پروانه چراغ دید گفت که منم
گر روزی چند صورتی بود جدا
با آتش عین هست جان و نسیم
بالحق حقیقت است کان چکلم منم

در کوئے خرابات منان پریم
من هر چه کنم روا هست و لیک
در مجلس طامات جوانی میم
شیخی است محمد بلے تزدیرم

بے شمع رننے اگر نہ سوزم چه کنم
چوں عکس منہ زہر در چشم آید
صد پارہ دے شدہ ندوزم چه کنم
اے مردم اگر نمی فسروزم چه کنم

از دور و فراق اگر نہ سالم چه کنم
میگوئی با تو ام نہ ام ہرگز دور
روز و شب اگر نہ در خیالم چه کنم
در عین حضور بے وصالم چه کنم

دل در پے دلبرے پیوید چه کند
دل آئینہ عکس بت درو شد پیدا
از دور و فراق جاں بخوید چه کند
دل خود را عین بت نگوید چه کند

لے بروز کیشنبہ بست دسوم ذی الحجہ ششمہ قبلہ آمد و درند لے بروز جمعہ بست دہتم ذی الحجہ ششمہ بروز
لے الفضا لے الفضا

بیدرو مباد هیچ فردے نامرد مباد هیچ مردے
بیدرو مباد هیچ وقتے بے وقت مباد هیچ وردے

معتوقہ اگر کتاب داری معشوس دل سیاه داری
معتوقہ بود کتاب حاشا بازنگی و بربری حسہ یاری

معتوقہ من کتاب من شد بستہ دل من بدو کشاد است
گوئی کہ مرا بہ عاریت دہ معتوقہ بباریت کہ داد است

تمام شد

دیوان عاشق شہباز سرافراز مخدوم ابو الفتح ولی الاکبر العصادی سید محمد یوسف
الملقب بگیو دراز قدس القدرہ العزیز کہ مسلمی انیس العشاق است۔

غلطنا دیوان انیس العشاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۶	دلک	ذک	۶۴	۲۱	سودا	سودہ
۳	۸	دوتا کردو	دوتا کردو	۷۰	۱۵	نگار	نگار
۳	۱۲	نماند	نماند	۷۲	۹	دیوانہ	دیوانہ
۳	۱۶	مصطفوی	مصطفوی	۷۶	۲۰	روا بے نور	رو بے نور
۴	۳	بجز و مطالعہ	بجز و مطالعہ	۷۷	۲۱	مرد	مرد

پہانی	پہانے	۹	۷۹	بے افکار	بے نگار	۲۱	۶
ضعف	ضعف	۱۱	۷۹	بارے	باری	۱	۹
بوسہ	بوسہ	۱۴	۷۹	بہریم	بہریم	۱۳	۱۰
جہنم	جہنم	۱۶	۸۳	درعجب	درعجب	۶	۱۴
حزیم	حزیم	۱۷	۸۷	کے شد	کے شد	۲۰	۱۶
بسے	بسے	۱۸	۸۷	باشد ہم	باشد ہی ہم	۲	۱۸
راہی شتاب	راہی شتاب	۲۰	۸۷	بذل	بذل	۱۷	۲۰
فصل	فصل	۲۰	۸۹	سوختہ	سوختہ	۶	۲۱
بخش و خواہ	بخش و خواہ	۱۵	۸۹	مستے	مستے	۱۴	۲۲
مفسلے	مفسلے	۱۳	۹۰	پیر لہ	پیر لہ	۱۱	۲۳
درہر	درہر	۱	۹۲	گردادہ حق ترا	گردادہ حق ترا	۱۳	۲۳
بیزاری	بیزاری	۵	۹۶	آن پیرن	آن بہ پیرن	۵	۲۵
میرم	میرم	۱۹	۹۷	شد	شدہ	۱۷	۲۶
ہمراہ	ہمراہ	۷	۹۸	کہ مہرینے	کہ مہرینے	۱۶	۲۷
میگذازم	میگذازم	۹	۹۸	بہ	بہ	۲۱	۲۷
گراخیم	گراخیم	۱۳	۱۰۳	بے نگار	بے نگار	۱۵	۲۸
دلبری	دلبری	۱۲	۱۰۶	انفعاے	انفعاے	۱۰	۳۰
بے	بے	۸	۱۰۸	بلاے	بلاے	۱	۳۵
محرمی	محرمی	۱۱	۱۱۷	شتند	شتند	۱	۳۱
فراقے	فراقے	۱۰	۱۱۹	ابوالفتح جمال	ابوالفتح جمال	۲	۲۲
میرے	میری	۸	۱۲۲	کہ	کہ	۲۱	۳۳
گو	گر	۱۰	۱۲۳	آزاد	آزار	۱	۳۴
گردآر	گردآر	۱۹	۱۲۵	نمیدانم	نمیدانم	۷	۳۴
فتوحے	فتوحے	۶	۱۲۷	میگوئیست	میگوئیست	۵	۳۸
بوسے	بوسے	۹	۱۳۵	رشد	رشد	۱۶	۵۱
یارے عزیزے	یار عزیزے	۸	۱۳۹	بلے	بلے	۶	۵۲
بارے	بارے	۱۶	۱۴۱	چہ لطف دارد	چہ دارد	۷	۵۷
کنارے	کناری	۲۰	۱۴۱	جو سے	جو سے	۹	۶۳
چنانکہ	چنانکہ	۴	۱۴۵	کہ	کہ	۱۳	۶۷

